بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 71

شمارہ 20-21

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

17-24 شوال 1443 ہجری قمری • 19-26 ہجرت 1401 ہجری شمسی • 19-26 مئی 2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

(سورۃ النور:56)

(ترجمہ) تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔
سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13 مئی 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔
احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

خلافت نمبر

خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو
جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے
سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں۔‘‘

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 353)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

اس شمارہ میں

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

خلافت سے دِلی وابستگی ہمارا اوّلین فرض

اللہ کا بڑا فضل اور اسکا احسان ہے کہ ہم دیوار ہیں اینٹیں نہیں، پہاڑ ہیں کنکر نہیں دریا ہیں قطرے نہیں، زنجیر ہیں کڑیاں نہیں جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر سکتی ہیں

اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر کیا جائے کم ہے کہ اُس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں زمانے کے امام مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی اور پھر ہمیں خلافت کے انتہائی بابرکت نظام سے وابستہ کر دیا۔ ہم صحیح معنوں میں خلافت کے نظام سے تبھی وابستہ ہو سکتے ہیں جب ہم خلافت کی اہمیت اور اس کی برکت کو سمجھنے والے ہوں۔ اور خلافت کی اہمیت اور اس کی برکت کو سمجھتے ہوئے خلیفہ وقت کے لئے استقلال کے ساتھ دُعائیں کرنے والے ہوں۔ ان کی باتوں کو غور سے سننے والے ہوں۔ اور غور اور تجسس اور دل لگا کر اُن کی باتوں کو اس لئے سننے والے ہوں تا کہ ہم اُن کی ہر بات پر بلا تاخیر عمل شروع کر دیں۔ کوئی بات بھی حضور انور کے منہ سے نکلی ہوئی ایسی نہ ہو جس پر ہم عمل نہ کریں۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب ہم خلافت کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کی اطاعت کی برکت اور اس کے عظیم الشان نتائج سے آگاہ ہوں، اور خلافت سے ہمیں عشق اور محبت ہو۔ خلیفہ کا وجود اس لئے بہت ہی عظیم الشان وجود ہوتا ہے کہ وہ رسول کا قائم مقام اور اس کا ظل ہوتا ہے اور روئے زمین پر سب سے مقدس وجود ہوتا ہے۔ رسول کے گزر جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اُس سے رسولوں والا کام لیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا پیارا ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام میں برکت رکھ دیتا ہے۔ اس کی ہر بات میں برکت رکھ دیتا ہے۔ اس کے اٹھنے بیٹھنے میں برکت رکھ دیتا ہے۔ اس کے دیکھنے اور اس کے چھونے میں برکت رکھ دیتا ہے۔ چونکہ وہ اللہ کا منتخب ہوتا ہے اس لئے اللہ اپنے انتخاب کو ہر لحاظ سے مبارک کر دیتا ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خلافت کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے تجویز فرمایا تا کہ دُنیا برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس برکات خلافت دراصل برکات رسالت ہی کا دوسرا نام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو......خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ (شہادۃ القرآن رُوحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

آج خلافت کے بغیر، ایک واجب الاطاعت امام کے بغیر، مسلمانوں کی جو حالت ہے اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ہم جو خلافت سے وابستہ ہیں ہم پر اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے۔ خلیفہ نہ صرف ہمارے دین کا رہنما اور نگران ہے بلکہ ہماری دُنیا کا بھی رہنما اور نگران ہے۔ ہم اپنے تمام اُمور میں خواہ وہ دینی ہوں یا دُنیاوی اُس سے فیض پا رہے ہیں اور فیض اُٹھا رہے ہیں۔

مشہور عالم دین، سیاسی رہنما، آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم، constituent اسمبلی آف انڈیا کے ممبر، اخبار وکیل امرتسر کے مدیر مولانا ابوالکلام آزاد، ضرورتِ خلافت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”تمام لوگ کسی ایک صاحب علم و عمل مسلمان پر جمع ہو جائیں اور وہ ان کا امام ہو وہ جو کچھ تعلیم دے ایمان و صداقت کے ساتھ قبول کریں قرآن و سنت کے ماتحت اس کے جو کچھ احکام ہوں ان کی بلا چون و چرا تعمیل و اطاعت کریں۔ سب کی زبانیں گونگی ہوں صرف اسی کی زبان گویا ہو۔ سب کے دماغ بیکار ہو جائیں صرف اسی کا دماغ کارفرما ہو۔ لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ صرف دل ہو جو قبول کرے اور صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ایک بھیڑ ہے، ایک انبوہ ہے، جانوروں کا ایک جنگل ہے، کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے مگر نہ تو جماعت ہے، نہ امت، نہ قوم، نہ اجتماع۔ اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں، کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں، قطرے ہیں مگر دریا نہیں، کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جا سکتی ہیں مگر زنجیر نہیں ہے جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر سکتی ہیں۔“ (مسئلہ خلافت صفحہ 208، مطبع اصغر پریس لاہور، سن اشاعت 2006)

مولانا ابوالکلام آزاد نے اس عبارت میں مسلمانوں کی حالتِ کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ اللہ کا بڑا فضل اور اس کا احسان ہے کہ ہم ایک انبوہ نہیں ہمارا ایک واجب الاطاعت امام اور خلیفہ ہے۔ ہم ایک امت ہیں، ایک قوم ہیں اور ایک اجتماع ہیں، انتشار کی ہم میں کوئی علامت نہیں۔ ہم ایک آواز پر اٹھنے اور ایک آواز پر بیٹھنے والے ہیں جس کا دُنیا مشاہدہ کر چکی ہے۔ ہم دیوار ہیں اینٹیں نہیں، پہاڑ ہیں کنکر نہیں، دریا ہیں قطرے نہیں، زنجیر ہیں کڑیاں نہیں جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر سکتی ہیں۔ پس اللہ کے اس احسان پر اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اور اس کے اس احسان کا شکر اسی طرح ادا کیا جا سکتا ہے کہ ہم خلیفہ وقت کی باتوں کو غور سے سنیں اور اُن پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خلیفہ وقت کی محبت اور اس کی کامل اطاعت عطا کرے۔ ذیل میں ہم خلافت کی اہمیت و برکات اور اس سے دلی وابستگی اور اس سے محبت اور عشق کا تعلق رکھنے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ارشادات پیش کرتے ہیں۔

خلیفۃ المسیح سے ذاتی تعلق بڑھانے کی کوشش کریں

جلسہ سالانہ گوئٹے مالا 2019ء کے موقع پر سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے پیغام میں فرمایا :

آپ اپنے اخلاص اور تعلق کو مضبوطی کے ساتھ خلافت کے بابرکت نظام کے ساتھ جوڑیں اور خلیفۃ المسیح سے ذاتی تعلق بڑھانے کی کوشش کریں۔ آپ اپنی اولادوں کو بھی خلافت کے بابرکت نظام سے آگاہ کریں اور ان کو ہمیشہ نصیحت کرتے رہیں کہ خلیفۂ وقت کے ساتھ اخلاص کا تعلق قائم رکھنا ہے۔ آج اسلام کی احیائے نو اور دُنیا کا امن خلافت کے بابرکت نظام سے وابستہ رہ کر ہی قائم کیا جا سکتا ہے اس لیے اس عظیم نظام کا ہمیشہ احترام کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ اور آپ کی نسل ہمیشہ خلافت احمدیہ کی بابرکت ہدایات کے تابع، اس کے زیر سایہ اور حفاظت کے حصار میں رہیں۔ (اخبار بدر 28 جنوری 2021 صفحہ 19)

دنیا میں امن صرف نظام خلافت کیساتھ وابستہ رہ کر ہی قائم ہو سکتا ہے

جماعت احمدیہ ہنڈوراس کے جلسہ سالانہ 2020 کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی پیغام میں فرمایا :

میں آپ کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے بابرکت نظام کے ساتھ منسلک رہیں اور وفا کا تعلق رکھیں کیونکہ احیائے اسلام کا فعل اور دنیا میں امن صرف نظام خلافت کے ساتھ وابستہ رہ کر ہی قائم ہو سکتا ہے۔ اسی لیے ہمیشہ اس بابرکت مقام کا پاس رکھیں اور اس امر کو یقینی بنائیں کہ آپ اور آپ کی آئندہ نسل ہمیشہ خلافت کی ہدایت و سائے تلے رہے۔ (اخبار بدر 18 فروری 2021 صفحہ 13)

اللہ نے خلافت کے ذریعہ آپ کے تزکیہ نفس کے سامان پیدا کئے

جلسہ سالانہ سوئٹزرلینڈ 2020 کے موقع پر سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

باقی صفحہ نمبر 33 پر ملاحظہ فرمائیں

درس القرآن

سچی خلافت مومنوں کو بدامنی سے امن کی طرف لاتی ہے

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ○ (سورۃ النور:56)

(ترجمہ) تم میں سے جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کیلئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کیلئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے ترجمۃ القرآن میں فرماتے ہیں:

’’اس آیت کو آیتِ استخلاف کہا جاتا ہے جس میں یہ بات ظاہر فرمائی گئی ہے کہ جس طرح خدا نے پہلے انبیاء کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری فرمایا تھا اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی جاری فرمائے گا اور وہ خلافت نبی کے نور کو لے کر آگے بڑھے گی۔ اور ہر دفعہ جب کوئی خلیفہ گزرے گا تو جماعت کو ایک خوف کا سامنا کرنا پڑے گا جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خلافت کی برکت سے امن میں بدل جائے گا۔ پس سچی خلافت کی نشانی یہ ہے کہ وہ مومنوں کی جماعت کو بدامنی سے امن کی طرف لے کر آئے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الوصیت میں یہی فرمایا ہے کہ ایک نبی یا خلیفہ کے گزرنے کے بعد وقتی طور پر یہی محسوس ہوتا ہے کہ اب دشمن اس نور کو بجھا دے گا لیکن آیت استخلاف میں قطعی وعدہ ہے کہ دشمن ہر دفعہ ناکام رہے گا۔ نبوت کی آمد کا مقصد دنیا میں توحید کا قیام ہے۔ چنانچہ خلافت حقہ کی بھی یہی نشانی رکھی ہے کہ اس کا آخری مقصد توحید کا قیام ہوگا۔‘‘

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آیت استخلاف سورہ نور آیت 56 کی تشریح میں فرماتے ہیں:

’’تیسری بات اس آیت سے یہ نکلتی ہے کہ یہ وعدہ امت سے اس وقت تک کیلئے ہے جب تک کہ امت مؤمن اور عمل صالح کرنے والی رہے۔ جب وہ مومن اور عمل صالح کرنے والی نہیں رہے گی تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے اس وعدہ کو واپس لے لیگا۔ گویا نبوت اور خلافت میں یہ عظیم الشان فرق بتایا کہ نبوت تو اس وقت آتی ہے جب دنیا خرابی اور فساد سے بھر جاتی ہے جیسے فرمایا ظَہَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ یعنی جب بر اور بحر میں فساد واقع ہوجاتا ہے، لوگ خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں، الٰہی احکام سے اپنا منہ موڑ لیتے ہیں، ضلالت اور گمراہی میں گرفتار ہوجاتے ہیں اور تاریکی زمین کے چپہ چپہ کا احاطہ کر لیتی ہے تو اس وقت لوگوں کی اصلاح کیلئے خدا تعالیٰ کسی نبی کو بھیجتا ہے جو پھر آسمان سے نور ایمان کو واپس لاتا اور ان کو سچے دین پر قائم کرتا ہے لیکن خلافت اس وقت آتی ہے جب قوم میں اکثریت مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی ہوتی ہے اور خلیفہ لوگوں کو عقائد میں مضبوط کرنے کیلئے نہیں آتا بلکہ تنظیم کو مکمل کرنے کیلئے آتا ہے۔ گویا نبوت تو ایمان اور عمل صالح کے مٹ جانے پر آتی ہے اور خلافت اس وقت آتی ہے جب قریباً تمام کے تمام لوگ ایمان اور عمل صالح پر قائم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت اسی وقت شروع ہوتی ہے جب نبوت ختم ہوتی ہے کیونکہ نبوت کے ذریعہ ایمان اور عمل صالح قائم ہو چکا ہوتا ہے اور چونکہ اکثریت ان لوگوں کی ہوتی ہے جو ایمان اور عمل صالح پر قائم ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ اپنی خلافت کی نعمت عطا فرما دیتا ہے اور درمیانی زمانہ جب کہ نہ تو دنیا نیکوکاروں سے خالی ہو اور نہ بدی سے پُر ہو دونوں سے محروم رہتا ہے کیونکہ نہ تو بیماری شدید ہوتی ہے کہ نبی آئے اور نہ تندرستی کامل ہوتی ہے کہ اُن سے کام لینے والا خلیفہ آئے۔

پس اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کا فقدان کسی خلیفہ کے نقص کی وجہ سے نہیں بلکہ جماعت کے نقص کی وجہ سے ہوتا ہے اور خلافت کا مٹنا خلیفہ کے گنہگار ہونے کی دلیل نہیں بلکہ امت کے گنہگار ہونے کی دلیل ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ صریح وعدہ ہے کہ وہ اس وقت تک خلیفہ بناتا چلا جائیگا جب تک جماعت میں مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی اکثریت رہے گی۔ جب اس میں فرق پڑ جائیگا اور اکثریت مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی نہیں رہے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا اب چونکہ تم خود بدعمل ہو گئے ہو اس لئے مَیں اپنی نعمت تم سے چھین لیتا ہوں (گو خدا چاہے تو بطور احسان ایک عرصہ تک پھر بھی جماعت میں خلفاء بھیجتا رہے) پس وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ خراب ہوگیا ہے وہ بالفاظ دیگر اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ جماعت کی اکثریت ایمان اور عمل صالح سے محروم ہو چکی ہے کیونکہ خدا کا یہ وعدہ ہے کہ جب تک امت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی اس میں خلفاء آتے رہیں گے اور جب وہ اس سے محروم ہو جائیگی تو خلفاء کا آنا بھی بند ہو جائیگا۔ پس خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی امکان نہیں ہاں اس بات کا ہر وقت امکان ہوسکتا ہے کہ جماعت کی اکثریت ایمان اور عمل صالح سے محروم نہ ہو جائے۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد6، صفحہ 374)

درس الحدیث

جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی دُور ہوتا ہے وہ جاہلیت کی موت مریگا

عَنۡ حُذَیۡفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: تَکُوۡنُ النُّبُوَّۃُ فِیۡکُمۡ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنۡھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ مُلۡکًا عَاضًّا فَتَکُوۡنُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ مُلۡکًا جَبۡرِیَّۃً فَیَکُوۡنُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنۡ یَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنۡھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ

(مسند احمد، جلد4، صفحہ 273، مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

(ترجمہ) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔ (بحوالہ حدیقۃ الصالحین، مصنفہ ملک سیف الرحمن صاحب، حدیث نمبر 978)

عَنِ ابۡنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا قَالَ: سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ: مَنۡ خَلَعَ یَدًا مِنۡ طَاعَۃٍ لَقِیَ اللّٰہَ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ وَلَا حُجَّۃَ لَہٗ، وَمَنۡ مَاتَ وَلَیۡسَ فِیۡ عُنُقِہٖ بَیۡعَۃٌ مَاتَ مِیۡتَۃً جَاھِلِیَّۃً۔

(مسلم، کتاب الامارۃ، باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظھور الفتن)

(ترجمہ) حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے (قیامت کے دن) اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عُذر۔ اور جو شخص اس حال میں مَرا کہ اس نے امامِ وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔ (بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 631)

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنۡ رَاٰی مِنۡ اَمِیۡرِہٖ شَیۡئًا یَکۡرَہُہٗ فَلۡیَصۡبِرۡ عَلَیۡہِ فَاِنَّہٗ مَنۡ فَارَقَ الۡجَمَاعَۃَ شِبۡرًا فَیَمُوۡتُ مِیۡتَۃً جَاھِلِیَّۃً۔

(بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی سترون بعدی امورًا)

(ترجمہ) حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص اپنے سردار اور امیر میں کوئی ایسی بات دیکھے جو اسے پسند نہ ہو تو صبر سے کام لے کیونکہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی دور ہوتا ہے وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ (بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 632)

عَنۡ عَرۡفَجَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ: مَنۡ اَتَاکُمۡ وَاَمۡرُکُمۡ جَمِیۡعٌ عَلٰی رَجُلٍ وَاحِدٍ، یُرِیۡدُ اَنۡ یَّشُقَّ عَصَاکُمۡ اَوۡ یُفَرِّقَ جَمَاعَتَکُمۡ فَاقۡتُلُوۡہُ۔ (مسلم، باب حکم من فرق امر المسلمین ھو مجتمع)

(ترجمہ) حضرت عرفجہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو اور تمہارا ایک امیر ہو اور پھر کوئی شخص آئے اور تمہاری وحدت کی اس لاٹھی کو توڑنا چاہے یا تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرے تو اسے قتل کر دو۔ یعنی اس سے قطع تعلق کرو اور اس کی بات نہ مانو۔ (بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 633)

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں

’’خدا تعالیٰ اس امت کیلئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا تھا اور اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کیلئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس امت پر ہمیشہ کیلئے ابواب سعادت مفتوح رکھے کیونکہ روحانی سلسلہ کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے اور ایسا مذہب ہرگز زندہ نہیں کہلا سکتا جس کے قبول کرنے والے خود اپنی زبان سے ہی یہ اقرار کریں کہ تیرہ سو برس سے یہ مذہب مرا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس مذہب کیلئے ہرگز یہ ارادہ نہیں کیا کہ حقیقی زندگی کا وہ نور جو نبی کریم کے سینہ میں تھا وہ توارث کے طور پر دوسروں میں چلا آوے۔

افسوس کہ ایسے خیال پر جمنے والے خلیفہ کے لفظ کو بھی جو استخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبر سے نہیں سوچتے کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں بلکہ پہلے دنوں میں تو خلیفوں کا ہونا بجز شوکت اسلام پھیلانے کے کچھ اور زیادہ ضرورت نہیں رکھتا تھا کیونکہ انوار رسالت اور کمالات نبوت تازہ بتازہ پھیل رہے تھے اور ہزارہا معجزات بارش کی طرح ابھی نازل ہو چکے تھے اور اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو اس کی سنت اور قانون سے یہ بھی بعید نہ تھا کہ بجائے ان چار خلیفوں کے اس تیس برس کے عرصہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کو ہی بڑھا دیتا اس حساب سے تیس برس کے ختم ہونے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل 93 برس کی عمر تک پہنچتے اور یہ اندازہ اس زمانہ کی مقررہ عمروں سے نہ کچھ زیادہ اور نہ اس قانون قدرت سے کچھ بڑھ کر ہے جو انسانی عمروں کے بارے میں ہماری نظر کے سامنے ہے۔

پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف اس امت کے تیس برس کا ہی فکر تھا اور پھر ان کو ہمیشہ کیلئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیاء سابقین کی امت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس امت کیلئے دکھلانا اس کو منظور نہ ہوا، کیا عقل سلیم خدائے رحیم و کریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کرے گی ہرگز نہیں اور پھر یہ آیت خلافت ائمہ پر گواہ ناطق ہے۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اس لئے کہ یرثھا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ کہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔

پھر اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ نے ایک مثال کے طور پر سمجھا دیا تھا کہ میں اسی طور پر اس امت میں خلیفے پیدا کرتا رہوں گا جیسے موسیٰ کے بعد خلیفے پیدا کئے تو دیکھنا چاہئے تھا کہ موسیٰ کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا۔ کیا اس نے صرف تیس برس تک خلیفے بھیجے یا چودہ سو برس تک اس سلسلہ کو لمبا کیا۔ پھر جس حالت میں خدا تعالیٰ کا فضل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں زیادہ تھا چنانچہ اس نے خود فرمایا وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اور ایسا ہی اس امت کی نسبت فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تو پھر کیونکر ہو سکتا تھا کہ حضرت موسیٰ کے خلیفوں کا چودہ سو برس تک سلسلہ ممتد ہو اور اس جگہ صرف تیس برس تک خلافت کا خاتمہ ہو جاوے اور نیز جب کہ یہ امّت خلافت کے انوار روحانی سے ہمیشہ کیلئے خالی ہے تو پھر آیت اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کے کیا معنی ہیں کوئی بیان تو کرے۔ مثل مشہور ہے کہ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ جب کہ اس امت کو ہمیشہ کیلئے اندھا رکھنا ہی منظور ہے اور اس مذہب کو مردہ رکھنا ہی مدنظر ہے تو پھر یہ کہنا کہ تم سب سے بہتر ہو اور لوگوں کی بھلائی اور رہنمائی کیلئے پیدا کئے گئے ہو کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا اندھا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے سو اے لوگو جو مسلمان کہلاتے ہو برائے خدا سوچو کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ہمیشہ قیامت تک تم میں روحانی زندگی اور باطنی بینائی رہے گی اور غیر مذہب والے تم سے روشنی حاصل کریں گے اور یہ روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کیلئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں پھر کیونکر کہتے ہو کہ خلافت صرف تیس برس تک ہو کر پھر زاویہ عدم میں مخفی ہو گئی۔ اتقوا اللہ۔ اتقوا اللہ۔ اتقوا اللہ۔‘‘

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 353 تا 355)

......☆......☆......☆......

خدا کا وعدہ ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا، وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے، وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے

’’سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لیے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اِس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو۔ اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دُعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائے گی۔

اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔‘‘

(الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 305 تا 307)

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

"نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔" (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

رمضان المبارک میں کی جانے والی نیکیاں سارا سال جاری رکھنے کی تلقین

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کیلئے جہاں ایمان میں مضبوطی ضروری ہے وہاں علمی اور عملی ترقی بھی ضروری ہے اور اس کیلئے کوشش بھی کرنی چاہئے

"ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں"

یہ ہمارا لائحہ عمل ہے: نمازوں کی طرف مستقل توجہ، ان کو سنوار کر ادا کرنا، قرآن کریم کو پڑھنا سمجھنا اور اس کے احکامات پر عمل کرنا، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا اور توحید کے قیام کی خاطر ہر قربانی دینے کیلئے تیار رہنا

دنیا کے عمومی حالات نیز اسیرانِ راہ مولیٰ اور پاکستان و دیگر ممالک میں مخالفت برداشت کرنے والے احمدیوں کیلئے دعا کی تحریک

محترم عبدالباقی ارشد صاحب (چیئر مین الشرکۃ الاسلامیہ یو.کے) کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ حاضر

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29؍اپریل 2022ء بمطابق 29؍شہادت 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ○

رمضان آیا اور تمام ان لوگوں پر جنہوں نے اس سے فیض پانے کی کوشش کی برکتیں بکھیرتے ہوئے گزر گیا۔ اب دو روز باقی رہ گئے ہیں یا شاید بعض جگہ تین روزے رہتے ہوں لیکن بہرحال رمضان اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ ایک عقل مند اور حقیقی مومن ہمیشہ یاد رکھتا ہے اور رکھنا چاہیے کہ رمضان کے ختم ہونے سے ہم اپنی بہت سی ذمہ داریوں اور فرائض سے آزاد نہیں ہو گئے بلکہ رمضان ان فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کا حق ادا کرنے کی تربیت کر کے گیا ہے۔

ان فرائض کی ادائیگی اور مستقل ادائیگی کے طریق سکھانے آیا تھا اور ان میں ترقی کی منازل کی نشاندہی کرنے آیا تھا اور یہ سکھاتے ہوئے اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ بے شک فرض روزوں کا مہینہ تو ختم ہو رہا ہے لیکن باقی فرائض کی ادائیگی کے معیاروں کو اونچا رکھنے اور ان میں ترقی کرتے چلے جانے کا وقت شروع ہو رہا ہے۔ اگر ہم اس حقیقت کو بھول گئے کہ رمضان کے بعد ہم نے اپنے فرائض اور حقوق کی ادائیگی کے معیاروں کو کس طرح قائم رکھنا ہے تو ہم نے اپنا رمضان اس طرح نہیں گزارا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ایک حدیث میں آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک اپنے مابین سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس ...... الخ، حدیث 552)

یہاں واضح ہو کہ اگر انسان اپنی چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور گناہوں کی نشاندہی نہیں کرتا، ان سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا اور ان کے سرزد ہونے پر توبہ و استغفار نہیں کرتا تو وہی کبیرہ گناہ بن جاتے ہیں۔

پس یہاں مراد یہ ہے کہ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھے، استغفار کرتا رہے تا کہ ان چیزوں سے بچتا رہے۔ پس اگر ہم ایک رمضان کو دوسرے رمضان کے ساتھ نیکیاں کرتے ہوئے اور اپنے فرائض کی ادائیگی کرتے ہوئے، اپنے حق ادا کرتے ہوئے جو عبادتوں کے بھی حق ہیں اور لوگوں کے بھی حق ہیں سال کے باقی مہینے نہیں گزارتے تو ہم نے رمضان سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھایا۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر معاملے میں بڑی کھول کر ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ بار بار مسلسل ہمیں نصیحت فرمائی کہ اپنی عبادتوں کے بھی حق ادا کرو اور بندوں کے بھی حق ادا کرو۔ اپنی زندگیاں گزارنے کیلئے ایک لائحہ عمل ہمیں دے دیا۔ اگر ہم اس لائحہ عمل کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں، اس طریق کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کریں تو یقیناً ہم ان راستوں پر چلنے والے بن جائیں گے جو نیکیوں میں بڑھنے اور ترقی کرنے کے راستے ہیں، جو ایک رمضان سے دوسرے رمضان کو ملانے کے راستے ہیں، جو اس دوران کی جانے والی غلطیوں اور گناہوں سے بچانے کے راستے ہیں، معاف کروانے کے راستے ہیں۔ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ غلامِ صادق ہی ہیں جو ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی بار بار تلقین فرماتے ہیں اور کھول کر بیان فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مستقل وارث بننا ہے تو ان پر عمل کرو۔ پس آپؑ کی نصائح میں سے چند نصائح مَیں اس وقت بیان کروں گا۔

رمضان میں ہماری عبادت کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ فرض نمازیں اور نوافل ہم خاص اہتمام سے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن نمازوں کی فرضیت کوئی خاص مہینہ اور کسی خاص وقت کیلئے مخصوص نہیں ہے بلکہ دن میں پانچ نمازیں اپنے مقررہ وقت پر سال کے بارہ مہینوں میں ادا کرنی ضروری ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں مومنوں کو بار بار توجہ دلائی ہے۔ آپؐ نے ایک موقع پر فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو کفر اور شرک کے قریب کر دیتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوٰۃ، حدیث 247)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور نجات پا گیا۔

(سنن الترمذی، ابواب الصلوٰۃ، باب ما جاء ان اول ما یحاسب بہ العبد...... الخ، حدیث 413)

پس یہ اہمیت ہے نماز کی۔ کسی خاص مہینے کیلئے مخصوص نہیں بلکہ دن میں پانچ نمازوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بار بار نمازوں کی اہمیت کی تلقین کی ہے اور نصیحت فرمائی ہے اور کھول کر بیان فرمایا کہ نماز کیا ہے؟ کس طرح ادا کرنی چاہیے؟ کس طرح ہم نماز سے لذت اٹھا سکتے ہیں؟ اور یہ لذت اٹھانے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ ایسی نمازیں ہوں جو اللہ تعالیٰ سے محبت میں بڑھانے والی ہوں۔ یہ نہیں کہ جب ضرورت ہوئی، کوئی دنیاوی مسئلہ پیش ہوا تو جائے نماز بچھائی یا مسجد میں چلے گئے اور تھوڑی سی گریہ وزاری کر لی، رو لیے، دعائیں کر لیں۔ جب مسئلہ حل ہو گیا تو پھر بھول گئے یا صرف رمضان میں ہی نمازوں کی طرف توجہ کر لی پھر بھول گئے یا وہ توجہ نہیں رہی جو ہونی چاہیے تھی۔ اگر یہ ہو تو پھر نہ نمازیں گناہوں سے معاف کروانے والی ہوتی ہیں نہ جمعہ اور نہ روزے۔ جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے جو مَیں نے پیش کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ "نماز کیا ہے؟"

فرمایا "یہ ایک خاص دعا ہے۔ مگر لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔" مجبوری سے پڑھنی ہے۔ "نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے۔ اس کے غناء ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا، تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہے بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔" فرمایا کہ "مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آج کل عبادات اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے۔" یہ تو محبت کی باتیں ہیں۔ محبت ہو تو صحیح طرح ان فرائض کی ادائیگی ہوتی ہے۔ "اس کی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے۔" رسموں میں انسان زیادہ پڑ گیا ہے۔ "اور عبادت میں جس قسم کا مزہ آنا چاہئے وہ مزہ نہیں آتا۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو۔ جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزہ نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسے تلخ یا بالکل پھیکا سمجھتا ہے۔" دوائیاں کھا کے یا مرض کی وجہ سے منہ بکبکا ہو جاتا ہے، مزہ ہی نہیں آتا کسی چیز کا۔ مریض کھانے سے انکار کر دیتے ہیں یا کھانے میں برائیاں نکالنے لگ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ "اسی

طرح وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظّ اور لذت نہیں پاتے۔‘‘ وہ بھی بیماروں کی طرح ہیں ’’ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کیلئے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اس کیلئے لذت اور سرور نہ ہو۔‘‘ فرمایا کہ ’’لذت اور سرور تو ہے۔‘‘ یہ نہیں کہ نہیں ہے ’’مگر اس سے حظ اٹھانے والا بھی تو ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّٰریات: 57) اب انسان جبکہ عبادت ہی کیلئے پیدا ہوا ہے ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ غایت کا رکھا ہو۔‘‘ ضرور اس درجہ کا رکھا ہونا چاہیے جس کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ ’’اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔‘‘ فرمایا کہ ’’مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کیلئے پیدا ہوئی ہیں۔‘‘ سب کھانے والی چیزیں انسان کیلئے پیدا ہوئی ہیں۔ ’’تو کیا ان سے وہ ایک لذت اور حظّ نہیں پاتا ہے؟ کیا اس ذائقہ، مزے اور احساس کیلئے اس کے منہ میں زبان موجود نہیں؟ کیا وہ خوبصورت اشیا دیکھ کر نباتات ہوں یا جمادات، حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا؟ کیا دل خوش کن اور سریلی آوازوں سے اس کے کان محظوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اَور بھی اس امر کے اثبات کیلئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہیں۔‘‘ ہر چیز میں لذت ہے اور انسان اس سے حظّ اٹھاتا ہے تو پھر عبادت میں کیوں نہیں۔ فرمایا کہ ’’خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں ہے اس میں بھی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظ نفس سے بالاتر اور بلند ہے۔‘‘ فرمایا ’’جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذت سے محروم ہے اسی طرح پر ہاں ٹھیک ایسا ہی وہ کم بخت انسان ہے جو عبادت الٰہی سے لذت نہیں پا سکتا۔‘‘ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 160، ایڈیشن 1984ء) اس کی حالت بھی مریضوں والی ہے۔ اپنے مرض کا علاج کرو، فکر کرو۔ پس اس نکتہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ لذت کس طرح حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

جس چیز کا انسان کو ادراک ہی نہیں، پتہ ہی نہیں اس کی لذت کس طرح حاصل کر سکتا ہے؟ جس کی تمام حسیں ہی مر گئی ہوں وہ کس طرح کسی نعمت اور اس کی لذت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور حظ محسوس کر سکتا ہے؟ دنیاداری میں اگر انسان پڑ جائے، فکر ہی نہ ہو ان چیزوں کی تو وہ تو مریض بن گیا۔

اس کے حل کا بھی آپ نے طریقہ بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ’’میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے‘‘ کہ اس کو پتہ نہیں ہے۔ ’’پھر شہروں اور گاؤں میں تو اَور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟‘‘ کیوں سر نہیں جھکاتا۔ کیوں عبادت نہیں کرتا؟ ’’ان کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا ہے۔ اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور مؤذن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے۔‘‘ اذان مؤذن کی۔ کہتے ہیں ہم اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اذان دے کے کیا مشکل ڈال دی ہے۔ ’’گویا ان کے دل دکھتے ہیں۔‘‘ اذان کی آواز سن کے ان کے دل دکھتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ لوگ لوگوں کو یہ بھی کہتے ہیں کہ دکھاوے کیلئے نماز پڑھنے جانا پڑے گا یا دکان بند کرنی پڑے گی۔ ’’یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔ بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ ان کی دکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔‘‘ مسجد میں۔ ’’پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے۔‘‘

یہ دعا بھی اللہ تعالیٰ سے کرنے کی ضرورت ہے تبھی لذت آئے گی کہ اللہ تعالیٰ نماز کا وہ مزہ چکھا دے اور جب مزہ ایک دفعہ انسان کو آ جاتا ہے تو پھر اس لذت کا بھی پتہ لگ جاتا ہے، پھر اس طرف توجہ بھی کرتا ہے۔‘‘ …… دیکھو! اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت بہ اعتبار اس کے مجسم ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اٹھ کر سردی میں وضو کر کے خوابِ راحت کو چھوڑ کر کئی قسم کی آسائشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے۔‘‘ کہنے کو تو وہ مومن اور مسلمان ہے لیکن اصل میں دل میں ایک بیزاری ہے جس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس نماز کے مقابلے میں اس کو راحت میں زیادہ لذت آ رہی ہے۔ نیند اور سونے میں زیادہ لذت آ رہی ہے۔ فرمایا ’’اس کو اطلاع نہیں ہے پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیالے پیتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آ جاتا ہے۔ دانشمند اور بزرگ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ یہ۔‘‘ کس طرح فائدہ اٹھائے۔ اس شرابی کے، نشہ کرنے والے کے نشہ سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ اگر مخلص مومن ہے تو اس طرح اٹھا سکتا ہے ’’کہ نماز پر دوام کرے۔‘‘

نماز مستقل مزاجی سے پڑھتا چلا جائے ’’اَور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اس کو سرور آ جاوے اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسے سرور کا حاصل کرنا ہو۔‘‘ دعا بھی کرے اور کوشش بھی کرے۔ ’’اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو۔‘‘ دل میں دعا بھی پیدا ہو جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ مجھے سرور دے ’’کہ وہ لذت حاصل ہو۔‘‘ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’تو مَیں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جاوے گی۔‘‘ اگر اس درد سے دعا ہو گی تو لذت بھی حاصل ہو جائے گی۔ ’’پھر نماز پڑھتے وقت ان مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ھود: 115)‘‘ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ کہ ’’نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھ کر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے۔ یہ جو فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔‘‘ اگر کوئی اثر نہیں ہو رہا تو مطلب یہ ہے کہ وہ نمازیں تو پڑھتے ہیں مگر روح اور راستی کے ساتھ نہیں۔ ’’وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا۔‘‘ ایسی نمازیں حسنات میں شمار نہیں ہوتیں۔ ’’اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا الصلوٰۃ کا لفظ نہیں رکھا۔ باوجودیکہ معنی وہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے۔

وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کرتی ہے۔ نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔‘‘ اٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں ہے۔ ’’نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 162 تا 164، ایڈیشن 1984ء)

پس اس لذت اور سرور کو حاصل کرنے کیلئے اور اس بیماری سے باہر نکلنے کیلئے بھی دعا ضروری ہے۔ صرف اپنی دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے دعا نہ ہو بلکہ اس کیلئے بھی دعا ہو۔ جس طرح بیماری سے صحت یاب ہونے کیلئے انسان ہر حیلہ استعمال کرتا ہے۔ علاج بھی کرتا ہے، دعا بھی کرتا ہے اسی طرح اس کیلئے بھی کرے۔

پھر آپؑ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بے شک ادا کرو اور خدا تعالیٰ سے مانگو۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سے نماز ہرگز ضائع نہیں ہوتی۔ آج کل لوگوں نے نماز کو خراب کر رکھا ہے۔ نمازیں کیا پڑھتے ہیں ٹکریں مارتے ہیں۔ نماز تو بہت جلد مرغ کی طرح ٹھونگیں مار کر پڑھ لیتے ہیں اور پیچھے دعا کیلئے بیٹھے رہتے ہیں۔ ہمارے خاص طور پر ایشیا میں ہندوستان پاکستان میں یہی رواج ہے۔ نماز جلدی جلدی پڑھی اور اس کے بعد ہاتھ اٹھا کے دعا کرنے لگ گئے۔ فرمایا کہ نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے۔ نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ہے جس طرح ایک شخص بادشاہ کے دربار میں جائے اور اس کو اپنا عرض حال کرنے کا موقع بھی ہو لیکن اس وقت تو وہ کچھ نہ کہے لیکن جب دربار سے باہر آ جائے تو اپنی درخواست پیش کرے۔ ایسے کیا فائدہ ہو گا؟ ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے جو نماز میں خشوع وخضوع کے ساتھ دعائیں نہیں مانگتے۔ تم کو جو دعائیں کرنی ہوں نماز میں کر لیا کرو اور پورے آداب الدعا کو ملحوظ رکھو۔

(ماخوذ از ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 258، ایڈیشن 1984ء)

نماز پڑھنے کا طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کس طرح سکھایا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کے سلام کیا۔ آپؐ نے فرمایا جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو۔ آپؐ اسے دیکھ رہے تھے اور اس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مجلس لگی ہوئی تھی۔ اس طرح تین مرتبہ اس سے نماز پڑھوائی۔ تو آخر اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مَیں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس لیے اب آپؐ ہی مجھے صحیح طریق بتا دیں کس طرح نماز پڑھنی ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہو جاؤ تو تکبیر کہو۔ پھر حسبِ توفیق قرآن پڑھو۔ سورۂ فاتحہ کے ساتھ قرآن پڑھو۔ پھر پورے اطمینان کے ساتھ رکوع کرو۔ یہ نہیں کہ ذرا سا جھکے اور کھڑے ہو گئے۔ پورے اطمینان کے ساتھ رکوع کرو۔ پھر سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر پورے اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو اور پھر سجدے سے اٹھ کر پوری طرح بیٹھو۔ بعض لوگ صرف سجدہ کیلئے بیچ میں دو سجدوں کے درمیان اٹھتے ہیں اور پھر فوراً دوبارہ سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ فرمایا پوری طرح بیٹھو۔ اس کے بعد دوسرا سجدہ کرو۔ اس طرح ساری نماز ٹھہر ٹھہر کر، سنوار کر ادا کرو۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب امر النبیؐ……الخ، حدیث 793)

بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ سنوار کر نمازیں کس طرح پڑھی جاتی ہیں؟ تو یہ ہے سنوار کر نماز پڑھنے کا طریقہ کہ ٹھہر ٹھہر کر نماز کی جو ہر حرکت ہے اس کو پورا وقت دے کے آرام سے پڑھے۔

پھر نماز کی حقیقت کو سمجھ کر اس کو ادا کرنے کی طرف توجہ کرنے کے بعد ایک مومن کا کام ہے کہ قرآن کریم کو بھی پڑھے اور سمجھے، اس کی طرف توجہ رکھے۔ جس طرح اکثر کی رمضان میں اس طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ تفسیر پر بھی غور کرو اور یہ بھی ایک ذریعہ ہے رمضان کو اگلے رمضان سے جوڑنے کا۔ قرآن کریم پر توجہ دینی چاہیے۔

قرآن کریم پڑھنے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایہ ناز ایمان و اعتقاد ہوتے تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔ مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیش گوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اَور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جبکہ اَور کتابیں بھی پڑھنے میں اسکے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کیلئے اور بطلان کا استیصال کرنے کیلئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔ فرقان کے بھی یہی معنی ہیں۔ یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہوگی۔ اس لئے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآنِ کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔

ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔ بڑے تأسف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتنا اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احادیث کا کیا جاتا ہے۔

اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔‘‘

(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 122، ایڈیشن 1984ء)

پھر نیکیوں کو قائم رکھنے کیلئے آپؑ نے یہ ہدایت فرمائی کہ دین کو ہر حال میں دنیا پر مقدم رکھو۔ اس کی تفصیل میں آپؑ فرماتے ہیں کہ دیکھو! دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ لوگ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروباروں اور تجارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے۔ نہیں۔ صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلوں کو لبریز کر دے انہوں نے حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگمگائے۔ کوئی امر اُن کو سچائی کے اظہار سے نہیں روک سکا۔ میرا مطلب اس سے صرف یہ ہے کہ جو بالکل دنیا ہی کے بندے اور غلام ہو جاتے ہیں گویا دنیا کے پرستار ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں پر شیطان اپنا غلبہ اور قابو پا لیتا ہے۔

دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کی ترقی کی (فکر کرتے ہیں) فکر میں ہوتے ہیں۔ یہ وہ گروہ ہے جو حزب اللہ کہلاتا ہے اور جو شیطان اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے۔ مال چونکہ تجارت سے بڑھتا ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے بھی طلبِ دین اور ترقیٔ دین کی خواہش کو ایک تجارت ہی قرار دیا ہے۔ (دین کو حاصل کرنا بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک تجارت ہے) چنانچہ فرماتا ہے هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (الصّف: 11) کہ پس کیا مَیں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے نجات دے دے۔ فرمایا سب سے عمدہ تجارت دین کی ہے جو دردناک عذاب سے نجات دیتی ہے۔ پس میں بھی خدا تعالیٰ کے انہی الفاظ میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ جو دینی ترقی اور شوق کو کم کرتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ شیطان پھر ان پر قابو نہ پالے۔ کبھی اس میں سستی نہیں ہونی چاہیے۔ ہر ایک امر پر جو سمجھ نہ آئے آپؑ نے فرمایا پوچھنا چاہیے تاکہ معرفت میں زیادتی ہو۔ پوچھنا حرام نہیں ہے۔ سمجھ نہیں آئی پوچھو۔ سوال ضرور اٹھنے چاہئیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ عملی ترقی کیلئے بھی پوچھنا چاہیے۔

(ماخوذ از ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 193-194، ایڈیشن 1984ء)

عملی ترقی کیلئے ضروری ہے۔ پس دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کیلئے جہاں ایمان میں مضبوطی ضروری ہے وہاں علمی اور عملی ترقی بھی ضروری ہے اور اس کیلئے کوشش بھی کرنی چاہیے۔

پھر رمضان کے فیض کو جاری رکھنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں جو طریق بتایا وہ ہے آپس کے تعلقات میں جو اعلیٰ اخلاق دکھانے کی رمضان میں ہم نے کوشش کی تھی انہیں جاری رکھنا۔ آپس میں محبت اور بھائی چارے کو بڑھانا اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔

جو پوری طاقت دی گئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے۔ مَیں جو یہ سنتا ہوں کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے حالانکہ چاہیے تو یہ کہ اس کیلئے دعا کرے، محبت کرے اور اسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے مگر بجائے اسکے کینہ میں زیادہ ہو جاتا ہے۔ اگر عفو نہ کیا جائے، ہمدردی نہ کی جاوے اس طرح پر بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں۔ جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کر کے پردہ پوشی کی جائے۔ جب یہ حالت پیدا ہو تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔

آپس میں محبت حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر ہونی چاہیے۔ ایسی ہمدردی ہو۔ فرمایا کہ مثلاً ایک شخص کا بیٹا ہو اور اس سے کوئی قصور سرزد ہو تو اس کی پردہ پوشی کی جاتی ہے اور اس کو الگ سمجھایا جاتا ہے۔ بھائی کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ بھائی دوسرے بھائی کی پردہ پوشی کرتا ہے اگر حقیقی بھائی ہوں تو۔ کبھی نہیں چاہتا کہ اس کیلئے اشتہار دے کہ اس نے یہ ظلم کیا، یہ گناہ کیا۔ پھر جب خدا تعالیٰ بھائی بناتا ہے تو کیا بھائیوں کے حقوق یہی ہیں؟ دنیا کے بھائی اخوت کا طریق نہیں چھوڑتے تو پھر تم لوگ کیوں چھوڑو۔ فرمایا بعض وقت انسان جانور بندر یا کتے سے بھی سیکھ لیتا ہے۔ یہ طریق نامبارک ہے کہ اندرونی پھوٹ ہو۔ خدا تعالیٰ نے صحابہ کو بھی یہی طریق و نعمتِ اخوت یاد دلائی ہے۔ اگر وہ سونے کے پہاڑ بھی خرچ کرتے تو وہ اخوت ان کو نہ ملتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ان کو ملی۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اسی قسم کی اخوت وہ یہاں قائم کرے گا۔ خدا تعالیٰ پر مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (آل عمران: 56) مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ ایک جماعت قائم کرے گا جو قیامت تک منکروں پر غالب رہے گی مگر یہ دن جو ابتلا کے دن ہیں اور کمزوری کے ایام ہیں۔ ہر ایک شخص کو موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور اپنی حالت میں تبدیلی کرے۔ دیکھو! ایک دوسرے کا شکوہ کرنا، دل آزاری کرنا اور سخت زبانی کر کے دوسروں کے دل کو صدمہ پہنچانا اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت گناہ ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 348-349، ایڈیشن 1984ء)

فرمایا کہ ’’ہماری جماعت میں شہزور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں‘‘ پہلوان نہیں ہمیں چاہئیں ’’بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیل اخلاق کیلئے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امر واقعی ہے کہ وہ شہزور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ نہیں نہیں۔ اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیل اخلاق پر مقتدرت پاوے۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیل اِخلاق میں صرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 140، ایڈیشن 1984ء)

آپس میں محبت اور پیار اور ایک دوسرے کے حق ادا کرنے، عاجزی اور مسکینی سے زندگی گزارنے کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اہلِ تقویٰ کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔

یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کیلئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔‘‘ یعنی غصہ تکبر اور غرور سے پیدا ہوتا ہے یا غصہ کی وجہ سے تکبر اور غرور پیدا ہو جاتا ہے۔ ’’کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے۔ جس کے اندر حقارت ہے، ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔‘‘ خاص طور پر بڑوں کو، عہدیداروں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہر شخص سے جس سے وہ بات کرتے ہیں بڑے آرام سے اور پیار سے اور محبت سے کیا کریں۔ ’’خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات: 12) تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فساق و فجار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (الحجرات: 14)‘‘ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 36، ایڈیشن 1984ء)

پس رمضان میں جو تقویٰ پیدا کیا ہے اس تقویٰ کا تقاضا یہی ہے کہ آپس کے تعلقات کو بھی بہتر سے بہتر کیا جائے اور ایک دوسرے سے معاملات میں بھی اخلاق اور حسن اخلاق کا نمونہ دکھایا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (العنکبوت: 70)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے اور یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (النور: 53)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کا تقویٰ اختیار کرے تو یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ''مَیں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجودِ واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو، اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔''

آج کل کے حالات کی وجہ سے اگر ایک فاصلہ دیا جاتا ہے تو یہ ضرورت کی وجہ سے ہے۔ اس کو بچے بھی اور بعض دوسرے بھی یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ مستقل چیز بن گئی ہے۔ حالات آہستہ آہستہ ٹھیک ہو رہے ہیں تو فاصلے بھی کم ہو رہے ہیں اور ان شاء اللہ نارمل حالات بھی آ جائیں گے۔ اصل چیز یہی ہے کہ جب مسجد میں صفیں ہوں تو ایک دوسرے سے جڑ کے کھڑا ہوا جائے۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ ہاں ضرورت کے تحت ایک عارضی arrangement کی گئی تھی۔ اس لیے فاصلہ دیا گیا ہے تاکہ کم از کم باجماعت نمازیں جاری رہیں۔ اور امید ہے ان شاء اللہ تعالیٰ جس طرح حالات ٹھیک ہو رہے ہیں جلدی نارمل حالات آ جائیں گے۔

بہرحال آپؑ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کیلئے غائبانہ دعا کرو۔'' بڑی اہم بات ہے۔ ایک دوسرے کیلئے غائبانہ دعا کرو۔ چاہے تمہیں کوئی دعا کیلئے کہتا ہے یا نہیں کہتا۔ جانتے ہو یا نہیں جانتے۔

عمومی طور پر جماعت کے افراد ایک دوسرے کیلئے یا جماعت کیلئے من حیث الجماعت دعا کریں تو یہ بہت بڑی نیکی ہے۔ فرمایا کہ ''اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ مَیں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔'' فرمایا ''مَیں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اوّل خدا کی توحید اختیار کرو دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔

وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کیلئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی۔ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ (آل عمران: 104)'' کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا۔'' یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کیلئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔ اس کا انجام اچھا نہیں۔''
(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 48)

پھر خدا تعالیٰ سے محبت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ نے فرمایا ''خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ اپنے والدین، جورو، اپنی اولاد، اپنے نفس غرض ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضاء کو مقدم کر لیا جاوے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا (البقرۃ: 201) یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو۔'' فرمایا کہ ''......اصل توحید کو قائم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو اور یہ محبت ثابت نہیں ہو سکتی جب تک عملی حصہ میں کامل نہ ہو۔'' عملی طور پر بھی محبت کرنی ہوگی، اظہار کرنا ہوگا۔ ''نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ شیریں کام ہو جاوے۔'' اس کا منہ میٹھا نہیں ہو جاتا اگر صرف چینی کا نام لے لے، شوگر کا نام لے لے تو میٹھا ہو جائے گا۔ نہیں۔ ''یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اسکی امداد اور دستگیری سے پہلو تہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اسکے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے۔ نہیں۔ میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو اور یہی اسلام ہے۔ یہی وہ غرض ہے جس کیلئے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کیلئے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالبِ صادق کو چاہئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمۂ جاری کے کنارے اپنا منہ رکھ دے اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اتار کر آستانہ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کر لے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار رہے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کیلئے تیار ہو گیا۔ اسلام کا منشا یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔''

یہی اللہ تعالیٰ نے، قرآن شریف نے ابراہیم کی خوبی بیان فرمائی ہے کہ وہ وفادار تھے۔ ''پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو تم ان راہوں سے آؤ۔'' پیر بن کے یہ نہیں کہ پیروں کی طرح نخوت اور تکبر پیدا ہو جائے بلکہ عاجزی انکساری پیدا کرو۔ وفاداری پیدا کرو۔ یہ مراد ہے اس سے۔ آج کل کے پیروں کی طرح دنیاداری کے اظہار اس سے مراد نہیں ہے۔ فرمایا کہ ''بے شک وہ تنگ راہیں ہیں'' تم ان راہوں سے آؤ'' لیکن ان سے داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکے ہو کر گزرنا پڑے گا۔ اگر بہت بڑی گٹھری سر پر ہو تو مشکل ہے۔ اگر گزرنا چاہتے ہو تو اس گٹھری کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھری ہے پھینک دو۔ ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو پھینک دے۔ تم یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم میں وفاداری اور اخلاص نہ ہو تو تم جھوٹے ٹھہرو گے اور خدا تعالیٰ کے حضور راستباز نہیں بن سکتے۔ ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہوگا جو وفاداری کو چھوڑ کر غداری کی راہ اختیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فریب نہیں کھا سکتا اور نہ کوئی اسے فریب دے سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو۔''
(ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 188 تا 190، ایڈیشن 1984ء)

آپؑ نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی کہ صبر اور دعا سے سچا اخلاص ملتا ہے۔

پس اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اس کیلئے مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کے در پر جھکے رہنے کی ضرورت ہے۔ پس ہمیں اپنے ہر آنے والے دن، وفاداری کے ساتھ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھاتے چلے جانے کی کوشش کرنے والا ہونا چاہیے۔

یہ ہمارا لائحہ عمل ہے: نمازوں کی طرف مستقل توجہ ان کو سنوار کر ادا کرنا، قرآن کریم کو پڑھنا سمجھنا اور اس کے احکامات پر عمل کرنا، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا، اور توحید کا قیام کرنا، اصل میں تو ایک حقیقی مومن کا ہر کام اور فعل ہی توحید کے قیام کیلئے ہوتا ہے اور ہونا چاہیے اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد تھا اور اس بات کا آپؑ نے بار بار اظہار فرمایا ہے۔ پس اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے ورنہ نری بیعت کر لینا تو کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ یہ بات بڑی کھول کر متعدد جگہ آپؑ نے بیان فرمائی ہے۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا کہ ''جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اس کو ٹٹولنا چاہئے کہ کیا مَیں چھلکا ہی ہوں یا مغز؟ جب تک مغز پیدا نہ ہو ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی، اسلام کا مدعی سچا مدعی نہیں ہے۔ یاد رکھو کہ یہ سچی بات ہے۔'' یہ سب دعویٰ جو محبت کرنے کا یا ایمان کا یا اطاعت کا یا بیعت کا ہے یہ سب دعوے ہیں سچا دعویٰ نہیں ہوگا۔ یاد رکھو کہ سچی بات یہ ہے ''کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں موت کس وقت آ جاوے لیکن یہ امر یقینی ہے کہ موت ضرور ہے۔ پس نرے دعویٰ پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ۔ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں جب تک انسان اپنے آپ پر بہت موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے وہ انسانیت کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتا۔''
(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 167، ایڈیشن 1984ء)

آپؑ نے فرمایا کہ ''دنیا کی حالت کو دیکھو کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے عمل سے یہ دکھایا کہ میرا مرنا اور جینا سب کچھ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور یا اب دنیا میں مسلمان موجود ہیں۔ کسی سے کہا جاوے کہ کیا تُو مسلمان ہے؟ تو کہتا ہے الحمد للہ۔ جس کا کلمہ پڑھتا ہے اس کی زندگی کا اصول تو خدا کیلئے تھا مگر یہ دنیا کیلئے جیتا ہے اور دنیا ہی کیلئے مرتا ہے۔'' عام مسلمان۔ ''اس وقت تک کہ غرغرہ شروع ہو جاوے۔'' جب موت آتی ہے اس وقت اللہ یاد آتا ہے۔ ''دنیا ہی اس کا مقصود، محبوب، مطلوب رہتی ہے پھر کیونکر کہہ سکتا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہوں۔ یہ بڑی غور طلب بات ہے۔ اس کو سرسری نہ سمجھو۔ مسلمان بننا آسان نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اسلام کا نمونہ جب تک اپنے اندر پیدا نہ کرو مطمئن نہ ہو۔ یہ صرف چھلکا ہی چھلکا ہے۔ اگر بدوں اتباع مسلمان کہلاتے ہو۔'' اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر مسلمان کہلاتے ہو تو پھر یہ تو کوئی بات نہیں۔ صرف چھلکا ہے۔ ''نام اور چھلکے پر خوش ہو جانا دانشمند کا کام نہیں ہے۔'' ایک مثال دی آپؑ نے ''کسی یہودی کو ایک مسلمان نے کہا کہ تو مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا کہ تُو صرف نام ہی پر خوش نہ ہو جا۔'' کہہ دے مسلمان ہے تو تُو اس بات پر خوش ہے۔ یہودی نے کہا کہ ''مَیں نے اپنے لڑکے کا نام خالد رکھا تھا اور شام سے پہلے ہی اسے دفن کر آیا۔'' وہ تو ہمیشہ رہنے والا نہ ہوا۔ لمبی زندگی بھی اس نے نہ پائی۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

''جب (انسان) کبیرہ گناہوں سے اجتناب کر رہا ہو تو پانچ نمازیں،
ایک جمعہ (دوسرے) جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک،
درمیان کے عرصے میں ہونے والے گناہوں کو مٹانے کا سبب ہیں۔'' (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ)

طالبِ دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ سب سے پہلے آنے والے کو پہلا لکھتے ہیں اور پہلے آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کی قربانی کرے۔
(صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ، باب الاستماع الی الخطبۃ)

طالبِ دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

’’پس حقیقت کو طلب کرو۔ نِرے ناموں پر راضی نہ ہو جاؤ۔ کس قدر شرم کی بات ہے کہ انسان عظیم الشان نبیؐ کا امتی کہلا کر کافروں کی سی زندگی بسر کرے۔ تم اپنی زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دکھاؤ۔ وہی حالت پیدا کرو اور دیکھو اگر وہی حالت نہیں ہے تو تم طاغوت کے پیرو ہو۔‘‘ بہت بڑی تنبیہ ہے کہ شیطان کے پیرو بن جاؤ گے۔ اس کے پیچھے چلنے والے بن جاؤ گے تم۔ ’’غرض یہ بات اب بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہونا انسان کی زندگی کی غرض وغایت ہونی چاہئے کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کا محبوب نہ ہو اور خدا کی محبت نہ ملے کامیابی کی زندگی بسر نہیں کر سکتا اور یہ امر پیدا نہیں ہوتا جب تک رسول اللہؐ کی سچی اطاعت اور متابعت نہ کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکھا دیا ہے کہ اسلام کیا ہے؟ پس تم وہ اسلام اپنے اندر پیدا کرو تا کہ تم خدا کے محبوب بنو۔‘‘ (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 187-188، ایڈیشن 1984ء)

آپؑ نے فرمایا کہ ’’یاد رکھو ہماری جماعت اس بات کیلئے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلے میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمدللہ۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ۔ یہ نکمی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کیلئے کھڑا کیا ہے۔ پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔‘‘

عمل سے یہ کہہ رہا ہے کہ مسیح موعود کے آنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ’’پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنی ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض ومقاصد کو پورا کرو اور وہ یہی ہیں کہ خدا کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔ قرآن شریف کے صحیح منشا کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدم کے وقت سے شروع ہوئی۔ کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو۔ پس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے یہ ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔‘‘ (ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 370-371، ایڈیشن 1984ء)

پس یہ ثابت کرنا ہوگا۔ پس اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت اس یقین کے ساتھ کی ہے کہ آپؑ وہی مسیح ومہدی ہیں جن کے آنے کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی تو ہمیں اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنی ہوگی، ایک انقلاب پیدا کرنا ہوگا۔ دنیا کیلئے ایک نمونہ بننا ہوگا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے معیار قائم کرنے ہوں گے۔ رمضان میں جو ہم نے تربیت حاصل کی ہے اس کو سال کے باقی حصوں مہینوں میں بھی جاری رکھنا ہوگا۔ یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ایک لائحہ عمل میں نے سامنے رکھا ہے اس پر عمل کرنے کی بھی بھرپور کوشش کرنی ہوگی۔ اپنی نمازوں کو سنوار کر ادا کرنا ہوگا۔ قرآن کریم پر عمل کرنا ہوگا۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے ہوں گے۔ توحید کے قیام کیلئے ہر قربانی دینی ہوگی تبھی ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دعائیں بھی کریں۔ دنیا کیلئے بھی دعائیں کریں کہ دنیا کے حالات بہتر ہوں۔ آپس میں جو دشمنیاں چل رہی ہیں، ملک ملک پر حملے کر رہے ہیں وہ عقل کے ناخن لیں اور ان چیزوں سے باز آجائیں ورنہ دنیا بہت زیادہ تباہی کی طرف جارہی ہے اور اپنے پیدا کرنے والے خدا کو یہ پہچان لیں تو تبھی اس سے نکل سکتے ہیں۔

اسی طرح اسیران، احمدی اسیران جو ہیں ان کیلئے دعا کریں۔ پاکستان میں احمدیوں کے جو حالات ہیں ان کیلئے دعا کریں۔ دنیا کے بعض اَور ممالک میں حالات ہیں ان کیلئے دعا کریں۔ افغانستان کے اسیران ہیں ان کیلئے دعا کریں۔ الجزائر کے اسیران ہیں ان کیلئے دعا کریں۔ پاکستان میں تو قانون کی وجہ سے ان کی ہر جگہ اور پھر یہ کہ مولوی کا خوف یا عوام کے نام پر عوام کا خوف جو ہے وہ ججوں کو صحیح فیصلہ بھی کرنے کی توفیق نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ حالات بہتر کرے اور پاکستان میں بھی احمدی آزادی سے رہنے لگیں۔

نماز کے بعد میں ایک جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔ حاضر جنازہ مکرم عبدالباقی ارشد صاحب کا ہے جو ان دنوں میں الشرکۃ الاسلامیہ یو.کے کے چیئرمین تھے۔ ڈاکٹر عبدالحمید صاحب فیصل آباد کے بیٹے تھے۔ 27/اپریل کو ان کی 88 سال کی عمر میں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت میاں چراغ دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے تھے اور حضرت محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرہم عیسیٰ والے اور میاں محمد یوسف صاحب جو ایک وقت میں حضرت مصلح موعودؓ کے پرائیویٹ سیکرٹری بھی رہے ہیں ان کے خاندان میں سے تھے۔ ارشد باقی صاحب 1955ء میں انگلستان آئے اور یہاں الیکٹریکل انجینئرنگ کی۔ مسجد فضل میں ہی یہ اپنی اہلیہ کے ساتھ رہتے تھے۔ پھر 1963ء میں ملازمت ملی تو سعودی عرب چلے گئے اور 72ء تک وہاں رہے۔ سعودی عرب میں قیام کے دوران آپ کو حج اور عمرہ پہ آنے والے احمدیوں کی خدمت کرنے کی بھی توفیق ملی جن میں بعض صحابہ بھی شامل تھے۔ سعودی عرب میں قیام کے دوران احمدی ہونے کی وجہ سے اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی ان کو ملی۔ ان کو حکومت کی طرف سے آفر ہوئی کہ احمدیت سے انکار کر دیں تو ٹھیک ہے رہائی ہو جائے گی۔ آپ نے اسیری برداشت کر لی لیکن احمدیت چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ بہرحال 1972ء میں ان کو ملک سے نکال دیا گیا پھر آپ یوکے آگئے۔ یہاں آنے کے بعد آخری سانس تک انہوں نے جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ مختلف عہدوں پر کام کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جب ہجرت کی ہے تو یہ ان کو لینے کیلئے ہالینڈ بھی گئے تھے۔ پھر وہ ہالینڈ سے یہاں یوکے ان کے ساتھ ہی آئے تھے۔ سیکرٹری جائیداد کے طور پر یوکے میں ان کو کام کی توفیق ملی۔ اسلام آباد کی زمین جو خریدی گئی ہے اس میں بھی ان کا کافی کردار تھا۔ نائب امیر یوکے کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ افسر جلسہ سالانہ یو.کے، چیئرمین افریقہ ٹریڈ، چیئرمین الشرکۃ الاسلامیہ لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ان کے ایک بیٹے نبیل ارشد صاحب یہاں جماعت کی کافی اچھی خدمت کرتے ہیں۔

ان کے بارے میں دفتر کے سابقہ کارکن مبشر ظفر صاحب کہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ رضا کارانہ خدمت کی توفیق مل رہی تھی۔ جماعت سے کوئی الاؤنس نہیں لیتے تھے لیکن بڑی ذمہ داری سے کام کرتے تھے۔ وقت کے بڑے پابند تھے۔ روزانہ آٹھ دس گھنٹے دفتر میں آکے باوجود ضعیف ہونے کے بیٹھتے تھے۔ بیماری کی بھی پروا نہیں کی۔ کہتے ہیں دوسری بات یہ تھی کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی ان کو بڑی عادت تھی۔ چائے کی پیالی تک خود بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ اگر ان کو چائے کی پیالی بنا کے دے دو تو پھر یہ کسی کو اپنے برتن دھونے نہیں دیتے تھے اور خود ہی دھوتے تھے۔ اور بعض دفعہ لوگ دوپہر کے کھانے کے وقت وہاں ڈیئر پارک میں میز پر کچھ برتن چھوڑ جاتے تھے تو یہ کسی کو کہنے کی بجائے خود ہی اٹھا دیتے اور میز کی صفائی کر دیتے تھے۔ بعض دفعہ اگر ضرورت ہوتی، ٹائلٹ کی صفائی کرنے والا نہ آتا تو ٹائلٹ کی صفائی بھی کر دیا کرتے تھے۔ ایسے افسر تھے جنہوں نے بڑی عاجزی سے کام کیا اور بڑی محنت سے کام کیا۔ حافظہ بھی بہت اچھا تھا اور جماعتی رقوم اور جو بھی ذمہ داریاں تھیں ان کو آخر وقت تک بڑے احسن رنگ میں ادا کرتے رہے۔ نمازوں کی بڑی پابندی کرنے والے، باجماعت ادا کرنے والے، خلافت کا بہت زیادہ احترام، خلافت کی طرف سے اگر کوئی ہدایت چلی جاتی تو خود چاہے ان کی ذاتی رائے اس سے مختلف بھی ہوتی لیکن فوراً شرح صدر کے ساتھ خوشی سے اس کو فوری طور پہ تسلیم کر لیتے اور اپنی رائے، مشورہ بھی یہ بھول جاتے۔ ودود ملک صاحب کہتے ہیں کہ مَیں چھوٹا تھا، ان سے بہت زیادہ چھوٹا ہوں لیکن اس کے باوجود جب بھی کبھی گیا بڑی شفقت سے راہنمائی کی اور بڑی عاجزی سے پیش آئے اور مجھ سے اس طرح پیش آتے تھے جس طرح میں عمر میں چھوٹا نہیں بلکہ برابر ہی ہوں۔

منیر الدین شمس صاحب نے بھی ان کے بارے میں لکھا ہے کہ اسلام آباد کے گھروں کی ضروریات کا پتہ کرنا شروع میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کے سپرد کیا تھا۔ اس کو بڑے احسن رنگ میں انہوں نے انجام دیا۔ اسی طرح الشرکۃ الاسلامیہ کی ذمہ داریاں بھی بڑے احسن رنگ میں آخر تک انجام دیتے رہے۔ ایم.ٹی.اے کے ساتھ بھی ان کا رابطہ تھا اور ایم ٹی اے کے جو مالی معاملات تھے یا contract وغیرہ کے کام بھی اس میں بھی ان کا کافی کردار ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان کے بچوں کو بھی خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور اخلاص و وفا کے ساتھ جماعت اور خلافت سے وابستہ رکھے۔ نماز کے بعد جیسا کہ مَیں نے کہا جنازہ حاضر ہے۔ مَیں باہر جا کے نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دیں کی نصرت کیلئے اِک آسماں پر شور ہے ✡ اَب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں ✡ اَب تو ہیں اَے دل کے اندھو دیں کے گُن گانے کے دن

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے ✡ جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اِک عالَم دکھاتی ہے

وہ بنتی ہے ہَوا اور ہر خسِ رَہ کو اُڑاتی ہے ✡ وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2012ء

امن عالم اور اسلام - سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات کی روشنی میں

(محمد کریم الدین شاہد، صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان)

صدر محترم و سامعین کرام! آج کے اِس ترقی یافتہ دَور میں انسان کو جس قدر آسانیاں میسّر ہیں، اتنی سہولتیں اِس سے پہلے کبھی میسر نہیں تھیں۔ سماج ہو، مذہب ہو، سائنس ہو یا ٹیکنالوجی۔ سفر ہو یا حضر، اس مشینی دَور میں انسان بھی مشین کا ایک پُرزہ بن کر رہ گیا ہے۔ اسقدر سہولتوں کے باوجود انسان امن وامان، صُلح وآشتی اور سکون و شانتی سے محروم ہے۔ انسانیت اور مانوتا کا دَم تو سبھی بھرتے ہیں لیکن اس آرزو پر مفاد پرستی اور خود غرضی کا سایہ ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ غالبؔ نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

بسکہ مشکل ہے ہر اک کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسّر نہیں اِنساں ہونا

ایسے اضطراب اور بے چینی کے دَور میں جبکہ دیگر اقوام کا تو ذکر ہی کیا، خود مسلمان ممالک ہی آپس میں باہم دست و گریباں اُلجھے ہوئے ایکدوسرے کا خون بہا رہے ہیں۔ ہمارے پیارے امام، جماعتِ احمدیہ کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ گذشتہ دس سالوں سے قیام امن کیلئے دُنیا کے ہر ملک اور اُن کے سربراہوں کو توجّہ دلا رہے ہیں اور ہمارا یقین ہے کہ آپ کی یہ کاوشیں آخرکار کامیاب ہوں گی۔ کیونکہ آپ کی خلافت کا یہ دَور ایک انقلاب انگیز دَور ہے اور خدا کی یہ بشارت آپ کے ساتھ ہے کہ ''اِنِّیْ مَعَكَ یَا مَسْرُوْر'' اے مسرور! مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''آج دنیا میں امن وامان ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہر طرف خوف اور بدامنی ہے۔ اسلحہ اور انسانی تباہی کے ہتھیار عام ہو گئے ہیں۔ ایک انسان دوسرے انسان کا دُشمن بنا ہوا ہے۔ مضبوط قومیں اپنے سے کمزور قوموں پر مظالم ڈھا رہی ہیں۔ دہشت گردی ختم کرنے کے نام پر دہشت گردی ہو رہی ہے۔ پھر میڈیا نے بھی خوف و ہراس کی فضا پیدا کرنے میں کوئی کسر روا نہیں رکھی۔ ان حالات سے نکلنے کی ایک ہی راہ ہے کہ مسلمان اپنے عمل سے اسلام کو بدنام کرنا چھوڑ دیں۔ وہ اسلام کی حقیقی تعلیم کو اپنائیں اور باہم متّحد ہو جائیں۔ غیر اقوام کی بھی بھلائی اِسی میں ہے کہ وہ اسلام کے جھنڈے تلے آجائیں۔ کیونکہ دُنیا کا امن اسلام ہی سے وابستہ ہے...... دراصل اسلام نام ہی سلامتی کا ہے۔ وہ امن وآشتی اور مذہبی رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ ہمیں سکھاتا ہے کہ مذہبی پیشواؤں اور عبادت گاہوں کی عزت وتکریم کی جائے اور دوسروں کے مذہبی جذبات کا احترام کیا جائے۔ وہ عدل وانصاف، باہم صُلح وصفائی، پیار و محبت کا ماحول قائم کرنے اور ایکدوسرے کے حقوق کے تحفّظ کا درس دیتا ہے۔ وہ ہر قسم کے فتنہ وفساد اور بُغض ونفرت کی نفی کرتا ہے۔ وہ کسی بھی قسم کی دہشت گردی یا خوف کی فضا پیدا کرنے سے منع کرتا ہے۔'' (ہفت روزہ بدر قادیان، 19 تا 26 دسمبر 2013ء خصوصی پیغام)

حقیقت یہی ہے کہ امن کی خواہش کے باوجود لوگوں کو اُس وقت تک امن میسّر نہیں آسکتا جب تک مختلف قسم کی مخلوق کیلئے کسی ایک قاعدے کے ماتحت امن کا حصول نہ ہو کیونکہ دُنیا کے انسانوں میں ہزاروں اختلافات ہیں۔ اُن کے مفاد مختلف، جذبات مختلف، خواہشات مختلف اور ضرورتیں مختلف ہیں۔ ان متضاد باتوں کے ہوتے ہوئے امن تبھی قائم ہوسکتا ہے جب ساری دُنیا خدا تعالیٰ کے قائم کردہ اور اُس کے پسندیدہ مذہب ''اِسلام'' پر عمل پیرا ہو جو امن دینے والا اور سلامتی کا حامل ہے۔ اسلام نے بین الاقوامی سطح پر امن وآشتی، باہمی محبت و پیار، شرفِ انسانی کے قیام اور انسانی حُقوق کے احترام کی جو تعلیم دی ہے وہ ہر لحاظ سے مکمل، مفید، بے مثال اور قیام امن کی ضامن ہے۔ اسلام نے خدا کا جو تصور پیش کیا ہے وہ ''اَلسَّلَام'' کا تصور ہے یعنی وہ امن دینے والا ہے۔ اُسکا نام سلام ہے۔ جب تک کوئی انسان سلامتی اختیار نہ کرے اُس وقت تک وہ خدا کا پیارا نہیں بن سکتا۔ اِسی لئے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان (امن پسند شہری) محفوظ رہیں۔'' (بخاری کتاب الایمان)

نیز فرمایا: ''مومن وہ ہے جس سے دوسرے تمام انسان امن میں رہیں۔''

(مسند احمد، جلد 2، صفحہ 215، مطبوعہ بیروت)

اسلام نے تمام بنی نوع انسان اور تمام اہلِ مذاہب کو اس بات پر غور کرنے کی دعوت دی ہے کہ مذہب کا نقطۂ مرکزی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ کوئی اُس کو پرمیشور اور بھگوان کہتا ہے۔ کوئی خدا اور God کہتا ہے اور کوئی اُس کو واہگورو کے نام سے یاد کرتا ہے۔ لیکن ناموں کے اختلاف سے خدا کی ذات تو الگ الگ نہیں بن جاتی۔ جس نام سے بھی اُس کو پُکاریں تمام اچھے نام اُسی کے ہیں۔ ربّ تو سب کا ایک ہی ہے۔ اسلام نے اس تعلق سے خدا تعالیٰ کی ذات کو ربّ العالمین کے طور پر پیش کیا ہے کہ وہ سب جہانوں کی پرورش کرنے والا ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کا رب نہیں بلکہ سب اقوام کا ربّ ہے۔ اس رنگ میں اگر خدا تعالیٰ کی صفات اور انسانوں سے اُسکے سلوک پر غور کریں تو یہ بات کُھل کر سامنے آجاتی ہے کہ جس طرح خدا ہندوؤں کی پرورش کر رہا ہے اُسی طرح عیسائیوں، مسلمانوں اور دوسری اقوام کی بھی پرورش کر رہا ہے۔ قانونِ نیچر سب کیلئے یکساں ہے۔ اُسکے سلوک میں کوئی بھید بھاؤ نہیں ہے بلکہ خدا تو اُس کی بھی پرورش کر رہا ہے جو اُس کو گالیاں دینے والا ہے۔ خدا تو اُس کو بھی اپنی نعمتوں سے نواز رہا ہے جو اُس کے وجود کا ہی منکر ہے۔ پس امن وسلامتی کی یہی راہ ہے کہ جس طرح ہمارا ربّ اپنے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں دونوں سے یکساں سلوک کر رہا ہے اِسی طرح ہمارا بھی عمل ہونا چاہئے کہ ہر انسان کو انسان سمجھتے ہوئے، اللہ کی مخلوق سمجھتے ہوئے اُس کے ساتھ پیار، محبت اور ہمدردی کا سلوک کریں۔ خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

''اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ'' (بیہقی فی شعب الایمان) یعنی تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال یعنی اُس کا پریوار اور کُنبہ ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص سب سے زیادہ پیارا اور پسندیدہ ہے جو اُسکے پریوار (مخلوق) کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ اسی بناء پر جماعتِ احمدیہ کا یہ نعرہ ہے کہ

"LOVE FOR ALL
HATRED FOR NONE"

''محبت سب کیلئے، نفرت کسی سے نہیں۔''

حضرت بانئ جماعتِ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اپنی کتاب سراج منیر، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 28 میں فرماتے ہیں:

''ہمارا یہ اُصول ہے کہ کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اُس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بُجھانے میں مدد دے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مُریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اُسکے چھڑانے کیلئے مدد نہیں کرتا تو مَیں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے...... مَیں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دُشمنی نہیں۔ ہاں جہاں تک ممکن ہے اُن کے عقائد کی اِصلاح چاہتا ہوں اور اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شِکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں اور بایں ہمہ نوعِ انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔''

تعصب دُور ہوکر ہمدردی کا یہ جوش وجذبہ اُس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتا جب تک ہم ایکدوسرے کے پیشوایان اور مذہبی بزرگوں کا احترام نہ کریں۔ جب تک ہمارا یہ نظریہ نہ ہو کہ سب مذہبی بزرگ دراصل خدا کی طرف سے سچّے ریفارمر تھے جن کو خدا نے اپنے اپنے وقت پر دُنیا کی ہدایت واصلاح کیلئے بھیجا تھا، تب تک دلوں میں خلوص، محبت اور پیار پیدا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جو شخص کسی مذہب کے پیشوا اور بزرگ کو جُھوٹا اور فریبی سمجھتا ہے وہ اُس کے مذہب اور اُس کے ماننے والوں کو کب مخلص سمجھے گا۔ اور یہیں سے نفرت، حسد اور بغض کا بیج بڑھتے بڑھتے تعصب وعداوت کا تناور درخت بن جاتا ہے جس کو ظاہری طور پر اگر کاٹ بھی دیا جائے تو اُس کی جڑیں پاتال تک باقی رہتی ہیں۔ اِس تعصّب کی جڑوں کو ختم کرنے کیلئے اسلام نے یہ زرّیں اُصول سکھایا ہے کہ ہر قوم کے بزرگوں کا احترام لازمی ہے۔ کیونکہ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (الرعد: آیت 8) ہر قوم کی طرف خُدا کے فرستادہ اور ہدایت دینے والے آئے ہیں۔ اور فرمایا: وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (سورۃ الفاطر: آیت 25) دُنیا کی ہر قوم کی طرف خدا کے رِشی مُنی اَوتار اور پیغمبر آئے ہیں۔ اِس سنہری اصل کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جو شخص اسلام کا سچا پیرو ہوگا وہ دُنیا کی ہر قوم کے بزرگ و پیشوا کا احترام کرنا اپنا جُزوِ ایمان سمجھے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم احمدی مسلمان حضرت مسیحؑ ہوں یا مہاتما بُدھ، حضرت رام چندر جی ہوں یا حضرت کرشن جی مہاراج یا حضرت بابا نانک صاحبؒ، سب کو خدا کا بزرگ مانتے ہیں اور سچّے دِل سے مانتے ہیں۔ کسی کو خوش کرنے کیلئے یا چاپلوسی کے طور پر نہیں بلکہ اِس اُصول کو اپنے ایمان کا ایک حصّہ سمجھتے ہیں۔ کاش! کہ موجودہ دَور میں دُنیا کی تمام قومیں اِس سنہری اصول پر کاربند ہو جائیں تو فساد اور بدامنی کی فضا میں یکدم ایک عظیم انقلاب برپا ہوگا جو یقیناً انسانیت کیلئے یومِ اَمن اور راہِ نجات ثابت ہوگا۔

ایک اَور اہم بات جس کا مذہبی طور پر امن سے بڑا گہرا تعلق ہے، اسلام یہ بیان کرتا ہے کہ اہلِ مذاہب میں جو اُصول مشترک ہیں اُن کو باہمی تعلقات کے خوشگوار بنانے کیلئے بُنیاد قرار دینا چاہئے۔ چنانچہ فرمایا:

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا (آل عمران: آیت 65)

یعنی اَے اہلِ کتاب! (کم از کم) ایک ایسی بات کی طرف تو آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے (اور وہ یہ ہے کہ) ہم اللہ کے سِوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اُسکا شریک نہ ٹھہرائیں۔ گویا توحیدِ کامل، امن کیلئے بُنیاد ہے۔ اخوت اور مساوات توحید سے پیدا ہوتے ہیں۔ ایک باپ کی اَولاد میں اگر اختلاف بھی ہو تو دو بھائی کبھی بھی شریف النّسب ہونے میں نہیں لڑتے۔ اسی اصول کے مطابق بانئ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے

عیسائیوں کو بطور مہمان مدینہ میں اپنی مقدس مسجد، مسجد نبویؐ میں ٹھہرایا۔ اور جب اُن کی عبادات کا وقت آیا تو آپؐ نے کُھلے دِل سے فرمایا کہ یہ مسجد تو بنی ہی خدائے واحد کی عبادت کیلئے ہے۔ تم اِس میں اپنے طریق کے مطابق عبادت کر سکتے ہو۔ اِسی اُصول کے مطابق تمام دُنیا میں جہاں کہیں ہم مسجد بناتے ہیں وہاں ہمارا یہی اعلان ہوتا ہے کہ مسجد خُدا کا گھر ہے، اِسکے دروازے ہر اُس شخص کیلئے کھلے ہیں جو خدائے واحد کی عبادت کرنے والا ہے۔ اور اسی نظریے کے مطابق دیگر مذاہب میں بھی قیامِ امن کیلئے جو تعلیمات پائی جاتی ہیں اُن میں تعاون کیلئے بُلایا جائے تو جماعتِ احمدیہ ہر وقت اُن سے تعاون کرنے کیلئے تیار ہے۔ ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ نے پوپ بینی ڈکٹ کو جو خط قیام امن کے تعلق سے لکھا اس میں آپ نے یہی فرمایا کہ ’’احمدیہ مسلم جماعت صرف اور صرف حقیقی اسلام کی پیروی کرتی ہے اور خالصتًا خدا تعالیٰ کی رِضا کی خاطر کام کرتی ہے۔ اگر کسی گرجا یا کسی بھی عبادت گاہ کو حفاظت کی ضرورت ہو تو وہ ہمیں اپنے شانہ بشانہ اپنے ساتھ کھڑا ہوا پائیں گے۔‘‘

(بدر۔ قیام امن نمبر، صفحہ 46)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یورپین پارلیمنٹ میں اپنے اہم اور تاریخی خطاب میں فرمایا کہ

’’ایک اَور کلیدی اُصول جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے وہ یہ ہے کہ امن قائم کرنے کی کوشش میں یہ ضروری ہے کہ کوئی فریق کسی بھی طور پر فخر اور تکبّر کے جذبات کا اظہار ہرگز نہ کرے۔‘‘ قرآنِ مجید کی یہ واضح تعلیم ہے کہ تمام قومیّتیں اور نسلیں برابر ہیں اور تمام لوگوں کو بغیر کسی تفریق کے اور بغیر کسی تعصب کے مساوی حقوق فراہم کئے جائیں۔ اور یہ واضح اعلان فرمایا کہ ’’وَجَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا ؕ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ؕ‘‘ (الحجرات: آیت 14) یعنی انسانوں کے جو مختلف قبائل اور خاندان نظر آتے ہیں، یہ تو محض آپس میں شناخت اور پہچان کیلئے ہیں۔ ورنہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزّت اور تعظیم کے لائق وہی لوگ ہیں جو سب سے زیادہ نیک ہوں۔ چنانچہ بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اے لوگو! کان کھول کر سُن لو کہ تمہارا ربّ ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک تھا۔ اور پھر کان کھول کر سُن لو کہ عربوں کو غیر عربوں پر اور غیر عربوں کو عربوں پر کوئی فضیلت نہیں۔ نہ گوروں کو کالوں پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کالوں کو گوروں پر کوئی فضیلت ہے سوائے ایسی ذاتی خوبی کے جس کے ذریعے کوئی شخص دوسروں سے آگے نکل جائے۔‘‘ (مسند احمد بن حنبل)

یہ وہ کلیدی اور سنہرا اُصول ہے جو قیام امن کیلئے مختلف گروہوں اور قوموں کے درمیان ہم آہنگی کی بُنیاد رکھتا ہے۔ اس کے برخلاف آج ہم دیکھتے ہیں کہ طاقتور اور کمزور قومیں باہم جُدا اور بٹی ہوئی ہیں۔ مثال کے طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ اقوام متحدہ (U.N.O) میں بعض ممالک کے مابین تفریق کی گئی ہے اور سیکورٹی کونسل میں کچھ مستقل رُکن ممالک ہیں اور کچھ غیر مستقل رکن ممالک ہیں۔ یہ تقسیم اندرونی طور پر بے چینی اور ذہنی اضطراب کا باعث بنی ہوئی ہے اور ہم آئے دن ایسی خبریں سُنتے رہتے ہیں کہ بعض ممالک اِس ناانصافی پر سراپا احتجاج ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یورپین پارلیمنٹ پر یہ بات واضح فرمائی کہ سچ تو یہ ہے کہ جدید دُنیا میں ہم سب ایکدوسرے پر منحصر ہیں۔ یہاں تک کہ آج کی عالمی طاقتیں یورپ اور امریکہ وغیرہ کسی طور بھی دوسروں سے منقطع ہوکر گزارہ نہیں کرسکتیں۔ افریقن ممالک بھی کسی طور دیگر ممالک سے الگ ہوکر اپنے وجود کو قائم نہیں رکھ سکتے اور ترقی حاصل کرنے کی اُمید نہیں کر سکتے۔ اور یہی حال ایشین ممالک اور دُنیا کے کسی بھی حصہ سے تعلق رکھنے والوں کا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ دُنیا کے رہنے والے چاہے وہ افریقہ، یورپ، ایشیا یا کسی بھی علاقہ سے تعلق رکھتے ہوں، اُن سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلیٰ ذہنی استعدادیں عطا کی گئی ہیں۔ اگر تمام لوگ بنی نوع انسان کی بھلائی کیلئے اپنی خدا داد صلاحیتوں کو بہترین انداز میں بروئے کار لائیں تو یہ دُنیا پُرامن جنّت بن سکتی ہے۔ تاہم اگر ترقی یافتہ قومیں دیگر کم ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ممالک کا استحصال کریں اور ان قوموں کے زرخیز ذہنوں کو ترقی کے مواقع فراہم نہ کریں تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ اضطراب پھیلے گا اور بے چینی عالمی امن اور تحفّظ پر غالب آجائے گی۔

اسلام ہمیں ہر معاملہ میں غیر مشروط عدل اور برابری کی تعلیم دیتا ہے جو امنِ عالم کی ضامن ہے۔ کیونکہ عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ اُن لوگوں کے ساتھ بھی جو نفرت اور دُشمنی میں حد سے بڑھ گئے ہیں انصاف کا سلوک برتا جائے۔ چنانچہ فرمایا:

وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی (المائدہ: آیت 9) کہ کسی قوم کی دُشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تُم انصاف نہ کرو (بلکہ) انصاف کرو۔ یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔

پس اسلام نے عدل و انصاف قائم کرنے کیلئے ہماری فیصلہ کُن رہنمائی کی ہے اور اسکے ساتھ ہی ہمیں یہ سکھایا ہے کہ جب بھی کوئی آپ کو نیکی کی طرف بُلائے تو اُسے قبول کرو اور اگر کوئی آپ کو بدی اور غیر مناسب طریق کی طرف لے جائے تو اُس کو ردّ کردو۔ یہاں فطرتًا ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام میں عدل کا پیمانہ کیا ہے تو اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَوِ الۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ ۚ اِنۡ یَّکُنۡ غَنِیًّا اَوۡ فَقِیۡرًا فَاللّٰهُ اَوۡلٰی بِهِمَا (سورۃ النساء: آیت 136) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ۔ خواہ خود اپنے خلاف ہی گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب دونوں کا اللہ ہی نگہبان ہے۔

اس اُصول کے تحت طاقتور اور دولتمند ممالک کو اپنے حقوق محفوظ کرنے کی کوشش میں غریب اور کمزور ممالک کے حقوق غصب نہیں کرنے چاہئیں اور نہ ہی غریب اقوام کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک کرنا چاہئے۔ اور دوسری طرف غریب اور کمزور اقوام کو بھی چاہئے کہ وہ طاقتور اور امیر قوموں کو نقصان پہنچانے کے مواقع تلاش نہ کریں بلکہ دونوں اطراف کو انصاف پر مبنی اصولوں پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عدل و انصاف اور مساوات کی یہ تعلیم صرف نظریاتی نہیں بلکہ بانیٔ اسلام سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً اس کو رائج کر کے دکھا دیا۔ چنانچہ مدینہ میں ایک مرتبہ ایک مسلمان اور یہودی کے درمیان اس بات پر جھگڑا ہوگیا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت محمدؐ میں سے کون افضل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ ایسی باتوں میں جھگڑا مت کیا کرو۔ مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت مت دو تا کہ قومی منافرت پیدا نہ ہو۔ (بخاری، کتاب التفسیر سورۃ الاعراف) اسی طرح ایک مرتبہ ایک یہودی کا جنازہ لے جایا جارہا تھا۔ آپؐ اسکی نعش کو دیکھ کر احترامًا کھڑے ہوگئے اور صدمے کے آثار آپؐ کے روئے مبارک پر ظاہر ہوگئے۔ صحابہ کرامؓ میں سے ایک نے تعجب سے کہا حضورؐ! یہ تو یہودی کی نعش ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! لیکن وہ بھی انسان تھا اور اُس کی بھی جان تھی اور جان نکلنے میں شدید تکلیف ہوتی ہے۔

اِسی طرح ایک دفعہ قریش کے ایک معزز گھرانے کی عورت فاطمہ مخزومی چوری کے الزام میں گرفتار کر کے لائی گئی۔ قریش کے لوگوں نے یہ خیال کر کے کہ بڑے گھرانے کی عورت ہے، حضرت اُسامہ بن زیدؓ کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اُس عورت کو چھوڑ دیئے جانے کی سفارش کی تا کہ اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہؓ کو یہ فرما کر اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ کیا تُم اللہ تعالیٰ کی حدود میں شفاعت کرنے آئے ہو!؟ اور پھر آپؐ نے تمام لوگوں کے سامنے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’اے لوگو! تم میں سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہوگئیں کہ جب کوئی شریف اور ذی حیثیت آدمی چوری کرتا تو لوگ اُسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اُس پر حدّ (سزا) جاری کردیتے۔ خدا کی قسم (تم اس فاطمہ مخزومی کی کیا بات کرتے ہو) اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو مَیں اُس کے بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔‘‘ (بخاری، کتاب الحدود، باب کراھیۃ الشفاعۃ فی الحدود)

اللہ! اللہ! کیسے زوردار الفاظ ہیں اور کس جلال کے ساتھ آپؐ نے اسلامی عدل و انصاف کو قائم فرمایا کہ جس کی نظیر دُنیا میں نہیں ملتی اور یہی وہ سنہری اُصول ہے جس کو دُنیا کے تمام ممالک اگر اپنا لیں تو موجودہ اضطراب اور بے چینی کے حالات بدل سکتے ہیں۔

ایک اَور سنہری اصول اقوامِ عالم کے مابین قیامِ امن کیلئے اسلام یہ پیش کرتا ہے کہ:

لَا تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡکَ اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡهِمۡ (سورۃ الحجر: آیت 89) یعنی اپنی آنکھیں اُس عارضی متاع کی طرف نہ پسار جو ہم نے اُن میں سے بعض گروہوں کو عطا کی ہیں۔ اور اُن پر غم نہ کھا۔

گویا کسی بھی قوم کو دوسروں کے اموال اور وسائل پر حاسدانہ اور لالچ کی نظر نہیں رکھنی چاہئے۔ اور کسی بھی ملک کو کسی دوسرے ملک کی مدد اور تعاون کرنے کا جھوٹا بہانا بنا کر اُس ملک کے وسائل پر غیر منصفانہ قبضہ نہیں کرنا چاہئے۔ پس ترقی یافتہ ممالک کو تکنیکی مہارت اور دیگر امداد کی فراہمی کو بُنیاد بنا کر ترقی پذیر ممالک کے قدرتی وسائل اور اثاثوں پر قبضہ کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے بلکہ نسبتًا کم خواندہ قوموں اور حکومتوں کو یہی سکھانا چاہئے کہ وہ اپنے قدرتی وسائل کو کس طرح بہتر طور پر استعمال کریں۔ اقوام اور حکومتوں کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ ترقی پذیر اقوام کی خدمت کرنے اور اُن کی مدد کرنے کی کوشش کریں تاہم یہ خدمت قومی یا سیاسی فوائد حاصل کرنے کی غرض سے نہ ہو اور نہ ہی ذاتی مفادات حاصل کرنے کا ذریعہ ہوں۔

ہم جانتے ہیں کہ اقوامِ متحدہ نے گذشتہ چھ سات دہائیوں میں غریب ممالک کی مدد کیلئے بہت سے پروگرامز اور اداروں کا قیام کیا اور اپنی اس کوشش کے ساتھ انہوں نے ترقی پذیر ممالک میں موجود قدرتی وسائل کی تلاش بھی جاری رکھی۔ لیکن اِن کوششوں کے باوجود ترقی پذیر ممالک میں کوئی ایک ملک بھی ترقی یافتہ نہ بن سکا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ترقی پذیر ممالک کی حکومتوں کی طرف سے وسیع پیمانے پر ہونے والی کرپشن بھی اس کی ایک وجہ ہے۔ اور ہم بڑے ہی افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ترقی یافتہ ممالک اپنے مفادات کی خاطر ایسی حکومتوں کے ساتھ چلتے جارہے ہیں۔ تجارتی اور کاروباری معاہدات بھی اُسی طرح ہورہے ہیں جس کے نتیجے میں معاشرہ کے غریب اور محروم طبقہ میں مایوسی اور بے چینی بڑھتی چلی جارہی ہے اور پھر یہی مایوسی اور بے چینی ایسے ممالک میں بغاوت اور اندرونی فسادات کو جنم دیتی ہے اور ایسے لوگ نہ صرف اپنے لیڈروں کے خلاف کھڑے ہوگئے ہیں بلکہ مغربی طاقتوں کے خلاف بھی کھڑے ہو گئے ہیں۔ پھر ایسے لوگ شدّت پسند گروہوں کے ہتھے چڑھ گئے ہیں جنھوں نے اُن کی مایوسی سے بھرپُور فائدہ اُٹھایا۔ یہی وجہ ہے کہ آج دُنیا کا امن تباہ ہوچکا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ ناانصافی ہمیشہ بدامنی کا باعث بنتی ہے۔ پس اگر کوئی ملک تمام حدود پار کر کے غیر منصفانہ طور پر دوسرے ممالک کے وسائل پر قبضہ کرتا ہے تو پھر دوسرے ممالک کو اس ظلم کے روکنے کیلئے اقدامات کرنے چاہئیں اور ایسے اقدامات ہمیشہ انصاف کے ساتھ اُٹھائے جانے چاہئیں۔ اس قسم کے عملی اقدامات کے بارے میں اسلام ہماری اس طرح راہ نمائی کرتا ہے کہ:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ (سورۃ الحجرات: آیت 10) یعنی اگر مؤمنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو اُن کے درمیان صلح کراؤ۔ پس اگر اُن میں سے ایک فریق دوسرے کے خلاف سرکشی اختیار کرے تو جو گروہ زیادتی اختیار کر رہا ہے اُس سے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلے کی طرف لوٹ آئے۔

گویا اسلام انسانی فطرت یا نیچر کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تعلیم دیتا ہے کہ جب ایک قوم کے دو گروہوں یا دو قوموں یا دو ملکوں میں باہم لڑائی ہو جائے تو ایسے موقعہ کیلئے ایک بااختیار مصالحتی بورڈ یا سیکیورٹی کونسل ہو، جس کا کام صرف زبانی جمع خرچ نہ ہو بلکہ ظالم کا ہاتھ روکنا اور مظلوم کی مدد کرنا ہو۔ اگر کوئی فریق اس کونسل کے فیصلے کو ردّ کرے یا VITO کرے تو اسلام کا یہ حکم ہے کہ قیام امن کیلئے اُس تنظیم کی ساری طاقتیں اُس کے خلاف برسر پیکار ہو جائیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنی ضد چھوڑ کر صلح کا راستہ اختیار کر لے۔ اور یہی صحیح اسلامی لیگ آف نیشنز کی صورت ہے۔ اس اُصول کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ہی موجودہ U.N.O اپنے فیصلوں میں اور اُن فیصلوں کی تنفیذ کروانے میں بسا اوقات بے بس نظر آتی ہے۔ اور طاقتور ملک اور قومیں کمزور ممالک اور اقوام کے حقوق پامال کرتی چلی جاتی ہیں۔ اس لئے جب تک قیامِ امن کیلئے اسلامی تعلیمات کو اپنایا نہ جائے تب تک دُنیا اپنے خود ساختہ اُصولوں سے امن قائم نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اسلامی اُصولوں سے مُنہ پھیرنے کا نتیجہ ہمیں عراق کی تباہی، لیبیا کا خونیں انقلاب، ملکِ شام کے خون ریز فسادات اور مصر کے موجودہ بُحران کی شکل میں نظر آ رہا ہے۔ اگر بروقت ان حالات پر قابو نہ پایا گیا تو لازماً یہ حالات تیسری جنگ عظیم کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان خطرات کو محسوس کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسرائیل کے وزیر اعظم مسٹر بنیامین نیتن یاہو، کینیڈا کے وزیر اعظم مسٹر سٹیفن ہاربر، اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر جناب محمود احمدی نژاد، سعودی عرب کے بادشاہ مسٹر عبداللہ بن عبدالعزیز السعود اور امریکہ کے صدر جناب براک اوبامہ کے نام اپنے مخلصانہ خطوط میں نہایت دردمندانہ اپیل کی ہے کہ امنِ عالم کی موجودہ بگڑتی ہوئی صورت حال اور عالمی ایٹمی جنگ کے منڈلاتے ہوئے مُہیب سایوں سے بچنے کیلئے باہمی بات چیت کے ذریعہ امن و انصاف کے قیام کیلئے کوشش کریں۔ خدانخواستہ اگر ایسی جنگ چھڑی تو یہ انسانی جانوں کے تلف ہونے کا سلسلہ در سلسلہ نظارہ ہوگا۔ اور اپاہج یا معذوری کے ساتھ پیدا ہونے والی آئندہ نسلیں بھی اس جنگ کا خمیازہ بھگتیں گی۔ حضور نے فرمایا کہ ایسی صورت حال میں میرا ماننا ہے کہ دُنیا کی ترقی پر توجہ مرکوز رکھنے کی بجائے ہمارے لئے زیادہ ضروری ہے بلکہ ناگزیر ہو چکا ہے کہ ہم دُنیا کو بڑی تباہی سے بچانے کی کوششوں میں جُت جائیں۔ بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کرنے کی فوری ضرورت ہے، وہ اللہ تعالیٰ جو سب کا خالق ہے۔ کیونکہ انسانیت کی بقا کی یہی ایک ضمانت ہے۔ بصورت دیگر یہ دُنیا تو آپ ہی آپ رفتہ رفتہ تباہی کی طرف گامزن ہے۔ ہمیں اپنے ذہنوں سے یہ وہم نکال دینا چاہئے کہ اگر ہم قیامِ امن کی کوششوں میں ناکام بھی ہو گئے تو جنگ کے شعلے صرف چند چھوٹے ملکوں تک محدود رہیں گے بلکہ یہ جنگ ایشیا کے غریب ممالک سے نکل کر یورپ اور امریکہ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ اس سلسلہ میں اگر مزید تفاصیل درکار ہوں تو احباب کرام حضور انور کی کتاب WORLD CRISES AND THE PATHWAY TO PEACE کا خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے ملنے جلنے والوں کو بھی ضرور پڑھائیں۔ حضور انور کے یہ خطابات امنِ عالم کیلئے آپ کی دلی تڑپ اور خیر سگالی کے جذبات کے عکّاس ہیں اور اتنے پُراثر اور انقلاب انگیز ہیں کہ جس نے بھی سُنے وہ متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

چنانچہ برسلز (بلجیم) میں منعقدہ یورپین پارلیمنٹ میں خطاب کے موقع پر مختلف ممبران نے اپنا جو تأثر بیان کیا اُن میں سے صرف تین آراء کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

جنیوا (سوئٹزرلینڈ) کے انٹرفیتھ انٹرنیشنل کے نمائندہ اور رفاہی تنظیم Feed a Family کے بانی و صدر Bishop Dr. Amen Haward نے کہا:

''یہ شخص جادوگر نہیں لیکن اُن کے الفاظ جادو کا سا اثر رکھتے ہیں۔ لہجہ دھیما ہے لیکن ان کے مُنہ سے نکلنے والے الفاظ غیر معمولی طاقت وشوکت اور اثر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس طرح کا جُرأت مند انسان مَیں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کی طرح کے صرف تین انسان اگر اِس دُنیا کو مل جائیں تو امنِ عامہ کے حوالے سے اس دُنیا میں حیرت انگیز انقلاب مہینوں میں نہیں بلکہ دنوں کے اندر برپا ہو سکتا ہے۔ اور یہ دُنیا امن اور بھائی چارہ کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ مَیں اسلام کے بارے میں کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا، آپ حضور کے خطاب نے اسلام کے بارے میں میرے نقطۂ نظر کو کُلّیۃً تبدیل کر دیا ہے۔''

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 4؍جنوری 2013،صفحہ 14)

مالٹا کے پروفیسر Arnold Cassola جو 30 سے زائد کتب کے مصنّف ہیں کہتے ہیں:

''خلیفہ (ایدہ اللہ تعالیٰ) کی تقریر عالمی امن کے قیام کی جدو جہد کی واضح عکاسی ہے۔ درحقیقت جماعت احمدیہ دُنیا کے تمام لوگوں کیلئے جو امن اور رواداری کی تلاش میں ہیں، مذاکرات کا ایک اہم پلیٹ فارم مہیا کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ سیاسی سطح پر بھی وہ اس معاملہ کو خوب اچھی طرح پیش کر رہی ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 4؍جنوری 2013،صفحہ 14)

فرانس کی یونیورسٹی کے پروفیسر Mr. Marco Tiani کہتے ہیں:

''مَیں بہت خوش قسمت ہوں کہ مجھے حضور کی سربراہی میں یورپین پارلیمنٹ میں ہونے والے اجلاس میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ میرے لئے یہ بہت عزّت اور برکت کا باعث تھا کہ مَیں ایک حقیقی امن والے انسانی حقوق کے عظیم لیڈر اور مذہبی آزادی کے ایک حقیقی علمبردار کی موجودگی میں وہاں موجود ہوں۔ میرے لئے یہ ایک فخر کی بات ہے کہ مَیں ایک مردِ خدا سے ملا جو امن اور باہمی تعلقات کا ایک عظیم لیڈر ہے۔ اور ''محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں'' کا نعرہ سب سے طاقتور امن کی ضمانت دینے والا ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 4؍جنوری 2013،صفحہ 14)

اگر اقوام عالم نے اسلام کی اس امن بخش تعلیم اور عالمگیر احمدیہ مسلم جماعت کے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کی دردمندانہ اپیل کو ٹھکرا کر لاپرواہی اختیار کی تو اسکے نتیجے میں اُنہیں کہیں بھی امان نصیب نہیں ہوگا اور لازمی طور پر ایک بھیانک اور خوفناک تباہی کا اُنہیں سامنا کرنا ہوگا۔ چنانچہ بانی جماعتِ احمدیہ اور شہزادۂ امن حضرت مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام نے دُنیا کو یہ وارننگ دی ہے کہ۔

صِدق سے میری طرف آؤ اِسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

نیز فرمایا: ''اے یورپ تُو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تُو بھی محفوظ نہیں اور اَے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چُپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پُورے ہوتے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس مُلک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نُوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لُوط کی زمین کا واقعہ تم بچشمِ خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 269)

......☆......☆......☆......

وہ ساز بجا جس سے کہ دُنیا اُسے مانے

(سعدیہ تسنیم سحر، جرمنی)

جاں مال سبھی عشقِ خلافت میں لٹا دے
بَن ساقی تو اَوروں کو بھی یہ جام پلا دے

وہ ساز بجا جس سے کہ دنیا اُسے مانے
دُھن چھیڑ کوئی ایسی جو غفلت سے جگا دے

کیوں کسل تجھے گھیر کے رکھتا ہے ہمیشہ
مولا سے دعا کر! کہ وہ سُستی یہ بھگا دے

دروازے یہ پہرے تو بٹھائے نہیں رب نے
جب چاہے، جہاں چاہے، اُسے دل سے صدا دے

ہر خادم دیں کو ملے طارق سی شجاعت
جو کشتیاں اسپین کے ساحل پہ جلا دے

چپ چاپ بھگتتے ہیں سزا دار و رسن کی
جو احمدی احباب خدا ان کو جزا دے

میں بھی ہوں خلافت کے فدائین میں شامل
''دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھا دے''

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 22؍مئی 2020ء، صفحہ 44)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2012ء

خلافت خامسہ کی برکات -عصر حاضر کی جدید ایجادات کی روشنی میں

(حافظ مخدوم شریف، ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند و ناظر نشر و اشاعت قادیان)

صدر جلسہ اور معزز سامعین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے: **خلافتِ خامسہ کی برکات-عصر حاضر کی جدید ایجادات کی روشنی میں۔**

اسلام کی نشاط ثانیہ میں غلبہ اسلام کی خوشخبری دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (الصّف ،آیت 10) ترجمہ: وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے خواہ مشرک ناپسند ہی کریں۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:

''اتمام نعمت کی صورتیں دراصل دو ہیں۔ اول تکمیل ہدایت۔ دوم تکمیل اشاعت ہدایت۔ اب تم غور کر کے دیکھو۔ تکمیل ہدایت تو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کامل طور پر ہو چکی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا تھا کہ تکمیل اشاعت ہدایت کا زمانہ دوسرا زمانہ ہو جب کہ آنحضرت ﷺ بروزی رنگ میں ظہور فرماویں اور وہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ اس شان میں فرمایا گیا ہے۔ تمام مفسرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ آیت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے متعلق ہے۔ درحقیقت اظہار دین اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ کل مذاہب میدان میں نکل آویں اور اشاعت مذہب کے ہر قسم کے مفید ذریعے پیدا ہو جائیں اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آگیا ہے۔''

(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 134 مطبوعہ قادیان 2003)

سامعین کرام! تکمیل اشاعت ہدایت اور غلبہ اسلام کی خوشخبری دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وعدہ فرمایا ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔''

اسی وعدہ کے مطابق ہمارے پیارے خدا نے خود ایسے ذرائع تبلیغ پیدا فرما دیئے اور نہ صرف اس زمانے میں ایسے ذرائع پیدا فرمائے بلکہ آج سے سیکڑوں سال قبل قرآن مجید میں ان نئی ایجادات اور ذرائع تبلیغ کی خبر دے کر ازدیاد ایمان کا باعث بنایا اور اپنے پیارے و محبوب رسول حضرت اقدس محمد مصطفٰے ﷺ اور آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک بین ثبوت مہیا فرما دیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ بھی میرے ہی لئے ہے......پھر یہ بھی جمع ہے کہ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کر دیئے ہیں چنانچہ مطبع کے سامان، کاغذ کی کثرت، ڈاکخانوں، تار، ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعہ کُل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اَور بھی بڑھا رہی ہیں کیونکہ اسبابِ تبلیغ جمع ہو رہے ہیں۔ اب فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں کا اجراء، غرض اس قدر سامان تبلیغ کے جمع ہوئے ہیں کہ اسکی نظیر کسی پہلے زمانے میں ہم کو نہیں ملتی۔'' (ملفوظات، جلد 2، صفحہ 49)

سامعین کرام! سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے خلفا نے ان نئی ایجادات کو خدمت اسلام میں بروئے کار لانے کی ہر ممکن کوشش کی اور سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفٰے ﷺ کی پر امن اور حسین تعلیم کو اکناف عالم تک پہنچانے کیلئے ان نئی ایجادات اور وسائل کا بھرپور استعمال کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں پریس ایجاد ہو چکا تھا اور آپ علیہ السلام امرتسر جا جا کر اپنی کتب چھپوایا کرتے تھے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہونے والی ایجادات میں سے ایک فونو گراف ہے......حضور کے مخلص خادم اور جماعت کی ایک برگزیدہ ہستی حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے فونو گراف خریدا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کو اکتوبر 1901ء میں اس کی اطلاع ہوئی۔ حضور جو دنیا میں آواز حق پہنچانے کی صبح و شام نئی نئی راہیں سوچتے تھے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ''جب وفد نصیبین جائے تو ہم اپنی ایک تقریر جو عربی زبان میں ہو اور قریباً چار گھنٹہ کے برابر ہو اس میں بند کر دیں جس میں ہمارے دعاوی اور دلائل بیان کئے جائیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جہاں جہاں یہ لوگ جائیں گے وہاں اس تقریر کو اس کے ذریعہ سنائیں۔ اس سے عام تبلیغ ہو جائے گی اور گویا ہم ہی بولیں گے اور یوں مسیح کے سیاح ہونے کے معنی پورے ہو جائیں گے۔ آج تک اس فونوگراف سے صرف کھیل کی طرح کام لیا گیا ہے مگر حقیقت میں خدا نے ہمارے لئے یہ ایجاد رکھی ہوئی تھی اور بہت بڑا کام اس سے نکلے گا۔

(تاریخ احمدیت، جلد دوم، صفحہ 192)

سامعین کرام! پس ان نئی ایجادات کو اشاعتِ اسلام کی مبارک مہم کیلئے استعمال کرنے کا سلسلہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شروع فرمایا اور آپ کے بعد آپ کے مقدس خلفاء نے اس سلسلہ کو آگے بڑھایا اور ہر نئی ایجاد کے اچھے پہلوؤں سے خوب فائدہ اٹھایا اور نقصان دہ پہلوؤں کے استعمال سے منع فرمایا۔

1936ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر پہلی دفعہ لاؤڈ سپیکر استعمال کیا گیا۔ مسجد اقصیٰ قادیان میں پہلی دفعہ 7/جنوری 1938ء کو لاؤڈ سپیکر لگا۔ حضرت مصلح موعود نے اس دن خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''اب وہ دن دور نہیں کہ ایک شخص اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ساری دنیا میں درس تدریس پر قادر ہو سکے گا۔ ابھی ہمارے حالات ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے، ابھی ہمارے پاس کافی سرمایہ نہیں اور ابھی علمی دقتیں بھی ہمارے راستہ میں حائل ہیں۔ لیکن اگر یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب زمانہ میں ہی یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں گی تو بالکل ممکن ہے کہ قادیان میں قرآن اور حدیث کا درس دیا جا رہا ہو اور جاوا کے لوگ اور امریکہ کے لوگ اور انگلستان کے لوگ اور فرانس کے لوگ اور جرمن کے لوگ اور آسٹریا کے لوگ اور ہنگری کے لوگ اور عرب کے لوگ اور مصر کے لوگ اور ایران کے لوگ اور اسی طرح اور تمام ممالک کے لوگ اپنی اپنی جگہ وائرلیس کے سیٹ لئے ہوئے وہ درس سن رہے ہوں۔ یہ نظارہ کیا ہی شاندار نظارہ ہوگا اور کتنے ہی عالیشان انقلاب کی یہ تمہید ہوگی کہ جس کا تصور کر کے بھی آج ہمارے دل مسرت و انبساط سے لبریز ہو جاتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل قادیان، 13 جنوری 1938ء صفحہ 2)

سامعین کرام! پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس موعود بیٹے کی بشارات کو اور آپ کی پاک خواہشات کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی میں ہی پورا کرنا شروع کر دیا اور عظیم اور عالیشان انقلاب کا پیش خیمہ بنا دیا۔

لاؤڈ سپیکر کے استعمال کے بعد جزوی طور پر ریڈیو سے بھی استفادہ کا سلسلہ شروع کیا گیا اور پہلی مرتبہ 19/فروری 1940ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اپنے عقائد کے بارہ میں تقریر بمبئی ریڈیو اسٹیشن سے پڑھ کر سنائی گئی۔ اسی طرح 25/مئی 1941ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے لاہور ریڈیو اسٹیشن سے عراق کے حالات پر تبصرہ کے موضوع پر تقریر فرمائی جسے دہلی اور لکھنؤ کے ریڈیو سٹیشنز نے بھی نشر کیا۔ غرض یہ سلسلہ جزوی صورت میں چلتا رہا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے بابرکت دور کی جوبلی کے موقع پر جماعت نے مستقل ریڈیو سٹیشن قائم کرنے کی کوشش کی لیکن اس وقت حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے یہ کام پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکا۔

جماعت پر 1984ء کا مشکل دور آیا جس کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو انگلستان ہجرت کرنی پڑی۔ اس ہجرت کے دور میں خلیفۂ وقت کی آواز تمام افراد تک پہنچانے کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آڈیو کیسٹس کا مربوط نظام شروع کیا تا کہ افرادِ جماعت خلیفۂ وقت کے بابرکت کلمات کو براہ راست سن سکیں۔ تاہم یہ نظام بھی بے پناہ محنت اور بے تحاشا خرچ کے باوجود جماعت کے صرف کچھ حصہ کو فائدہ پہنچا پاتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے بعد خلیفۂ وقت اور افرادِ جماعت میں جو ایک دیوار حائل کرنے کی کوشش کی گئی اور جماعت کے اشاعت و تبلیغِ اسلام کے منصوبوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی اور مستقل ریڈیو سٹیشن وغیرہ کے منصوبے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکے لیکن اللہ تعالیٰ نے ریڈیو سے بہت بڑھ کر بہت عالی شان، بہت وسیع اور ہمہ گیر نہ صرف آواز بلکہ تصویر کے ہمراہ کا ٹیلی مواصلات پر مشتمل نظام عطا فرمایا جسے ایم ٹی اے یعنی مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کہا جاتا ہے۔ جس کے ذریعہ قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان سلف کی قدیم پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور ابن مریم ایک نئے رنگ میں آسمان سے نازل ہوا اور گھر گھر میں دیدارِ عام کا مژدہ سنایا گیا اور امامِ وقت کے پاک اور مطہر ارشادات براہ راست لوگوں کے دلوں کو پاک کرنے لگے۔

سامعین کرام! قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ﴿۴۲﴾ یَّوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿۴۳﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَاِلَیْنَا الْمَصِیْرُ ﴿۴۴﴾ (سورہ قٓ آیت 42 تا 44) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور غور سے سُن! جس دن ایک پکارنے والا قریب کے مقام سے پکارے گا۔ جس دن وہ ایک ہولناک برحق آواز سنیں گے۔ یہ نکل کھڑے ہونے کا دن ہے۔ یقیناً ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔

ان آیات پر غور کرنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اِن میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے قیام کی خوشخبری دی گئی ہے۔ قریب کھڑا ہونے والا پکارا نہیں کرتا۔ اور بہت قریب سے پکارنے والا دراصل دُور ہوتا ہے۔ پس مکان قریب سے پکارنا ٹیلی فون، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا پر پوری طرح صادق آتا ہے۔

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی 1902 میں ایسے ہی الفاظ میں الہام ہوا: یُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ (بدر 19/دسمبر 1902ء تذکرہ، صفحہ 426 الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ 1969ء) کہ ایک پُکارنے والا آسمان سے پُکارے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 1897ء میں یہ الہام ہوا: اَلْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِیْ (سراج منیر، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 83) کہ آسمان اور

زمین تیرے ساتھ ہیں جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔

اِسی طرح آپؑ کو الہام ہوا: ''خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور تیرے نام کی خوب چمک آفاق میں دکھاوے۔''

(الحکم، مورخہ 9؍ستمبر 1899ء، صفحہ 5، کالم 3)

سامعین کرام! وضاحت کی ضرورت نہیں کہ یہ تمام پیشگوئیاں mta کی طرف اشارہ کررہی ہیں۔

مواصلاتی سیارے کے ذریعہ یہ عظیم الشان سلسلہ 31؍جنوری 1992ء کو شروع ہوا جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا خطبہ براعظم یورپ میں دیکھا اور سنا گیا۔ یہ پاک نظام اور آگے بڑھا اور 7؍جنوری 1994ء سے باقاعدہ مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کی روزانہ سروس کا آغاز ہوا اور یورپ میں تین گھنٹے کے پروگرام نشر ہونا شروع ہوئے۔ 1994ء میں ہی جماعت احمدیہ امریکہ اور کینیڈا کی مشترکہ کاوشوں سے ارتھ سٹیشن کا قیام عمل میں آیا۔

اسی کی ایک شاخ کے طور پر 1995ء میں انٹرنیٹ پر احمدیہ ویب سائٹ بھی قائم ہوئی اور 1996ء میں اس نے حضور انور کا خطبہ جمعہ نشر کرنا شروع کردیا اور یکم اپریل 1996ء سے ہی MTA کی 24 گھنٹے سروس شروع ہوئی۔

غرض یہ انتہائی بابرکت نظام امامِ وقت کے زیرِ سایہ مختلف ترقیات کی منزلیں طے کرتا چلا گیا۔

گو MTA کا مبارک پودا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے دور میں لگا اور اس نے بہت ترقی پائی اور اسی طرح اب ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دور میں خلافت کی برکات کو عام کرنے میں اس نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔

خلافت خامسہ کا یہ بابرکت دَور جماعت احمدیہ کیلئے ایک انقلاب آفریں دَور ہے۔ اور انقلاب کے آثار بہت نمایاں نظر آنے لگے ہیں۔ ٹیلی ویژن، ٹیلی فون، انٹرنیٹ، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ کیا عرب اور کیا عجم دُنیا کے کونے کونے میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کے سامان اللہ جلّ شانہٗ نے بہم فرمادیئے ہیں۔ MTA کے ذریعہ پوری دُنیا میں شاندار رنگ میں دعوت و تبلیغ کا کام دیکھ کر مخالفین کے سینوں پر سانپ لوٹ رہے ہیں۔ اور وہ بے ساختہ چیخ اُٹھے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ کیا ہو رہا ہے؟ MTA کے اجراء پر اُس وقت پاکستان سے ایک شخص نے لکھا تھا کہ مرزا طاہر احمد کو حکومت نے ملک سے نکال دیا۔ لیکن اب تو وہ ہمارے بیڈروم میں گھس آیا ہے۔ اے بوکھلائے ہوئے مخالفین احمدیت کان کھول کر سنو حضرت مرزا طاہر احمد کے ساتھ ساتھ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی تمہارے گھروں میں داخل ہو گئے ہیں جسکو اب دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے جسے بدلنا تمہارے بس کی بات نہیں۔

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہت میں صدا
تیری آوازے دُشمن بدنُو ادو قدم دُور دو تین پل جائے گی

سامعین کرام! مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل خلافت احمدیہ کا وہ شیریں ثمر ہے کہ جس کے فیوض و برکات آج جماعت احمدیہ بہت اچھی طرح مشاہدہ کر رہی ہے۔ اس شیریں ثمر کا مزہ لازوال اور اسکی رُوح میں اُترنے والی حلاوت بے مثال ہے۔ کاش مجھے وہ الفاظ مل سکتے کہ اسکے کردار کی صحیح عکاسی میں آپ کے سامنے کرسکتا۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو پورا کرنے میں کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' بے حد اہم اور خاص رول ادا کر رہا ہے۔ آج دُنیا کا کوئی ملک ایم ٹی اے کی پکڑ سے باہر نہیں رہا۔ دُنیائے احمدیت کو آج ایم ٹی اے نے ایک شہر کے حکم میں کردیا ہے اور تمام احمدیوں کو یکجان بنادیا ہے۔ سامعین کرام خلافتِ خامسہ کے بابرکت دَور میں ایم ٹی اے نے جو ترقی کی ہے اس کی ایک جھلک آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

23؍جون 2003ء سے ایم.ٹی.اے کی نشریات Asia Sat 3 پر شروع ہوگئیں اور دنیا کے آخری جزیرہ تاویونی میں بھی واضح سگنل موصول ہونے لگے۔

23؍اپریل 2004ء کو وہ تاریخ ساز لمحہ آیا جب حضور انور نے اپنے دست مبارک سے یورپ اور مشرقِ وسطیٰ کے ممالک کیلئے ایم.ٹی.اے الثانیہ کی نشریات کو OnAir جاری فرمایا۔ اس طرح بیک وقت یوروپین زبانوں کے پروگراموں کو یورپ کے وقت کے لحاظ سے نشر کرنے اور پہلے چینل پر باقی دنیا کیلئے اُردو یا انگریزی کے پروگرام دکھانا ممکن ہوگیا۔ 23؍مارچ 2006ء کو ایم ٹی اے کے نئے آٹومیٹڈ براڈ کاسٹ سسٹم کا افتتاح ہوا اس طرح تیزی سے بدلتی ہوئی براڈ کاسٹ ٹیکنالوجی کے شانہ بشانہ رہتے ہوئے Analogue ٹرانسمٹ سسٹم کو ڈیجیٹل کمپیوٹرائزڈ Server سسٹم میں بدل دیا گیا۔ اب خدا کے فضل سے MTA دنیا کے ماڈرن ترین سسٹمز میں شمار ہوتا ہے اور آئندہ آنے والی ہائی ڈیفینیشن ٹیکنالوجی سے بھی کمپیٹیبل ہے۔ 10؍جولائی 2006ء سے انٹرنیٹ پر ایم ٹی اے 24 گھنٹے ایک مکمل ٹی وی چینل کے طور پر اپنی نشریات پیش کر رہا ہے۔ اب ایم ٹی اے کی نشریات ڈش اینٹینا کے بغیر بھی بخوبی دنیا میں ہر جگہ دیکھی جاسکتی ہیں۔ فی الوقت دنیا میں بہت کم ایسے ٹی وی چینل ہیں جو اپنی تمام نشریات انٹرنیٹ پر LIVE بطور مکمل ٹی وی چینل کے نشر کر رہے ہیں۔ اب 23؍مارچ 2012 سے ہندوستان، پاکستان، بنگلا دیش، عرب ممالک میں نئے سیٹلائیٹ کے ذریعہ K.U. BAND کی چھوٹی ڈشوں پر M.T.A دیکھا جاسکتا ہے۔

23؍مارچ 2007ء کو ایم ٹی اے العربیہ کا اجراء ہوا۔ اس چینل نے عرب دنیا میں ایک تہلکہ مچادیا ہے اور یہ چینل جس شان سے دین کا دفاع کر رہا ہے اس سے سعید روحوں کی بھرپور توجہ احمدیت کی طرف ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس چینل کے اجراء سے عربوں کو ایسا عرفان نصیب ہوا کہ سینکڑوں کی تعداد میں بیعتیں ہو رہی ہیں۔

سامعین کرام! آج سے سینکڑوں سال قبل ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے M.T.A العربیہ کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی تھی حدیث میں آتا ہے کہ ''عن حذیفه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا كان عند خروج القائم ينادى منادٍ من السماء۔

ایھا الناس قطع عنکم مدۃ الجبارين و ولى الامر خير امة محمد فالحقوا بمكة فيخرج النجباء من مصر والابدال من الشام و عصائب العراق رهبان بالليل ليوث بالنهار۔''

(بحار الانوار، جلد 52، صفحہ 304، از شیخ محمد باقر مجلسی، دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''امام مہدی کے ظہور کے وقت ایک منادی آسمان سے آواز بلند کرے گا کہ اے لوگو! جابروں کا دور تم سے ختم کردیا گیا ہے اور امت محمدیہ کا بہترین فرد اب تمہارا نگران ہے۔ اس لئے مکہ پہنچو۔ یہ سن کر مصر کی سعید روحیں اور شام کے ابدال اور عراق کے بزرگ اس کی طرف نکل پڑیں گے۔ یہ لوگ راتوں کے راہب اور دنوں کے شیر ہوں گے۔

سامعین کرام! دراصل اس حدیث شریف میں خوشخبری دی گئی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت دور میں M.T.A العربیہ کے ذریعہ خلیفہ وقت کی پرشوکت آواز سن کر مصر کی سعید روحیں اور شام کے ابدال اور عراق کے بزرگ اس کی طرف نکل پڑیں گے۔ سامعین کرام آج M.T.A العربیہ کی برکت سے عربوں کی کایا پلٹ گئی ہے اور عرب لوگ تیزی کے ساتھ آغوش احمدیت میں چلے آرہے ہیں اللہ اللہ یہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت دور میں کس طرح حرف بہ حرف پوری ہو رہی ہے۔ الحمدللہ۔

سامعین کرام! MTA3 العربیہ کے بارے میں عربوں کے جو تاثرات ہیں اُن میں سے چند ایک آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو بے حد ایمان افروز ہیں۔ ان آراء کے بغیر MTA 3 العربیہ کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے۔

(1) مکرم ابوغنیمس صاحب آف فلسطین نے کہا: ''پیارے احمدی بھائیو! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے آپ کے متعلق سنا اور اب آپ کا چینل دیکھتا ہوں۔ آپ کا اسلام کی تبلیغ کا انداز بالکل منفرد ہے۔ میرے دینی بھائیو میں بھی اس جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔''

(2) حسن عابدین صاحب نے شام سے لکھا: ''مَیں تمام عرب بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ جلدی بیعت کریں تا کہ خدا تعالیٰ کی تجلّیات کا مشاہدہ کریں۔ اُن کیلئے ان نورانی چہروں پر نظر ڈالنا ہی کافی ہونا چاہئے جو سٹوڈیو میں موجود ہیں اور جو اسلام مخالف چینل ''الحیاۃ'' کے خلاف ننگی تلواریں ہیں اور جو اسے حیات چینل کی بجائے موت کا چینل بنادیں گے انشاءاللہ۔

معزز سامعین! وقت کی رعایت سے سینکڑوں میں سے صرف دو تاثرات بیان کئے ہیں اللہ کے فضل سے جماعت کو mta-3 العربیہ کے ذریعہ سے 24 گھنٹے عربی میں پروگرام پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ mta3 عربوں میں بے حد مقبول ہو رہا ہے۔ اور عربوں کے احمدیت میں داخل ہونے کا موجب بن رہا ہے۔

حضور پُرنُور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''یہ ایم ٹی اے 3 کا جو چینل ہے یہ بھی خدائی تائیدات کا ایک نشان ہے اور یہ چیزیں اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ وہ وقت دور نہیں جب اسلام اور احمدیت کا جھنڈا تمام دنیا پر لہرائے گا......اللہ کرے کہ ہم دُعاؤں کی طرف توجہ دیتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوتے ہوئے اس کا فضل مانگتے ہوئے ان ترقیات کو جلد سے جلد حاصل کرنے والے بن جائیں۔''

پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہامات کے ذریعہ جماعت کی ترقی کی خبریں دیں اور آپؑ کو یقین سے پُر فرمایا کہ یقیناً آپ کا غلبہ ہونا ہے......لیکن اس کیلئے دُنیاوی سامان بھی ہوتے ہیں اور یہ سامان بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے وقت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمائے اور فرماتا رہا ہے اور اب بھی فرما رہا ہے۔ آپؑ نے اپنے زمانہ میں جو کتب لکھیں اور ان کی اشاعت کی، بلکہ ایک خزانہ تھا جو کہ دیا اور دُنیا کے سامنے پیش فرمایا وہ بھی اس غلبہ کیلئے ایک ذریعہ تھا اور اب اس زمانہ میں اس خزانہ کو MTA کے ذریعہ دُنیا تک پہنچانے کے سامان بھی اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائے ہیں۔ پھر جیسا کہ مَیں نے کہا کہ

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ (المؤمن:52)

ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور اُن کی جو ایمان لائے
اِس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اُس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

طالبِ دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

جماعت کی ترقی اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق جاری کردہ آپ کی خلافت کے نظام کی برکات ہیں ان کو دکھانے کا ذریعہ بھی MTA کو بنایا۔ پس MTA اُن سامانوں میں سے ایک سامان ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو دُنیا کے کناروں تک پہنچایا اور پہنچا رہا ہے۔ اور اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ اس زمانہ کی ایجادات کا اگر صحیح استعمال ہو رہا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہو رہا ہے۔ اس وقت MTA کے تین چینلز نہ صرف اپنوں کی تربیت کا کام کر رہے ہیں بلکہ مخالفین اسلام کا اُن دلائل سے منہ بند کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دیئے۔ پس ایم ٹی اے کو جہاں اللہ تعالیٰ نے غلبہ دکھانے کا ذریعہ بنایا ہے وہاں غلبہ عطا فرمانے کیلئے ایک ہتھیار کے طور پر بھی مہیا فرمایا ہے جو اُن مقاصد کو لیکر ہر گھر میں داخل ہو رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد تھے۔"

فرمایا: "جو ایم ٹی اے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے یہ بھی خلافت کی برکات میں سے ایک برکت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک فضل ہے اس لئے اس سے پورا فائدہ اُٹھانا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 رمئی 2008ء)

خلافت خامسہ کے بابرکت دَور میں
کتب و لٹریچر کی غیر معمولی اشاعت

سامعین کرام! پریس بھی اس زمانہ کی ایجادات میں سے ایک بے حد مفید ایجاد ہے جس نے طباعت میں غیر معمولی سہولت پیدا کر دی ہے۔ لیکن اب نشر و اشاعت کے جدید سائنسی ذرائع اپنی بلندیوں کو چھو رہے ہیں۔ اِدھر کتاب چھپی اور اُدھر انٹرنیٹ کے ذریعہ پوری دُنیا میں پھیل گئی۔ خلافت خامسہ کے بابرکت دَور میں کتب و لٹریچر کی اشاعت کا کام غیر معمولی رفتار پکڑ چکا ہے۔ کروڑوں کی تعداد میں کتب و لٹریچر کی اشاعت ہو رہی ہے اور جماعتی ویب سائٹس کے ذریعہ سے پوری دُنیا میں اُن سے اپنے اور بیگانے سبھی فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ خلافت خامسہ کے بابرکت دَور میں جس کثرت سے کتب و لٹریچر کی اشاعت ہوئی ہے خاکسار صرف گزشتہ چند سالوں کے اعداد و شمار بطور نمونہ کے پیش کرتا ہے۔

❖ جلسہ سالانہ سال 2008 کے موقع پر حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمدللہ اب تک 11 ممالک میں پریس قائم ہو چکے ہیں جن میں گھانا، نائیجیریا، تنزانیہ، سیرالیون، آئیوری کوسٹ، کینیا، گیمبیا اور برکینا فاسو وغیرہ شامل ہیں۔ فرمایا: 45 ممالک سے موصولہ رپورٹس کے مطابق 621 مختلف کتب، پمفلٹس اور فولڈرز 31 زبانوں میں طبع ہوئے جن کی تعداد 21 لاکھ 24 ہزار 367 ہے۔ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ 75 کروڑ سے زائد افراد تک پیغام پہنچایا گیا۔

❖ جلسہ سالانہ سال 2009 کے موقع پر حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مجموعی طور پر 40 ممالک سے 523 کتب، پمفلٹس اور فولڈرز 31 زبانوں میں شائع کی گئی ہیں اور ان کی کل تعداد 24 لاکھ 86 ہزار ہے۔ 25 زبانوں میں منتخب آیات، منتخب احادیث اور منتخب تحریرات حضرت مسیح موعودؑ کی CD بنائی جا رہی ہے۔ جس میں سے اکثر تیار ہوگئی ہیں۔ علاوہ ازیں 1159 ٹی وی پروگرامز کے ذریعہ دس کروڑ سے زائد لوگوں تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ فرمایا: احمدیہ ریڈیو سٹیشن بھی کئی ممالک میں کام کر رہے ہیں ان کے ذریعہ بھی بہت سے لوگ بیعتیں کر رہے ہیں۔

❖ جلسہ سالانہ سال 2010 کے خطاب میں حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: 55 ممالک کی موصولہ رپورٹ کے مطابق 568 مختلف کتب، پمفلٹس، فولڈرز وغیرہ 38 زبانوں میں طبع ہوئے ہیں۔ جن کی کل تعداد 38 لاکھ 30 ہزار 602 ہے۔

❖ جلسہ سالانہ سال 2011 کے خطاب میں حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: 549 مختلف کتب، پمفلٹ اور فولڈرز وغیرہ 38 زبانوں میں طبع ہوئے جن کی تعداد 76 لاکھ 78 ہزار 844 ہے۔

جلسہ سالانہ سال 2012 کے خطاب میں حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: 60 ممالک سے موصولہ رپورٹس جو ہیں ان کے مطابق 569 مختلف کتب و پمفلٹس فولڈرز وغیرہ 45 زبانوں میں طبع ہوئے ہیں جن کی تعداد 52 لاکھ 74 ہزار 5 سو چوبیس ہے۔

نیز فرمایا: اس سال فضل عمر پریس قادیان جو ہے اس کو تو نئی مشینیں بھجوائی گئی ہیں اور وہاں بہت عمدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں اور دوسری کتابیں شائع ہو رہی ہیں بلکہ ہارڈ بائنڈنگ اور دوسرے اینڈ ورسنگ کی سب مشینیں وہاں ہیں اور تقریباً 80، 85، 90 فیصد کام وہیں ہو رہا ہے۔

نیز فرمایا: لیف لیٹس فلائرز کی تقسیم کا کام بھی جو سپرد کیا گیا تھا...... اسکے ذریعہ سے امریکہ میں گذشتہ دو سالوں میں 23 لاکھ 93 ہزار فلائرز تقسیم کئے گئے ہیں اور اس طرح ریڈیو ٹیلی ویژن اخبارات کے ذریعہ سے اور ویب سائٹس کے ذریعہ سے 70 ملین افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ کینیڈا والوں نے اس سال 4 لاکھ 24 ہزار فلائرز تقسیم کئے 85 ملین سے زائد افراد تک پیغام احمدیت پہنچایا۔ جرمنی میں اب تک 3 ملین سے زائد لیف لٹس تقسیم ہو چکے ہیں۔ یعنی 30 لاکھ۔ وہاں مختلف ذرائع سے 30 ملین سے زائد افراد تک پیغام پہنچ چکا ہے۔ سویڈن میں 3 لاکھ 50 ہزار فلائرز تقسیم کئے گئے۔ 2 ملین سے اوپر افراد تک پیغام پہنچ گیا ہے...... ٹرینیڈاڈ میں 4 لاکھ گیانا میں 30 ہزار اسی طرح مختلف ممالک میں ناروے میں 2 لاکھ سے اوپر اڑھائی لاکھ سے اوپر بیلجیم 4 لاکھ سے اوپر ہالینڈ 5 لاکھ بلکہ 6 لاکھ اسپین وغیرہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی طرح باقی ممالک میں بھی۔ دنیا کے ہر ملک میں تقسیم ہو رہے ہیں اور کروڑوں آدمیوں تک اب جماعت احمدیہ کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیغام پہنچ چکا ہے۔

سامعین! سمندر میں سے صرف ایک قطرہ آپ کے سامنے رکھا ہے۔ تفصیل کیلئے جماعتی ویب سائٹ الاسلام دیکھا جا سکتا ہے۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک ارشاد اور رہنمائی کے نتیجہ میں "الاسلام" جو جماعت احمدیہ کی آفیشل ویب سائٹ ہے اس کے علاوہ 14 اور Affiliated Websites ہیں اور 34 ممالک کے جماعتی ویب سائٹز ان ممالک کے علاقائی زبانوں میں قائم ہیں۔ اسکے علاوہ جماعت احمدیہ کے ذیلی تنظیموں کی 5 ویب سائٹز اس وقت انٹرنیٹ کے ذریعہ دنیا کو حقیقی اسلام کی حسین تعلیمات سے روشناس کرا رہی ہیں۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا لٹریچر اور تبلیغ کا ہر ذریعہ اختیار کرنا چاہئے...... صرف مرکزی سطح پر نہیں بلکہ ہر ریجن میں، ہر شہر میں ہر اُس علاقے میں جہاں احمدی بستے ہیں یا نہیں بستے ایک تعارفی پمفلٹ چھوٹا سا پہنچ جانا چاہئے اور پھر جیسا کہ میں نے کہا دوسرے الیکٹرانک ذرائع کا استعمال کریں۔"

(الفضل 12 رجنوری 2006)

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "آج خدا تعالیٰ نے ان کتابوں کو نشر کرنے کے اور اسلام کو مخالفین کے جواب دینے کے پہلے سے بڑھ کر ذرائع مہیا فرما دیئے ہیں جو تیز تر ہیں۔ کتابیں پہنچنے میں وقت لگتا تھا اب تو یہاں پیغام نشر ہوا اور وہاں پہنچ گیا۔ یہاں کتاب پرنٹ ہوئی اور دوسرے end سے نکالی گئی۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب، قرآن کریم اور دوسرا اسلامی لٹریچر انٹرنیٹ کے ذریعہ، ٹی وی کے ذریعہ نشر ہونے کی نئی منزلیں طے کر رہا ہے۔ جو تیزی میڈیا میں آج کل ہے آج سے چند دہائیاں پہلے ان کا تصور بھی نہیں تھا۔ پس یہ مواقع ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ اور دفاع میں ان کو کام میں لاؤ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ جدید ایجادات اس زمانہ میں ہمارے لئے مہیا فرمائی ہیں۔ ہمارے لئے یہ مہیا کر کے تبلیغ کے کام میں سہولت پیدا فرما دی ہے اور ہماری کوشش اس میں یہ ہونی چاہئے کہ بجائے لغویات میں وقت گزارنے کے، ان سہولتوں سے غلط قسم کے فائدے اُٹھانے کے ان سہولتوں کا صحیح فائدہ اُٹھائیں۔ ان کو کام میں لائیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 راکتوبر 2010ء)

حضرات! موبائل فون، آئی فون، اینڈرائڈ فونز بھی آج کے دور کی ایک معروف اور بے حد مفید ایجاد ہے۔ لیکن دیکھا جائے تو موبائل فون کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں بہت سے معاشرتی مسائل بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ گھنٹوں بچے بھی اور نوجوان بھی SMS کرتے نظر آتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ یو.کے 2012 کے موقعہ پر مستورات سے خطاب میں فرماتے ہیں: الیکٹرانک رابطوں کے ذریعہ سے تمام دنیا ایک ہو چکی ہے۔ ان رابطوں کے ذریعے جن میں موبائل شامل ہیں، انٹرنیٹ وغیرہ شامل ہیں اور اب تو موبائل فونوں میں بھی انٹرنیٹ مہیا ہونے لگ گئے ہیں، اور اکثر بچوں نے بھی پکڑے ہوتے ہیں۔ نوجوانوں نے بھی پکڑے ہوتے ہیں، لڑکیوں نے بھی اور لڑکوں نے بھی، جن کو یہ پتہ ہی نہیں کہ ان کا جائز استعمال کیا ہے اور ناجائز استعمال کیا ہے۔ شوق میں کرتے رہتے ہیں اور پھر بعض دفعہ ناجائز استعمال کی عادت پڑ جاتی ہے اور اسی طرح مختلف اور بیہودہ چیزیں بھی ہیں۔ ان چیزوں نے نیکیوں سے زیادہ برائیاں پھیلانے کا کام شروع کیا ہوا ہے۔ پس والدین کو اپنے بچوں کے بارے میں یہ بھی علم ہونا چاہئے کہ جب ان کے ہاتھوں میں موبائل پکڑا دیتے ہیں اور نئی قسم کے موبائل پکڑا دیتے ہیں جس میں ہر قسم کی ایپلیکیشن وغیرہ مہیا ہیں تو پھر ان پر نظر بھی رکھنی چاہئے۔ کیونکہ بعض دفعہ شکایات آتی ہیں یہ سوچتے ہی نہیں اور پھر بعد میں پتہ چلتا ہے کہ ہماری لڑکیاں بھی اور لڑکے بھی ان برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پس ان برائیوں کے خلاف ہمیں بھی آج جہاد کی ضرورت ہے جو انٹرنیٹ اور ٹی وی وغیرہ اور دوسرے ذریعے سے دنیا میں پھیلائی جا رہی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرۃ:263)

ترجمہ: وہ لوگ جو اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر جو وہ خرچ کرتے ہیں اُس کا احسان جتاتے ہوئے یا تکلیف دیتے ہوئے پیچھا نہیں کرتے، اُن کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔

غرض ان ایجادات کے لغو اور نقصان دہ پہلوؤں سے بچتے ہوئے ان کے مفید استعمال اور علم میں اضافے کیلئے استعمال کی تلقین کرتے ہوئے حضور انور فرماتے ہیں: ’’جس حد تک ان لغویات سے بچا جا سکتا ہے بچنا چاہیے اور جو اس ایجاد کا بہتر مقصد ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔علم میں اضافے کیلئے انٹرنیٹ کی ایجاد کو استعمال کریں۔‘‘(خطبہ 20؍اگست 2004ء بحوالہ الفضل 12؍اکتوبر 2004ء)

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کوئی محدود طاقت والا نہیں ہے۔ اگر وہ چاہے کہ نبی کے زمانہ میں بھی نبی سے کئے گئے تمام وعدے اور فتوحات کو اس زمانہ میں اور اس کی زندگی میں پورا کر دے تو کر سکتا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بعد میں آنے والے بھی ان فتوحات اور انعامات سے حصہ لینے والے بن جائیں۔ پس اس زمانہ کے تیز وسائل ہمیں اس طرف متوجہ کرتے ہیں کہ ان کا صحیح استعمال کریں۔ انہیں کام میں لائیں اور صحابہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے زمانہ کے امام کے معین اور مددگار بن جائیں۔ اور مددگار بن کر اسکے مشن کو پورا کرنے والے ہوں۔ تیز رفتار وسائل اس طرف توجہ مبذول کروا رہے ہیں کہ ہم اس تیز رفتاری کو خدا تعالیٰ کا انعام سمجھتے ہوئے اس کے دین کیلئے استعمال کریں...... آنحضرت ﷺ کے صحابہ کے پاس آج کل کے وسائل اور جدید طریقے موجود نہیں تھے۔ اسکے باوجود انہوں نے تبلیغ اسلام کا حق ادا کر دیا۔ آج کل ہمارے پاس یہ طریقے موجود ہیں اور آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کے زمانہ میں یہ مقدر تھے...... یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ جدید ایجادات اس زمانہ میں ہمارے لئے اس نے مہیا فرمائی ہیں۔ ہمارے لئے یہ مہیا کر کے تبلیغ کے کام میں سہولت پیدا فرما دی ہے اور ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ بجائے لغویات میں وقت گزارنے کے ان سہولتوں سے غلط قسم کے فائدے اٹھانے کے ان سہولتوں کا صحیح فائدہ اٹھائیں۔ ان کو کام میں لائیں۔ اور اگر اُس گروہ کا ہم حصہ بن جائیں جو مسیح محمدی کے پیغام کو دنیا میں پہنچا رہا ہے تو ہم بھی اس گروہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ ان لوگوں میں شامل ہو سکتے ہیں جن کی خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔‘‘

آپ مزید فرماتے ہیں: ’’ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے وقت کی چند ایجادات کا ذکر فرمایا ہے اور فرمایا کہ جس قدر آئے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں اسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعودؑ کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہار دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔ آج دیکھیں سیٹلائٹ، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ نے اس میں مزید وسعت پیدا کر دی ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ 12؍اکتوبر 2007ء)

آخر پر خاکسار حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دو ارشادات گرامی پڑھ کر اپنی تقریر ختم کرتا ہے۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ 27؍مئی 2008 کو خلافت جوبلی کے خطاب میں فرماتے ہیں:

’’ خلافت خامسہ کے انتخاب اور بیعت کے نظارے MTA نے تمام دنیا کو دکھائے...... خلافت خامسہ کے انتخاب کے وقت دُنیا نے دیکھا کہ کس طرح جماعت نے ایک ہاتھ پر جمع ہو کر وحدت کا مظاہرہ کیا ......آج پاکستان میں ملّاں جماعت کے خلاف اس لئے جلسے کر رہے ہیں کہ جماعت کی اکائی اور ترقی ان کو برداشت نہیں۔ یہ حسرتیں اب ان لوگوں کا مقدر بن چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کی ہوائیں بڑی شدت سے جماعت کے حق میں چل رہی ہیں۔ انشاء اللہ ان لوگوں کی تمام آرزوئیں اور کوششیں ہوا میں بکھر جائیں گی۔

اے دشمنان احمدیت! مَیں تمہیں دوٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیّت ہو تو آؤ اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اس کی خلافت کے جاری و دائمی نظام کا حصہ بن جاؤ۔ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہیں کر سکو گے۔ تمہاری نسلیں بھی اگر تمہاری ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کر سکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری رکھے تب بھی کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ خدا کا خوف کرو اور خدا سے ٹکّر نہ لو اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بقا کے سامان کرنے کی کوشش کرو۔‘‘(خطاب بر موقع 27؍مئی 2008ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کی ترقی اور فتوحات کی خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’یہ دَور جس میں خلافت خامسہ کے ساتھ خلافت کی نئی صدی میں ہم داخل ہو رہے ہیں، انشاء اللہ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دَور ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے...... میں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس دَور کو اپنی بے انتہا تائید و نصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور کوئی نہیں جو اس دَور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے۔ اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رُکنے والی ہے۔ خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے سے آگے بڑھتا رہے گا۔‘‘

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنی زندگیوں میں جماعت کی فتوحات اور غلبے کے دن دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پورے اخلاص اور وفا کے ساتھ خلافت سے چمٹے رہنے اور اس کے ہر حکموں اور ارشادات پر والہانہ لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

......☆......☆......☆......

نظامِ آسمانی

(محمد ابراہیم سرورؔ، قادیان)

خلافت لاجرم سُن لو ، نظامِ آسمانی ہے
نبوّت کی تتمہ ہے ، خدا کی یہ نشانی ہے

خلافت روزِ روشن کی طرح ازلی حقیقت ہے
کہ صادِم ہو جو فرقاں سے ، فسانہ ہے کہانی ہے

بشارت ہے خلافت کی ، نبیؐ کی پیشگوئی میں
کہ سُن لو دورِ آخر میں اِسی کی حکمرانی ہے

نبوت ، قدرتِ اوّل خدا کی بالیقین جانو!
خلافت اُس کی قدرت کی ، سنو! مظہر یہ ثانی ہے

خلافت کے بنا دنیا سراسر پُر خطر بے شک
کہ بیعت اِس کی بس یارو ! حصارِ جاودانی ہے

مجسّم ڈھال بنتی ہے ، گروہِ مومنیں کی یہ
مقابل اِس کے آئے گر ، تو سمجھو آگ ، پانی ہے

ضیاء الحق ہو ، بھٹّو ہو کہ ہو احرار کا ٹولہ
اُڑا وہ خاک بن کر کے کہ جس نے اِس سے ٹھانی ہے

حوادث اور زلازِل میں حصارِ عافیت ہے یہ
خزاں کے دور میں یہ بالیقیں اِک رُت سہانی ہے

’معیّت‘ اپنی بخشی ہے خدا نے خود خلیفہ کو
وہ کرتا خود حفاظت ہے ، جو اس کا یارِ جانی ہے

خلیفہ پاسباں اپنا ، کہ ہے وہ سائباں اپنا
ضرورت، فیضیابی کو، عہد کی پاسبانی ہے

’’عہد‘‘ ہے وہ کہ جو ہم نے امامِ وقت سے باندھا
کہ طاعت ہے اگر سچی ، تو رب نے آزمانی ہے

رہیں گے ہو کے پورے سب، جو وعدے ہیں کئے رب نے
اُسی کی بس حکومت ہے ، اسی کی حکمرانی ہے

یہ اللہ کی وہ رسّی ہے کہ اس کو جو بھی تھامے گا
نصیب اپنا سنوارے گا ، مظفّر زندگانی ہے

خلافت کا مطیع ہو جا ، کہ سرورؔ اس کی برکت سے
خدا کے فیض ملتے ہیں ، یقینی کامرانی ہے

۞۞۞۞

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 20 تذکرۃ الشہادتین صفحہ 67)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیاپوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جو شخص محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی راہ کی تلاش میں کوشش کرتا ہے اور اس سے اس امر کی گرہ کشائی کیلئے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون...... کے موافق خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھا دیتا ہے اور اسے اطمینان قلب عطا کرتا ہے۔ (ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 285، ایڈیشن 2010ء)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترپور، صوبہ تامل ناڈو)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2015ء

عصر حاضر میں قیام امن کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قابل قدر مساعی

(منیر احمد خادم، ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند قادیان)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (المائدہ:9)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر حق اور انصاف سے گواہی دینے کیلئے کمربستہ رہو اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم کبھی انصاف کے دامن کو چھوڑ دو۔ ہمیشہ انصاف سے کام لیا کرو۔ یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اللہ یقیناً تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

قابل احترام صدر اجلاس اور معزز سامعین! دُنیا میں قیام امن کیلئے قرآن مجید کی یہ ایسی بے نظیر تعلیم ہے کہ باقی مذہبی دنیا میں اس کا وجود نہیں پایا جاتا۔ قرآن مجید کی تعلیم ہے کہ نہ صرف اپنوں وغیروں سے انصاف کرو بلکہ اس نے تو اُن سے بھی انصاف کی تعلیم دی ہے جو دشمن کہلاتے ہیں اور خون کے پیاسے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام زندگی اس تعلیم پر عمل کیا اور قدرت وطاقت حاصل کرنے کے بعد بھی فتح مکہ کے روز اپنے جانی دشمنوں کو معاف فرما دیا۔ جی ہاں وہ دشمن جس نے آپ کے قتل کے منصوبے بنائے آپ کے قریبی رشتہ داروں اور صحابہ کو قتل کیا 13 سال تک آپ پر اور آپ کے صحابہ پر صرف اور صرف اس لئے مظالم ڈھائے کہ آپ اور آپ کے صحابہ اُن کے جبر کو قبول کرتے ہوئے خدائے واحد کی تعلیم کو چھوڑنے کیلئے تیار نہ تھے بلکہ اللہ کی ہدایت کے مطابق توحید پر جاں نثار تھے۔ لیکن دنیا نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ آپ نے فتح مکہ کے روز اپنے اور اپنے صحابہ کے جانی دشمنوں کو نہ صرف معاف کر دیا بلکہ ان کو ان کے مذہب پر رہنے اور عمل کرنے کی مکمل آزادی بھی عطا فرمائی اور پھر اپنے آخری حج کے موقع پر جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے، امن عالم کے قیام کی خاطر حقوق انسانی کا ایک عظیم الشان منصوبہ دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے :

☆ تمام بنی نوع انسان کو چاہے وہ کسی رنگ کسی قوم اور خطہ کے ہوں برابر کا درجہ بخشا۔

☆ غلامی کے رواج کو ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔

☆ عورتوں کو برابری کے حقوق عطا فرمائے۔

☆ ہر انسان کی جان، مال، عزت و آبرو کو قیامت تک کیلئے محفوظ فرما دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں حقیقی خوشی اور امن و سلامتی کی بحالی دراصل آپ ہی کے وجود باجود سے ہوئی۔ لیکن آپ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جبکہ دُنیا قرآن مجید کی اس سنہری تعلیم کو بھول جائے گی یہاں تک کہ مسلمان بھی اس پر عمل پیرا نہیں رہیں گے ایسے میں اللہ تعالیٰ امام مہدی و مسیح موعود کو بھیجے گا جو تمام دنیا کو اسلام کی سنہری تعلیمات سے آگاہ کرے گا۔

چنانچہ آپ کی اس پیشگوئی کے مطابق عین چودھویں صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امام مہدی اور مسیح موعود اور موعود کل ادیان عالم بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ نے اہل دنیا کو پھر سے آنحضرت ﷺ کی امن بخش تعلیمات سے آگاہ فرمایا۔ آپ نے قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں بین المذاہب لڑائیوں کے خاتمہ کیلئے اور پُرامن تبلیغ واشاعت کیلئے نہایت زرّیں اصول پیش فرمائے۔ آپ نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں یہ قرآنی تعلیم پیش فرماتے ہوئے تمام مذاہب کے علماء کو کسی بھی مذہب کے پیشوا اور مقدس کتاب کی شان کے خلاف کچھ بھی تحریر کرنے سے منع فرمایا اور ایسا ہی ہر مقابل پر جواب لکھنے والے کو تلقین فرمائی کہ وہ جواب لکھتے وقت شائستگی کو ملحوظ رکھے اور کسی بھی مذہب کے بزرگ اور مذہبی پیشوا کی شان میں کوئی ایسی بات نہ کہے جس سے دوسرے مذہب کے پیرو کاروں کو تکلیف ہو اور ان میں اشتعال پیدا ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے امن عالم کے قیام کیلئے اپنی پہلی تصنیف میں ہی مذہبی رواداری اور پیشوایان مذاہب کی عزّت وتکریم کی ایسی شاندار مثال پیش فرمائی کہ اس سے پہلے دیگر مذاہب کے بعض دانشور اور پنڈتان و پادریان اس کو ملحوظ نہیں رکھتے تھے اور پھر تمام زندگی آپ نے اس طرز کو جاری رکھا۔ اور پھر اپنی آخری تحریر جو ایک لیکچر کی شکل میں بعنوان ''پیغام صلح''، لکھی تھی آپ نے ہندوستان کی تمام اقوام بالخصوص دو بڑی قوموں یعنی ہندوؤں اور مسلمانوں کو امن وسلامتی سے رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے انہیں امن وسلامتی کے قیام کے گُر بھی سکھائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انہی سنہری نصائح پر جو کہ آپ نے قرآن مجید کی روشنی میں بیان فرمائے عرصہ سو سال سے آپؑ کے بعد آنے والے خلفاء احمدیت دل وجان سے عمل کرتے ہوئے دُنیا کے سامنے پیش کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور ہر آنے والے زمانے میں امن وسلامتی سے بھرپور یہ تعلیمات اپنے دائرہ کو بڑھاتی چلی جارہی ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دن بدن بڑھتی ہوئی عالمی بے چینی کو محسوس فرماتے ہوئے موجودہ حالات کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختلف ممالک کے ایوان اقتدار تک پہنچ کر وہاں کے حکمرانوں کو دنیا کیلئے امن کی بڑھتی ہوئی ضرورت کو اپنی بیش قیمت نصائح کے ذریعہ پیش فرمایا۔ آپ امریکہ کے کیپیٹل ہِل پہنچے اور وہاں کے حکام اور اہل اقتدار و دانشوروں اور امریکی کانگریس کے ممبران اور سفراء اور مذہبی راہنماؤں کو امن عالم سے متعلق اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرتے ہوئے ایک طاقتور ملک ہونے کی حیثیت سے اُن کی ذمہ داریوں سے آگاہ فرمایا۔ آپ برٹش پارلیمنٹ کے ہاؤس آف کامنز پہنچے اور انہیں امن وسلامتی سے متعلق اُن کی ذمہ داریوں سے واقف کرایا۔ آپ جرمنی میں وہاں کے ملٹری ہیڈ کواٹر پہنچے اور وطن سے محبت اور وفاداری کے متعلق اسلامی تعلیم ان تک پہنچائی۔ آپ برسلز بلجیم میں یورپین پارلیمنٹ تک پہنچے اور انہیں بتایا کہ امن وسلامتی اور بین الاقوامی اتحاد کے متعلق اسلام نے کیا سنہری تعلیمات دی ہیں۔ آپ لنڈن کے پارلیمنٹ ہاؤس پہنچے اور انہیں اسلام کی امن و محبت کی تعلیم اُنہیں یاد دلائی۔ ان تمام مواقع پر مختلف ممالک کے ممبران پارلیمنٹ وزراء سیاسی و مذہبی دانشور آپ کے ایمان افروز اور معلوماتی خطبات کو سننے کیلئے حاضر ہوتے رہے۔

ان کے علاوہ بھی دنیا کے مختلف ممالک میں جہاں آپ تشریف لے جاتے ہیں، دنیا میں پھیلی ہوئی بدامنی کے باعث بڑھتی ہوئی امن کی ضرورت سے اپنے مخصوص دلنشین انداز میں دنیا کو متنبہ فرماتے ہیں اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنے خطبات وخطابات کے ذریعہ دنیا کو امن وسلامتی کا درس دیتے چلے جا رہے ہیں۔ آپ کے خطابات میں امن کے حوالہ سے ایسی مختلف النوع مفید تجاویز پیش کی گئی ہیں کہ اگر دنیا ان پر عمل کرے تو یہ دنیا امن کا گہوارہ بن جائے اور ایک خوبصورت جنت کا نظارہ پیش کرنے لگے۔ چنانچہ اس سال برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے دوسرے روز مورخہ 22/اگست 2015ء کو بھی حضور انور کا دوسرے روز کا خطاب اسی موضوع پر تھا۔ جس میں حضور انور نے دنیا کو قرآن مجید کے نظام عدل اور احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کی طرف بلایا ہے اور اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کا اُسوۂ حسنہ پیش فرما کر احمدیوں کو امن کے تعلق سے اپنی کوششیں تیز کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

آج کی اس تقریر میں خاکسار حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انہی مطبوعہ خطبات میں سے خلاصہ کے طور پر سامعین کی خدمت میں کچھ پیش کرے گا۔

آپ نے اپنے ایک خطاب میں جو U.K کی سالانہ امن کانفرنس 2012ء میں ارشاد فرمایا، امن عالم کے قیام کے متعلق یوں نصیحت فرمائی۔

آپ سب لوگ جن کا تعلق سیاسی پارٹیوں اور حکومت سے ہے ان سب کو اپنے اپنے دائرہ اختیار میں امن کے اس پیغام کو پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے آج دنیا میں امن کے قیام کیلئے پہلے سے کہیں بڑھ کر ضرورت ہے

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے جماعت احمدیہ کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ اب دنیا کو تباہی وبربادی سے بچانے اور امن پھیلانے کا یہی ایک واحد ذریعہ ہے کہ ہم سب محبت اور ہمدردی اور اتحاد کے جذبات کو فروغ دیں اور سب سے اہم یہ ہے کہ دنیا اپنے خالق کی طرف رجوع کرے جسکی حقیقی پہچان سے ہی ہم سب اتفاق، اتحاد اور محبت و پیار کی لڑی میں پروئے جا سکتے ہیں اور جب یہ چیز ہمارا نقطہ مرکزی بن جاتی ہے تب ہی ہم اللہ سے حقیقی طور پر پیار کرنے والے بن سکتے ہیں اور اسی کی طرف ہم لگاتار دنیا کو بلاتے چلے جارہے ہیں۔

آجکل دنیا میں ہر طرف ہم فساد دیکھ رہے ہیں۔ کچھ ممالک میں عوام کے نمائندے آپس میں برسرپیکار ہیں اور ایک دوسرے پر حملے کر رہے ہیں کچھ ممالک میں عوام سرکار کے خلاف لڑ رہی ہے اور بادشاہ اپنی حکومتوں کو بچانے کیلئے اپنے عوام پر حملے کر رہے ہیں۔ اور انتہا پسند گروپ اپنے مفادات کے حصول کیلئے دنیا میں بدامنی کے شعلوں کو ہوا دے رہے ہیں اور معصوم عورتوں اور بچوں اور بوڑھوں کا اندھا دھند قتل کر رہے ہیں۔ کچھ ممالک ایک دوسرے کے قدرتی وسائل کی طرف لالچ کی نظر لگائے ہوئے ہیں۔ بالخصوص دنیا کی بڑی طاقتیں اپنے رُتبے کو قائم رکھنے کیلئے ایسی منفی کوششوں میں مبتلا ہیں۔

مجھے معلوم ہے کہ دنیا کے انصاف پسند دانشور بھی اس سوچ میں ہمارے ساتھ شریک ہیں لیکن وہ بعض حکمت عملیوں اور دباؤ کے باعث اس انصاف کے حق میں آواز اٹھانے میں خود کو کمزور محسوس کرتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ دو سال قبل جب میں نے ایک امن کانفرنس میں قیام امن کیلئے خطاب دیا تھا اس کے بعد لارڈ ایرک ایوبری نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ ایسا خطاب UNO میں ہونا چاہئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہم ہر طرف کی حکمت عملیوں اور دباؤ سے اُوپر اُٹھ کر بے غرض اور مفاد پرستی سے خالی ہو کر ایسی کوششیں نہیں کرتے دنیا میں

حقیقی امن قائم نہیں ہوسکتا۔

قرآن مجید نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ انصاف کی خاطر اگر ہمیں اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو ضرور دینی چاہئے یہی حقیقی انصاف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ (النساء:136) کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے کھڑے ہوجاؤ خواہ تمہیں اپنے خلاف یا اپنے والدین اور عزیز واقارب کے خلاف گواہی دینی پڑے۔

فرمایا: اگر ہم قومی طور پر اس اصول کے بارے میں غور کریں تو ہمیں یہ محسوس ہوگا کہ ناجائز ہتھکنڈے جن کی بنیاد دولت اور ظاہری شان وشوکت پر ہے انکو خیر باد کہہ دینا چاہئے اور اسکے برعکس عوامی نمائندوں اور سفراء کو ہمیشہ خالص نیت کے ساتھ انصاف اور برابری کے اصولوں کی تائید کرنی چاہئے۔ ہر طرح کی طرفداری اور تفریق کو مٹا دینا چاہئے کیونکہ یہی وہ ذریعہ ہے جو امن وسلامتی لاتا ہے اگر ہم اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی یا عالمی سلامتی کونسل کو دیکھیں تو اکثر ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں جو لیکچر دیئے جاتے ہیں ان کی بڑی تعریف ہوتی ہے لیکن یہ تعریف عموماً فضول ہوتی ہے کیونکہ اصل فیصلہ تو پہلے ہی لیا جاچکا ہوتا ہے۔ پس جہاں فیصلے بڑی طاقتوں کے دباؤ کے تحت کئے جائیں، ایسے فیصلے جو جمہوری طرزِ طریق کے خلاف ہوں، تو ایسے لیکچر کھوکھلے اور بے کار خیالات کی عکاسی کرتے ہیں اور بیرونی دُنیا کو دھوکے دینے کیلئے صرف ایک بہانے کا کام کرتے ہیں۔

فرمایا: لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ہم نا اُمید ہوجائیں اور اپنی سب کوششوں کو خیر باد کہہ دیں۔ ہمارا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وقت کی حکومت کو، قانون کے دائرہ میں رہ کر اس کی ذمہ داریاں یاد دلاتے رہیں اور لگاتار اُسے وقت کی ضرورت یاد دلاتے رہیں۔ ہمیں ان گروہوں کو بھی جائز طور پر نصیحت کرنی چاہئے جو اپنے ذاتی مفادات کے باعث دنیا میں بدامنی پھیلا رہے ہیں تاکہ عالمی طور پر انصاف جاری ہوسکے۔ صرف یہی ایک طریقہ ہے جس سے دنیا امن اور اتحاد کا گہوارہ بن سکتی ہے اور اسی کے ہم متمنی ہیں۔

میں آپ سب سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کے مطابق امن کی کوششیں کرتے رہیں تاکہ ہم اُمیدوں کے اس دیئے کو روشن رکھ سکیں کہ ایک وقت یقیناً ایسا آئے گا کہ جب دنیا کے تمام ممالک میں حقیقی امن اور انصاف قائم ہوجائے گا۔

دنیا کو ایک اور عالمی جنگ سے خبردار کرتے ہوئے حضور نے فرمایا: ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب انسانی کوششیں ناکام ہوجاتی ہیں تب وہ قادر مطلق خدا انسانی قسمتوں کے فیصلے اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تاکہ وہ اپنا فیصلہ ظاہر کرے اور وہ لوگوں کو اسکی طرف جانے اور انسانی حقوق کے ادا کرنے کیلئے مجبور کرے یہ بات بہت بہتر ہے کہ اہلِ دُنیا خود ان اہم معاملوں کی طرف دھیان دیں کیونکہ جب اللہ کو ایسی کاروائی کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے تو اس کا غصہ انسان کو نہایت خوفناک ڈھنگ سے پکڑتا ہے۔ اس طرح یہ خوفناک پکڑ ایک اور عالمی جنگ کی شکل میں ظاہر ہوسکتی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آنے والی عالمی جنگ کے نتائج اور اسکی وسیع تباہ کاریاں صرف اس جنگ تک یا موجودہ نسل تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ اسکے خوفناک نتائج آنے والی کئی نسلوں پر اثر انداز ہوں گے پھر ایسی جنگ کے خوفناک نتائج اور اسکے اثرات نوزائیدہ بچوں پر اور مستقبل میں پیدا ہونے والے بچوں پر بھی پڑیں گے۔ موجودہ جدید ہتھیار اس قدر تباہی مچانے والے ہیں کہ مستقبل میں پیدا ہونے والی کئی نسلوں کے جسموں پر ان کے خوفناک اثرات پڑیں گے۔

جاپان ایک ایسا ملک ہے جس نے ایٹمی جنگ کے خوفناک نتائج دیکھے ہیں۔ آج بھی اگر آپ جاپان جائیں تو اس جنگ سے خوف اور نفرت ان کی آنکھوں میں دیکھیں گے۔ حالانکہ وہ ایٹم بم جو اُس وقت استعمال کئے گئے تھے وہ آج کے ایٹمی ہتھیاروں کے مقابل پر جو اِس وقت بہت سے چھوٹے چھوٹے ملکوں کے پاس بھی ہیں بہت معمولی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جاپان میں اگرچہ کہ اس واقعہ کو سات دہائیاں گزر چکی ہیں، آج بھی وہ ایٹمی اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔ آج بھی وہ ایٹمی ہتھیار نوزائیدہ بچوں پر اپنے بھیانک اثرات دِکھا رہے ہیں۔

اگر کسی انسان کو گولی ماری جائے تو اس کا بچ جانا تو ممکن ہے لیکن اگر ایٹمی جنگ شروع ہوجاتی ہے تو جو بھی اس کی لپیٹ میں آئیں گے ان کی ایسی قسمت نہیں ہوگی۔ اس کے برعکس ہم دیکھیں گے کہ لوگ اچانک مرنے لگیں گے اور ایک جگہ جم جائیں گے ان کی کھالیں پگھلنے لگیں گی۔ پینے کا پانی، کھانا اور سبزیاں سب زہر آلود ہوجائیں گی۔ وہ جگہیں جہاں پر سیدھے طور پر جنگ نہ ہوگی وہاں پر بھی اور جہاں جنگ کے اثرات کچھ کم پڑیں گے وہاں پر بھی ایٹمی بیماریوں کے بھیانک نتائج پیدا ہوں گے اور مستقبل کی نسلوں کو کئی طرح کے خطرات سے گزرنا ہوگا۔

اسکے باوجود آج کچھ مفاد پرست اور بے وقوف لوگ اپنی ان ایجادات پر بڑا فخر محسوس کررہے ہیں اور انہوں نے دنیا کی تباہ کاریوں کیلئے جو کچھ ایجاد کیا ہے اس کو دنیا کیلئے ایک تحفے کے طور پر پیش کررہے ہیں۔

ایک اندازہ کے مطابق دوسری عالمی جنگ میں 62 ملین لوگ مارے گئے تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ مارے گئے لوگوں میں 40 ملین عام شہری لوگ تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فوج کی نسبت عام آدمی زیادہ مارے جاتے ہیں۔ یہ وہ تباہ کاری ہے جو جاپان کے علاوہ باقی جگہوں پر صرف عام ہتھیاروں کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس جنگ میں صرف بھارت میں 16 لاکھ لوگ موت کا شکار ہوئے تھے۔ لیکن آج حالات بدل گئے ہیں۔ آج جیسا کہ میں نے ذکر کیا کئی چھوٹے چھوٹے ملکوں نے بھی تباہ کار ایٹمی ہتھیار بنالئے ہیں اور سب سے بڑھ کر خوف کی بات یہ ہے کہ ایسے ہتھیار اُن لوگوں کے ہاتھوں میں بھی آگئے ہیں جو صحیح شعور نہیں رکھتے۔ یا جو آنے والی تباہی و بربادی کا صحیح تصور نہیں کرسکتے۔ حقیقت میں ایسے لوگ انجام سے اس قدر لا پرواہ ہوتے ہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر بندوقیں تان لیتے ہیں۔

پس اگر بڑی طاقتیں انصاف سے کام نہیں لیتیں اور چھوٹے ممالک کی نا اُمیدیوں کو ختم نہیں کرتیں اور اس سمت میں ٹھیک کاروائیاں نہیں کرتیں تو حالات ہمارے قبضہ سے باہر ہوجائیں گے اور اسکے بعد جو تباہی و بربادی پھیلے گی ہم اس کا تصوّر بھی نہیں کرسکتے۔

پس دنیا کے ممالک کو ان موجودہ حالات پر بہت فکر مند ہونا چاہئے۔ اسی طرح بعض مسلم ملکوں کے نا انصاف بادشاہ جن کا واحد مقصد کسی بھی قیمت پر اپنے تسلط کو قائم رکھنا ہے، انہیں بھی ہوش میں آنا چاہئے، ورنہ ان کی بداعمالیاں اور بے وقوفیاں ان کی بدانجامی کی وجہ بن جائیں گی۔

ہم جو جماعت احمدیہ کے ممبر ہیں دُنیا اور انسانیت کو تباہی سے بچانے کیلئے اپنی انتہائی کوشش کرتے رہیں گے۔ یہ اس لئے کہ ہم نے موجودہ زمانہ کے امام کو مانا ہے جسے خدا نے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور جو خدا کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام تھا جو دُنیا کی بھلائی کیلئے آیا تھا۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اپنی امن کی کوششوں کو جاری رکھتے ہوئے اس کیلئے دنیا کے بہت سے سیاسی و مذہبی حکمرانوں کو تبلیغی خطوط بھی لکھے۔ ان میں پوپ بینڈکٹ، اسرائیل کے وزیر اعظم، ایران کے صدر کینیڈا کے وزیر اعظم، امریکہ کے صدر، سعودی عرب کے بادشاہ، چین کے وزیر اعظم، برطانیہ کے وزیر اعظم، جرمنی کے چانسلر، فرانس کے چانسلر، فرانس کے پریزیڈینٹ، مہارانی U.K، اور روس کے پریزیڈنٹ شامل ہیں۔ ان خطوط کا تذکرہ کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ایک طریقہ جس سے میں نے دنیا میں امن کو بڑھاوا دینے کی کوشش کی ہے وہ اُن خطوط کا سلسلہ ہے جو میں نے دُنیا کے بعض حکمرانوں کو لکھے ہیں۔ ایک خط میں نے پوپ بینڈکٹ کو بھیجا جسے میرے ایک احمدی نمائندہ نے انہیں پہنچایا جس میں مَیں نے انکو لکھا کہ چونکہ وہ دنیا کی سب بڑی مذہبی جماعت کے لیڈر ہیں اس لئے انہیں عالمی امن کے قیام کیلئے ضرور کوششیں کرنی چاہئیں۔

اسی طرح میں نے ایران اور اسرائیل کی بڑھتی ہوئی دشمنی کو دیکھ کر ایک خط اسرائیل کے وزیر اعظم بنجامن نتن یاہو کو اور ایک خط ایران کے صدر محمود احمدی نجاد کو لکھا۔

اسی طرح امریکہ کے صدر براک اُبامہ اور کینیڈا کے وزیر اعظم سٹیفن ہارپر کو بھی خطوط لکھے اور دونوں کو عالمی امن کے قیام اور اتفاق کی مضبوطی کیلئے اپنا اپنا کردار ادا کرنے اور اپنی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

میں نہیں جانتا کہ میں نے جن حکمرانوں کو خطوط لکھے ہیں وہ میرے خطوط کو اہمیت دیں گے بھی یا نہیں ان کا ردّعمل جو بھی ہو میں نے دُنیا بھر میں رہنے والے لاکھوں احمدیوں کے خلیفہ اور ایک روحانی امام ہونے کی حیثیت سے دُنیا کی اس خطرناک صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے جذبات واحساسات کو ان تک پہنچانے کیلئے ایک کوشش کی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یاد رہے کہ یہ پیغام میں نے اپنے کسی ذاتی خوف کی وجہ سے نہیں دیا بلکہ صرف اور صرف مجھے انسانی ہمدردی نے اس بات کیلئے مجبور کیا ہے۔

فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بنی نوع انسان کیلئے ایک خیر خواہ اور ہمدرد بنا کر مبعوث کیا گیا ہے آپ کی تعلیمات نے تمام سچے مسلمانوں کے دلوں میں انسانیت سے محبت کو رقم کردیا ہے اور انسانیت کیلئے ہماری محبت دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا ہی نتیجہ ہے۔ اس موقع پر یہ سوال کھڑا ہوسکتا ہے کہ یہاں پر ایسے انتہا پسند گروپ کیوں موجود ہیں جو بے قصور لوگوں کا قتل کرتے ہیں۔ یا پھر کیوں ایسی مسلمان حکومتیں موجود ہیں جو اپنی حکمرانی کو

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب سے بڑے گناہ

(1) اللہ کا شریک ٹھہرانا (2) والدین کی نافرمانی کرنا (3) جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا

(بخاری، کتاب الادب، باب عقوق الوالدین مِن الکبائر)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس نے قرآن کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو اس کے پڑھنے کی وجہ سے ایک نیکی ملے گی اور اس ایک نیکی کی وجہ سے دس اور نیکیاں ملیں گی۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی من قرأ حرفاً من القرآن)

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

محفوظ رکھنے کیلئے اپنے ہی عوام کی دشمن ہیں۔ سو واضح ہو کہ ایسے تمام ناجائز اور بدعمل اسلامی تعلیم کے بالکل خلاف ہیں مقدس قرآن مجید کسی بھی حالت میں انتہا پسندی تعصّب اور ٹیررازم کی تعلیم نہیں دیتا۔

ہمارے عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل غلامی میں مسیح موعود اور امام مہدی بنا کر بھیجا ہے اور آپ کو اسلام کی حقیقی تعلیم کی تبلیغ واشاعت کیلئے بھیجا گیا تھا۔ آپ کو انسان اور اس کے خالق کے بیچ میں ایک تعلق قائم کرنے کیلئے مبعوث کیا گیا تھا۔ آپ کو اس لئے بھیجا گیا تھا تا کہ انسان ایک دوسرے کے تئیں اپنے فرائض کو پہچانیں آپکو ہر طرح کی مذہبی جنگوں کے خاتمہ کیلئے بھیجا گیا تھا۔ آپ کو ہر ایک مذہب کے پیشوا اور پیغمبر کی عزّت وتکریم کو قائم کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا۔ آپ کو اس لئے بھیجا گیا تا کہ آپ دُنیا کی توجہ بلند اخلاقی اقدار کی طرف مائل کریں۔ اور آپ کو تمام دنیا میں امن، محبت ہمدردی اور بھائی چارہ کے قیام کیلئے بھیجا گیا تھا۔

آپ کسی بھی ملک میں چلے جائیں آپ دیکھیں گے کہ یہ صفات دنیا کے تمام سچے احمدیوں میں پائی جاتی ہیں۔ ہمارے لئے نہ تو ٹیرارسٹ اور انتہا پسند نمونہ ہیں، اور نہ ہی ظالم مسلم حکمران اور نہ ہی مغربی حکمران اور ان کی طاقتیں۔ ہمارا راہنما تو صرف اور صرف قرآن مجید ہے۔ ہمارا راہنما تو صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس میں اس امن کانفرنس کے ذریعہ تمام دُنیا کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ اسلام کے پیغام کی بنیاد محبت، ہمدردی، اور امن وسلامتی پر ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان ہونے کے ناطے میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام ظلم اور بربریت کی کسی بھی رنگ میں کبھی بھی اجازت نہیں دیتا۔ یہ ایک واضح حکم ہے جس میں کوئی دو رائے نہیں ہے۔ قرآن مجید ہمیں حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ملک یا قوم تمہارے ساتھ دشمنی بھی رکھتی ہو تو تب بھی ان کے ساتھ آپس کے تعلقات میں انصاف کو مدنظر رکھو ایسا نہ ہو کہ دشمنیاں تمہیں انتقام یا ناجائز کاروائیوں پر اکسائیں۔

فرمایا: لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (المائدہ: 9) کہ کسی قوم کی دشمنی تم کو ناانصافی پر مجبور نہ کرے تم ہمیشہ انصاف کرو یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

ایک اور حکم جو مقدس قرآن نے ہمیں دیا ہے وہ یہ ہے کہ دوسروں کی دولت اور وسائل کو حسد اور لالچ کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (الحجر: 89) یعنی ہم نے جو اُن میں سے بعض کو بعض فوائد پہنچائے اور وسائل عطا کئے ہیں ان کی طرف (لالچ سے) آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھا کرو اور تُو غم نہ کر اور مؤمنوں کیلئے اپنی شفقت کے بازو جُھکا تارہ۔

یہ وہ باتیں ہیں جو نہایت ضروری ہیں کیونکہ یہی باتیں سماج میں اور وسیع دنیا میں امن اور انصاف کی بُنیاد رکھنے والی ہیں۔ وقت ہاتھوں سے نکلا جا رہا ہے اور اس سے پہلے کے بہت دیر ہوجائے ہم سب کو وقت کی ضرورت کی طرف بہت دھیان دینا چاہئے۔

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا میں بین الاقوامی ہجرت کے مسائل اور اس کے نتیجہ میں ہجرت کرنے والوں اور مقامی باشندوں کو امن عالم کے حوالہ سے ان کی ذمہ داریاں یاد دلاتے ہوئے فرمایا: ''ترقی پذیر ممالک کے باشندے بعض وجوہات کی بناء پر تیزی سے ترقی یافتہ ممالک کی طرف ہجرت کر رہے ہیں اور مختلف ممالک میں ان کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہجرت کر کے جانے والے ان ممالک کے وفادار اور امن پسند شہری بن کر رہیں اور خود کو ان ممالک کا حصہ بنائیں۔ اور مقامی باشندوں کا فرض ہے کہ اگر ان کی حکومتوں نے ان مہاجرین کو اپنے ملکوں میں بسنے کی اجازت دی ہے تو ان کے ساتھ رواداری اور بھائی چارے کا سلوک کریں اور ان کے خلاف ہر طرح کی نفرت کو اپنے دلوں سے دور کر کے بھائی چارے اور محبت کی فضا پیدا کریں بصورت دیگر یہ وہ لاوا ہے جو ان ممالک میں بدامنی اور فسادات کے آتش فشاں کی شکل میں پھٹ سکتا ہے۔

آپ نے یورپین ممالک کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: آپ کے ممالک میں فساد کی وجہ صرف مذہب اور عقیدہ ہی نہیں ہے بلکہ اِس کی بڑی وجہ اقتصادی بدحالی ہے اور اس سے مغربی ممالک کے آپسی تعلقات میں آئندہ شگاف پڑ سکتا ہے۔

فرمایا: یورپین یونین کی تشکیل یورپین ممالک کی ایک بڑی کامیابی ہے کیونکہ یہ یورپ کے اتحاد کا ایک ذریعہ ہے اس لئے آپ سب کو اس اتحاد کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اسکی حفاظت کی کوششیں کرتے رہنا چاہئے ایک دوسرے کے سماج کیلئے آپ سب کو ایک دوسرے کے جائز حقوق کا خیال رکھنا چاہئے۔

یہ اتحاد آپ کیلئے نہ صرف یورپ میں فائدہ مند ہوگا بلکہ عالمی طور پر اس خطہ کو اپنی طاقت اور اثر کو قائم رکھنے میں بھی معاون ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو ہمیں پوری دُنیا کے اتفاق و اتحاد کیلئے کوشش کرنی چاہئے اور اس کیلئے تمام دنیا کو ایک ہونا چاہئے۔ تجارت اور ٹریڈ کے حوالہ سے تمام دنیا کو ایک ہونا چاہئے۔ آمدورفت کی آزادی کے لحاظ سے پوری دنیا میں ایک طرح کی پالیسیاں ہونی چاہئیں جس کے ذریعہ پوری دُنیا ایک ہوسکتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ تمام ممالک کو آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہئے۔ تا کہ الگ الگ ہو کر بھی اتفاق و اتحاد کی فضا قائم رہ سکے۔ اگر یہ پالیسیاں اپنائی گئیں تو جلد ہی موجود اختلافات کا خاتمہ ہو جائے گا اور امن اور آپسی بھائی چارہ کے جذبات قائم ہوجائیں گے۔ بس اس کیلئے شرط یہ ہے کہ ہر ایک ملک حقیقی انصاف کے راستہ پر چلتے ہوئے اپنے فرائض کو سمجھے۔ مجھے یہ بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اگرچہ یہ اسلامی تعلیم ہے لیکن خود مسلم ممالک اس تعلیم کو اپنانے میں ناکام ہیں اگر مسلم ممالک ایک ہو کر آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے تو انہیں اپنی ضروریات کیلئے مغربی ممالک کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

اپنے ایک امن کے خطاب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دنیا ایک گلوبل ویلج میں تبدیل ہوچکی ہے اس سے پہلے ہم اسکا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ہمیں انسان ہونے کے لحاظ سے اپنے فرائض کو سمجھنا چاہئے اور انسانی حقوق سے متعلق مسائل کے حل کی طرف دھیان دینا چاہئے جس سے دنیا میں امن وسلامتی کا قیام ہوسکے۔ لیکن یہ حل ہمیشہ انصاف کے ساتھ ہونا چاہئے۔

مسلم انتہا پسند گروپوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے برطانیہ میں منعقدہ گیارہویں پیس سمپوزیم میں فرمایا: I.S.I.S یا دیگر دہشت گرد تنظیموں کی حرکتوں سے نہ صرف مسلمان ممالک متاثر ہو رہے ہیں بلکہ یورپ اور دُور دراز کے ممالک بھی ان کی بہیمیت کا شکار ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یورپ اور بعض دیگر ملکوں کے مسلمان نوجوانوں کی پریشان کن حد تک تعداد اس بات پر یقین کرنے لگ گئی ہے کہ ISIS ہی اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرتا ہے اور یہ نوجوان اس کے نظریات کی مکمل حمایت کر رہے ہیں۔ لہٰذا وہ ان کی مدد کا اور ان کی خاطر جنگ لڑنے کا مصمم ارادہ کئے بیٹھے ہیں۔

فرمایا: یہ تنظیم جھوٹا دعویٰ کرتی ہے کہ یہ جنگ اسلام کی خاطر لڑی جارہی ہے۔ اس کے نام نہاد خلیفہ کا ایجنڈا اور عزائم انتہائی گھناؤنے ہیں۔ فرمایا: یہ کہنا بیوقوفی ہوگی کہ اس قسم کی تنظیمیں دُنیا پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوجائیں گی کیونکہ صاف نظر آتا ہے کہ وہ احمقانہ منصوبے بنائے بیٹھے ہیں لیکن اگر انہیں اس رستہ سے روکا نہ گیا تو پھر یہ لوگ قبل اسکے کہ اپنی موت آپ مرجائیں، کسی بڑے نقصان اور تباہی کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔

فرمایا: دُکھ کی بات یہ ہے کہ یہ سب اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ اس لئے امن پسند اور حقیقی مسلمانوں کو سخت دُکھ اور تکلیف ہے کیونکہ خواہ کچھ بھی ہو اس قسم کے بہیمانہ اور ظالمانہ نظریات مذہب کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعلق نہیں رکھتے۔ اسلامی تعلیمات تو ہر حال میں اور ہر سطح پر دوسروں کیلئے امن اور تحفظ کا ذریعہ ہیں۔ قرآنی تعلیمات اس بات کی اجازت نہیں دیتیں کہ کسی شخص کو اسلام یا کوئی مذہب قبول کرنے کیلئے مجبور کیا جائے۔ یقیناً مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ دین کا پرچار کریں لیکن اس سے زائد کچھ نہیں۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ ہر احمدی مسلمان اور ہر امن پسند مسلمان اس سے تکلیف محسوس کرتا ہے کہ ان کے پاک مذہب کو ان دہشت گرد تنظیموں کی طرف سے اس طرح نامناسب طریق پر بگاڑا جارہا ہے۔ تاہم میں ان تنظیموں اور سیاستدانوں سے پوچھتا ہوں جو انتہا پسند گروہوں کے مظالم کو بُنیاد بنا کر دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام شدت پسندی کا مذہب ہے، مَیں اُنہیں کہتا ہوں کہ وہ غور کریں کہ یہ گروہ اتنے فنڈ کہاں سے لے رہے ہیں جن کی وجہ سے وہ ایک لمبے عرصے سے دہشت گردی کی کاروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ وہ اتنے جدید ہتھیار کیسے حاصل کر لیتے ہیں۔ کیا ان کے پاس اسلحہ ساز کارخانے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انہیں بعض طاقتوں کی حمایت اور مدد حاصل ہے۔ یہ تیل کی دولتوں سے مسلم ریاستوں کی مدد بھی ہوسکتی ہے اور ممکن ہے کہ عالمی طاقتیں انہیں خفیہ طور پر مدد فراہم کرتی ہوں۔ اگر باقاعدہ ایک فوج کی رسد کی ترسیل معطل کردی جائے تو اس کیلئے بھی ممکن نہیں ہوتا کہ اپنی کاروئیاں جاری رکھ سکے اور پھر ISIS کی غیر قانونی رسد تو مسلسل بڑھ رہی ہے۔ (دُنیا کے انصاف پسندوں کیلئے یہ بہت غور کی بات ہے)

فرمایا: دُنیا کی سب طاقتیں انتہا پسندی کے خلاف سنجیدگی سے متفق نہیں ہیں جو کوششیں اب تک کی گئی ہیں وہ اس تنظیم کی طرف سے برپا کی جانے والی ہولناکیوں کے مقابل پر بہت کم ہیں۔ میرا خیال ہے جو کچھ ہو رہا ہے اس میں صرف مسلمان ممالک قصوروار نہیں ہیں بلکہ بیرونی طاقتیں اور قوتیں بھی ان خوفناک حالات میں حصہ ڈال رہی ہیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔''

(روحانی خزائن، جلد20، تذکرۃ الشہادتین، صفحہ 67)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا، دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔''

(انوار الاسلام، روحانی خزائن، جلد9، صفحہ 23)

پس تمام امن پسند لوگ اپنی حکومتوں پر دباؤ ڈالیں اور ہر سیاستدان اور بااثر شخصیت تو لازماً اس ضمن میں اپنا کردار ادا کرے اور اپنے اپنے دائرہ اثر میں حقیقی انصاف قائم کرتے ہوئے اور نقضِ امن سے بچنے کیلئے سخت اقدامات اُٹھاتے ہوئے دُنیا میں امن قائم کرنے کی جُستجو کرے۔

فرمایا: موجودہ دور میں جبکہ دنیا دو بلاکوں میں تقسیم ہورہی ہے اور انتہا پسندی ایک تیزی دکھا رہی ہے اور اقتصادی حالات دن بدن خراب ہورہے ہیں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہر طرح کی نفرت کا خاتمہ کیا جائے اور امن کی بُنیاد رکھی جائے اور یہ تبھی ممکن ہوسکتا ہے جبکہ سبھی کے مذہبی جذبات کا احترام کیا جائے۔ اگر اس کام کو انصاف کے اور ایمانداری کے ساتھ نہ کیا گیا تو حالات اس حد تک خوفناک ہوسکتے ہیں جن پر قابو پانا ناممکن ہوجائے گا۔

حقیقی انصاف اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ان لوگوں کے جذبات اور مذہبی رسوم و رواج کی قدر کی جائے یہی وہ ترکیب ہے جس سے لوگوں کی ذہنی امن وسلامتی کو قائم رکھا جاسکتا ہے ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب بھی کسی شخص کی ذہنی سلامتی کو مجروح کیا جائے گا تو اس سے اس سماج کی ذہنی سلامتی بھی متاثر ہوتی ہے۔

سماج میں انصاف کو قائم رکھنے کیلئے یہی ایک تعلیم ہے کہ اپنے دشمنوں سے بھی انصاف کیا جائے اور انصاف کو کبھی ہاتھ سے جانے نہ دیا جائے اسلام کی ابتدائی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اسلام کی اس تعلیم پر بہت بہتر رنگ میں عمل کیا گیا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ مکہ فتح ہونے کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے بھی انتقام نہیں لیا جنہوں نے آپ کو حد درجہ تکالیف دی تھیں بلکہ آپ نے ان کو معاف فرما دیا اور اُنہیں ان کے اپنے عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کا موقع دیا۔ موجودہ دور میں دشمن کے تئیں ایسے ہی انصاف کی ضرورت ہے۔

گزشتہ صدی میں دو عالمی جنگیں ہوئیں ان کی وجوہات جو بھی تھیں لیکن اگر ہم گہرائی سے دیکھیں تو صرف ایک بات ہمیں نظر آتی ہے کہ انصاف کے پہلو کو نظر انداز کیا گیا چنانچہ ردّ عمل کے طور پر بجھی ہوئی راکھ گرم شعلوں میں تبدیل ہوکر دنیا کی تباہی کا موجب بن گئی۔

پس دنیا کو خطرات سے بچانے کیلئے ضروری ہے کہ اسلام کی اس سنہری تعلیم پر عمل کیا جائے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ بات تقویٰ کے بہت قریب ہے۔

وطن سے محبت اور وفاداری کی تعلیم دیتے ہوئے آپ نے فرمایا: وفاداری ایک اعلیٰ قسم کی خوبی ہے ایک بیش قیمت صنف ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق وفاداری کا مطلب یہ ہے کہ چاہے کیسے بھی مشکل حالات ہوں ہر صورت میں اپنے عہد کو نبھایا جائے۔ مسلمانوں کو خدا کا یہی حکم ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلمانوں کو تعلیم ہے کہ وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے گویا آپ نے دیش پریم کو ایمان کو حصہ بنا دیا ہے۔

اس لئے قرآن مجید فرماتا ہے کہ وطن کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ملک میں کسی طرح کا فساد نہ کیا جائے۔ یہی وجہ سے کہ جماعت احمدیہ تشدّد آمیز ہڑتالوں، توڑ پھوڑ اور اپنے حقوق کے حصول کیلئے ملکی املاک کو نقصان پہنچانے کو ناجائز سمجھتی ہے کیونکہ ان باتوں کا دیش پریم سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ فرمایا وطن کی محبت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ ووٹ کو ایک امانت سمجھ کر امانتدار لوگوں کو چنا جائے اور امانت داری اور انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے حکمران اپنے فیصلے کریں۔ تب ہی ملک ہر طرح کی افراتفری اور بے چینی سے بچ سکتا ہے اور لوگوں میں حب الوطنی کے جذبات فروغ پاسکتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ دنیا کے مختلف ممالک میں بسنے والے احمدی قرآنی تعلیم کے مطابق اپنے اپنے ملک کے آئین کے فرمانبردار اور سچے شہری ہیں اور حب الوطنی کسی بھی طرح مذہب اور عقیدہ سے متصادم نہیں ہوسکتی ہے بلکہ ہر ملک میں بسنے والے احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے ممالک کے وفادار شہری بن کر رہیں اور وطن کی محبت میں اوروں کیلئے نمونہ بنیں۔

اللہ تعالیٰ اہل دنیا کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ان نصائح کو گوش ہوش سے سُنیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو جو جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ حضور اقدس کے ان فکر انگیز کلمات طیبات کو دنیا تک پہنچائیں۔ یہ نصائح جو خاکسار نے آپ کی خدمت میں عرض کی ہیں حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ورلڈ کرائسس اینڈ پاتھ وے ٹو پیس سے خلاصۃً لی گئی ہیں۔ آج سے چند سال پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے حکمرانوں اور دانشمندوں کے سامنے جب یہ نصائح پیش فرمائی تھیں تو وہ اس قدر سنجیدہ نہیں تھے لیکن آج دنیا انتہا پسندی کے حوالہ سے ایسے موڑ پر کھڑی ہوگئی ہے کہ اس کو اس ناسور کے خاتمہ کیلئے حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیان فرمودہ تجاویز پر عملدرآمد کرنے کیلئے مجبور ہونا پڑ رہا ہے۔ لہٰذا وقت کی اہم ضرورت ہے کہ حکمران و دانشمندان اس کتاب کا مطالعہ کریں اور علاقائی و گروہی و نسلی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر انسانیت کی فلاح و بہبودی کیلئے متحد ہوکر اس کا مقابلہ کریں بصورت دیگر تیسری عالمی جنگ کے خطرات اس قدر گھرے ہوکر ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہیں کہ اُن سے بچنا نہایت مشکل نظر آرہا ہے۔ آخر میں خاکسار سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی کے الفاظ پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا۔ وہ اول الحشر ہوگا اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت وخون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آوے گی اور اس تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا۔ صاحبزادہ صاحب! (یعنی حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ کو مخاطب کر کے حضورؑ نے فرمایا) اُس وقت میرا لڑکا موعود ہوگا۔ خدا نے اس کے ساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے۔ ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہوگی اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ تم اس موعود کو پہچان لینا۔“

(تذکرہ، جدید ایڈیشن، صفحہ 680)

اللہ تعالیٰ دنیا کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ مامور زمانہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائیں تا کہ وہ حقیقی اسلام کی شناخت کر کے تباہی و بربادی سے بچ سکیں اور تا کہ دنیا میں حقیقی امن وسلامتی کا قیام ہوسکے۔ وباللہ ال توفیق۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

......☆......☆......☆......

تائیدِ ربّ الوریٰ ہے ساتھ جس کے گام گام

(مبارک احمد ظفرؔ، ایڈیشنل وکیل المال یو.کے)

جس کا الہامی صحیفوں میں لکھا مسرور ایدہ اللہ نام
لاجرم اس عہدِ حاضر کا ہے اب وہ ہی امام

وہ خدا کا برگزیدہ پسر ہے منصور رحمہ اللہ کا
تائیدِ ربّ الوریٰ ہے ساتھ جس کے گام گام

جو ارادہ بھی کرے گا اس کی رسوائی کا وہ
خود ذلیل و خوار ہو جائے گا اور رسوائے عام

اس سے مجھ کو ہے عقیدت اور اس سے عشق بھی
بس اسی میں ہے مری اب زندگی کا انصرام

اس کے در کی چاکری بھی ہے بڑا اعزاز ایک
اس کے قدموں میں رہوں میں ہے یہی اپنا مقام

اے خدایا! تو عطا کرنا اُسے عمرِ خضر
اس کی سرداری کو رکھنا ہم پہ تُو قائم مدام

یہ سعادت ہے مری اک باعثِ عزّ و شرف
ہے ظفرؔ اس منتخب سردار کا ادنیٰ غلام

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل، 1 فروری 2022ء، صفحہ 21)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہے پاک پاک قدرت عظمت ہے اسکی عظمت ✿ لرزاں ہیں اہل قربت کروبیوں پہ ہیبت

ہے عام اس کی رحمت کیونکر ہو شکر نعمت ✿ ہم سب ہیں اسکی صنعت اس سے کرو محبت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا ✿ ہم کو وہی پیارا دلبر وہی ہمارا

اس بن نہیں گزارا غیر اس کے جھوٹ سارا ✿ یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2018ء

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مقبول دعاؤں کے ایمان افروز واقعات

(محمد حمید کوثر، ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند قادیان)

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ○

(التوبہ 9 آیت 103)

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

(کلام محمود)

قابل احترام صدر اجلاس و معزز سامعین! خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے ”**حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مقبول دعاؤں کے ایمان افروز واقعات**“

سامعین کرام! جو آیت آپ نے سماعت فرمائی اس کا مطلب یہ ہے کہ اے رسول ان کے مالوں میں سے صدقہ لے تا کہ تو انہیں پاک کرے اور ان کی ترقی کے سامان مہیا کرے اور ان کیلئے دعائیں بھی کرتا رہ کیونکہ تیری دعا ان کی تسکین کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ تیری دعاؤں کو بہت سننے والا اور حالات کو جاننے والا ہے۔

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہ حکم دیا کہ ”وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ“ تو ان کیلئے دعائیں بھی کرتا رہ کیونکہ تیری دعا ان کی تسکین کا موجب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ ”خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولی ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔“

(شہادت القرآن، روحانی خزائن، جلد 6 صفحہ 353)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”مقبولین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا دوستانہ معاملہ ہے۔ کبھی وہ ان کی دعائیں قبول کر لیتا ہے اور کبھی وہ اپنی مشیت ان سے منوانا چاہتا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دوستی میں ایسا ہی ہوتا ہے بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات کو مانتا ہے اور اس کی مرضی کے موافق کام کرتا ہے اور پھر دوسرا وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اپنی بات اس سے منوانا چاہتا ہے......

ایک جگہ قرآن شریف میں مومنوں کی استجابت دعا کا وعدہ کرتا ہے اور فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ یعنی تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور دوسری جگہ اپنی نازل کردہ قضاء و قدر پر خوش اور راضی رہنے کی تعلیم کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ...... پس ان دونوں آیتوں کو ایک جگہ پڑھنے سے صاف معلوم ہوجائے گا کہ دعاؤں کے بارے میں کیا سنت اللہ ہے اور ربّ اور عبد کا کیا باہمی تعلق ہے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 21)

پھر فرماتے ہیں کہ ”لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ یعنی کیا تو اس غم سے اپنے تئیں ہلاک کرے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کفار کے ایمان لانے کیلئے اس قدر جانکاہی اور سوز و گداز سے دعا کرتے تھے کہ اندیشہ تھا کہ آنحضرت ﷺ اس غم سے خود ہلاک نہ ہو جاویں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کیلئے اس قدر غم نہ کر اور اس قدر اپنے دل کو دردوں کا نشانہ مت بنا کیونکہ یہ لوگ ایمان لانے سے لاپرواہ ہیں اور ان کے اغراض و مقاصد اور ہیں۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 226)

یہاں پر یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ بعض اوقات ہمارے بھائی اور بہنیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنے کسی مقصد کے حصول کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں اور وہ دعا ان کی امید کے مطابق پوری نہیں ہوتی۔ ایسے احباب کیلئے عرض ہے کہ ان کو چاہئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں دعا کی التجا کرتے چلے جائیں اور خود بھی درد دل سے دعائیں کرتے رہیں اور پھر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں اور اللہ تعالیٰ جو ہم سب کا محبوب ہے اسے مخاطب کرتے ہوئے یہ دعا کرتے رہیں کہ اے ہمارے سمیع الدعا خدا

ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

(کلام محمود، صفحہ 273)

سامعین کرام!! اس کائنات کا پورا نظام اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہا ہے۔ ہوائیں اور آندھیاں، بارشیں سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی چلتی ہے۔ کسی قوم اور علاقے کیلئے بارش، رحمت بن کر برستی ہے اور کسی کیلئے قوم نوح کی طرح عذاب بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوائیں چلتی بھی ہیں اور رکتی بھی ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت ہواؤں، آندھیوں، بارشوں کو نہ چلانے پر قادر ہے اور نہ روکنے پر۔ بڑے بڑے طاقتور ملکوں میں تباہ کن سیلاب اور آندھیاں آتی ہیں ان کے سامنے اربابِ حکومت مکمل بے بس ہوجاتے ہیں اور ان کے تمام پروگرام اور منصوبے درہم برہم ہو جاتے ہیں۔

بسا اوقات جماعت احمدیہ کو بھی انہیں قدرتی اور موسمی حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور منتظمین یہ سمجھتے ہیں کہ بارش آندھی یا طوفان کی وجہ سے ان کا جماعتی پروگرام پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں گے۔ ایسے حالات میں وہ اپنے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنی فکر و پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی درخواست کرتے ہیں اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ اور ان آندھیوں اور بارشوں کو جماعت احمدیہ کی تقریبات میں خلل ڈالنے سے روک دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان آندھیوں کو اسی طرح حکم دیتا ہے جس طرح اس نے آگ کو حکم دیا تھا جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا جانا تھا، اے آگ تو ٹھنڈی ہو اور اس کیلئے سلامتی کا باعث بن جا۔

آندھیوں اور بارشوں کے رکنے کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی قبولیت دعاؤں کے چند واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔

(1) 2004ء میں افریقہ کے دورہ کے دوران جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نائیجیریا سے بینین پہنچے اور مشن ہاؤس آمد ہوئی تو عصر کا وقت تھا۔ شدید موسلا دھار بارش ہو رہی تھی نماز کیلئے صحن میں مارکی لگائی گئی تھی جو چاروں طرف سے کھلی تھی اور بارش کی وجہ سے وہاں نماز پڑھنا محال تھا بلکہ کھڑا ہونا بھی مشکل تھا۔

حضور باہر تشریف لائے اور نماز کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ امیر صاحب نے عرض کیا کہ اس وقت تو شدید بارش ہے اور نماز کیلئے باہر مارکی لگائی ہوئی ہے۔ لیکن بارش کی وجہ سے مشکل ہو رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا دس منٹ بعد نماز پڑھیں گے۔ اس کے بعد حضور انور اندر تشریف لے گئے۔ ابھی دو تین منٹ ہی گزرے تھے کہ یکدم بارش تھم گئی۔ آسمان صاف ہوگیا دیکھتے ہی دیکھتے دھوپ نکل آئی اور اسی مارکی کے نیچے نماز کا انتظام ہوگیا۔ مقامی احباب اس نشان پر بہت حیران ہوئے ان کا کہنا تھا کہ یہاں بارش شروع ہوجائے تو کئی کئی گھنٹے جاری رہتی ہے۔ حضور انور نے دس منٹ کہا تو یہ تین منٹ میں ہی ختم ہوگئی اور نہ صرف ختم ہوئی بلکہ بادل بھی غائب ہو گئے۔

(2) اسی طرح کینیڈا کے دورہ کے دوران جب کیلگری مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا تو ایک دن قبل امیر صاحب کینیڈا نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ موسمی ادارے نے خبر دی ہے کہ موسم شدید خراب رہے گا۔ بڑی شدید بارش ہے اور طوفانی ہوائیں چلیں گی اور کل صبح مسجد کا سنگ بنیاد ہے۔ مہمان بھی آرہے ہیں۔ امیر صاحب نے دعا کی درخواست کی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر توقف فرمایا، اور پھر فرمایا ”جس مسجد کا سنگ بنیاد ہم رکھنے جارہے ہیں وہ بھی خدا کا ہی گھر ہے اور موسم بھی خدا کے ہاتھ میں ہے اس لئے اس کو خدا پر چھوڑ دیں۔ اللہ فضل فرمائے گا۔“

چنانچہ اگلے روز صبح بارش کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ بڑا خوشگوار موسم تھا۔ سنگ بنیاد کی تقریب ہوئی۔ قریباً دو گھنٹے کا پروگرام تھا۔ تقریب سے فارغ ہوکر حضور انور جیسے ہی اپنی کار میں بیٹھے تو کار کا دروازہ بند ہوتے ہی اچانک شدید بارش شروع ہوگئی اور ساتھ تند و تیز ہوائیں چلنے لگیں جو مسلسل تین چار گھنٹے جاری رہیں۔ یہ ایک نشان تھا جو حضور انور کی دعا سے وہاں ظاہر ہوا اور ہر شخص کا دل اس نشان کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز تھا۔ (الفضل، دعا نمبر 28/ دسمبر 2015ء، صفحہ 43-45)

(3) 2008ء میں بعض حالات کی وجہ سے جلسہ سالانہ قادیان دسمبر میں اپنی مقررہ تاریخوں میں منعقد نہیں ہوسکا تھا بلکہ 25، 26، 27/ مئی 2009ء کو منعقد ہوا۔ آخری روز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب ہونا تھا۔ مئی کا مہینہ پنجاب میں دھول آلودہ آندھیوں کا ہوتا ہے۔ آخری اجلاس شروع ہوتے ہی تیز آندھی چلنی شروع ہوئی۔ محکمہ موسمیات نے بھی تیز آندھی چلنے اور بارش ہونے کی اطلاع دی تھی۔ جلسہ گاہ میں احمدی احباب کے علاوہ ہندو سکھ عیسائی دوست بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب سننے کیلئے جمع تھے۔ آندھی تیز سے تیز تر ہوتی چلی جارہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جلسہ گاہ کی ہر چیز کو اڑا دے گی۔ سب سے بڑا اندیشہ یہ تھا کہ بجلی اور ایم.ٹی.اے کے نظام میں خلل واقع ہوجائے گا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ساری صورتحال تحریر کرکے موسم کے سازگار ہونے کیلئے درخواست دعا کی گئی۔ تلاوت و نظم کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب کے شروع میں فرمایا کہ ”قادیان سے اطلاع ملی ہے کہ ابھی وہاں پر تیز ہوائیں چل رہی ہیں۔ دعا کریں کہ بخیر و عافیت جلسے کا اختتام ہو۔“

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور دو تین منٹ میں آندھی رک گئی۔ موسم جو گرم تھا خوشگوار ہوگیا اور سامعین نے بڑے اطمینان و سکون سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب سنا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

اپنوں کے علاوہ ہندو سکھ دوستوں نے بھی اعتراف کیا کہ یہ حضور کی قبولیت دعا کا ایک نشان ہے۔

(4) حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نصرہ اللہ نصرا عزیزا کی قبولیت دعا کا ایک ایمان افروز واقعہ سرزمین گھانا سے تعلق رکھتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب 2004ء میں غانا تشریف لے گئے تو ایک موقع پر سفر کے دوران حضور نے اہل غانا کو بشارت دی کہ گھانا کی زمین سے تیل نکلے گا۔ چنانچہ جب 2008ء میں حضور انور خلافت جوبلی کے موقع پر دوبارہ گھانا تشریف لے گئے تو غانا کے صدر مملکت نے ملاقات کے دوران حضور سے کہا کہ حضور کی ہمارے ملک کیلئے دعائیں قبول ہو رہی ہیں۔ حضور نے اپنے گزشتہ دورہ کے دوران فرمایا تھا کہ گھانا کی زمین میں تیل ہے اور یہاں سے تیل نکلے گا۔ حضور انور کی یہ دعا بڑی شان سے قبول ہوئی اور گزشتہ سال گھانا سے تیل نکل آیا۔

چنانچہ اس حوالہ سے گھانا کے مشہور نیشنل اخبار Daily Graphic نے اپنے 17/اپریل 2008ء کے شمارہ میں پہلے صفحہ پر حضور انور اور صدر غانا کی ملاقات کی رپورٹ شائع کرتے ہوئے لکھا ''خلیفۃ المسیح نے اپنے دورہ گھانا 2004ء کے دوران گھانا میں تیل کی دریافت پر بڑے پُرزور طریق سے اپنے یقین کا اظہار کیا تھا اور یہی یقین گزشتہ سال حقیقت میں بدل گیا۔ اور گھانا کی سرزمین سے تیل نکل آیا۔

(الفضل، دعانمبر 28/دسمبر 2015ء، صفحہ 43، 45)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''اگر مردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے اور اگر اسیر رہائی پاسکتے ہیں تو دعاؤں سے۔''

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 234)

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے اسیروں اور قیدیوں کے رہائی کے سامان پیدا فرما دیئے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ:

ایک دوست مظفر السعید تیونس کے رہنے والے ہیں، انہیں مذہبی رجحانات رکھنے کی بناء پر دہشت گردی کی دفعات لگا کر جیل میں ڈال دیا گیا۔ اور پھر متعدد بار جیل سے رہائی اور قید کا سلسلہ جاری رہا جس کے دوران انہوں نے جماعت کے بارہ میں سنا اور تحقیق کے بعد مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ آخری بار جب انہیں جیل ہوئی تو یہ دل سے احمدی ہو چکے تھے، لہٰذا جیل جاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں خط لکھ کر ارسال کر دیا کہ اگرچہ الزامات بہت سنگین ہیں لیکن دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے رہائی کے سامان فرمائے۔

خدا کی قدرت دیکھیں کہ محض سات ہفتوں کے بعد تیونس میں وہ انقلاب آیا جس کے بعد صدر تیونس کو ملک سے فرار ہونا پڑا۔ اس موقع پر تمام قیدیوں نے بغاوت کر دی۔ ان پر جیل کے محافظوں نے اندھا دھند فائرنگ کی۔ یہ سلسلہ آٹھ گھنٹے تک جاری رہا جس کے نتیجہ میں سینکڑوں کی تعداد میں قیدی مارے گئے مظفر السعید صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری جیل میں رات کسی قیامت سے کم نہ تھی۔ صبح ہونے پر سپاہیوں نے جیل کے دروازے کھول دیئے اور زندہ بچ جانے والے قیدیوں کو کہا کہ تم آزاد ہو۔

تین ماہ کے بعد ملکی حالات یکسر تبدیل ہو گئے اور ایک سرکاری حکم کے تحت تمام سیاسی قیدیوں کی معافی کا اعلان کر دیا گیا۔ یوں محض خدا کے فضل سے میں بھی بغیر کسی خوف کے آزادی کی ہواؤں میں سانس لینے لگا۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ میری رہائی اور بریت ملکی انقلابات کی وجہ سے ہوئی لیکن میری رائے اس سے مختلف ہے۔ میں مکمل یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میری رہائی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا سے ہوئی ہے۔ میں نے گرفتاری اور جیل جاتے ہوئے حضور انور کی خدمت میں دعا کا خط لکھا تھا۔ چنانچہ ایک تو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر جیل میں ہونے والی اندھا دھند فائرنگ میں مجھے محفوظ رکھا، نیز جیل کے دروازے بھی کھل گئے۔ رہائی کے بعد جب میں گھر پہنچا تو وہاں حضور انور کی طرف سے میرے خط کا جواب آیا ہوا تھا۔ میں نے کھول کر پڑھا تو حضور انور نے تحریر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر رہائی عطا فرمائے۔ یہ خط پڑھتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ میری رہائی خلیفۂ وقت کی قبولیت دعا کی وجہ سے ہوئی ہے۔ نہ کہ کسی اور وجہ سے۔

سامعین کرام!! قمری مہینوں اور سالوں کو اسلام میں خاص عظمت حاصل ہے قمری لحاظ سے چودھویں صدی ہجری کے 26 ویں سال میں قرآن مجید اور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ارض قادیان میں 25 ربیع الثانی سن 1326 ہجری قمری کو خلافت اسلامیہ احمدیہ کا آغاز ہوا تھا۔ سن 1426ء ھجری قمری میں اس عظیم الشان تاریخی واقعہ پر ایک صدی مکمل ہونے والی تھی چنانچہ سن 1426 ہجری قمری بمطابق 2005 کے شروع میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان جلسہ سالانہ میں شرکت کا فیصلہ فرمایا اور پروگرام کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قادیان میں ایک ماہ قیام فرمانا تھا اور حضور انور نے یہ ہدایت فرمائی تھی کہ تمام خطابات وخطبات ایم.ٹی.اے قادیان کے ذریعہ براہ راست نشر ہوں گے۔ اُس وقت تک قادیان سے براہ راست پروگرام نشر ہونے کا نہ کوئی انتظام تھا اور نہ ہی اس کا کوئی تصور تھا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ہدایت موصول ہونے کے بعد جماعت کے منتظمین نے نئی دہلی کے قریب واقع شہر ''نویڈا'' میں قائم ایک T.V BROADCASTING کمپنی سے پروگرام نشر کرنے کے تعلق سے معاہدہ تو کر لیا مگر یہ نشریات حکومت ہند کی براڈ کاسٹنگ منسٹری (وزارت اطلاعات ونشریات) کی اجازت کے بغیر ممکن نہیں تھیں اور اس کیلئے جولائی 2005 میں ہی اجازت نامہ کے حصول کیلئے درخواست دی جا چکی تھی۔ کاروائی اور پیروی کرتے کرتے چھ ماہ سے زائد عرصہ گزر گیا مگر کوئی امید نظر نہ آئی تھی۔ آخر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ قادیان تشریف لانے کیلئے لندن سے دہلی پہنچ گئے اور 15/ دسمبر 2005 کو حضور انور نے دہلی سے قادیان کے لئے روانہ ہونا تھا۔ اس وقت تک وزارت اطلاعات و نشریات نے اجازت نہیں دی تھی۔ یہ ساری صورتحال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے علم میں لائی گئی۔ حضور انور نے قادیان روانگی سے ایک دن قبل فرمایا:

''میں اُس وقت تک قادیان نہیں جاؤں گا جب تک پروگرام LIVE نشر کرنے کی اجازت نہیں ہو جاتی''

اللہ تعالیٰ نے جو مالک الملک اور وکیل وکارساز ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا کو قبول فرمایا۔ اس نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ اُسی روز شام پانچ بجے اجازت نامہ مل گیا اور تمام خطابات وخطبات پہلی مرتبہ قادیان سے MTA پر براہ راست نشر ہوئے۔ اجازت دینے والوں کے دلوں میں اجازت نامہ دینے کی تحریک پیدا کرنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی ایسا محض حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کی بدولت ہی ممکن ہو سکا۔ الحمدللہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے بیماروں کی شفایابی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول درج فرمایا ہے کہ وَاِذَا مَرِضۡتُ فَھُوَ یَشۡفِیۡنِ (الشعراء آیت 81) جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ دنیا کے ڈاکٹر، طبیب اور معالج علاج اور دوا تو دے سکتے ہیں، مگر شفا دینا ان کے بس کی بات نہیں۔ شفا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی دے سکتی ہے۔ واقعات گواہ ہیں کہ ڈاکٹروں نے بعض مریضوں کو لاعلاج قرار دے دیا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے وہ شفایاب ہو گئے۔

سامعین کرام!! فلسطین کے عمر ابوعرقوب صاحب نے بتایا کہ پانچ ڈاکٹروں نے ان کی بیماری کے بارے میں تحقیق کی اور وہ اس نتیجے میں پہنچے کہ انہیں کینسر ہو گیا ہے۔ جو انتڑیوں سے معدہ میں اور پھیپھڑوں تک پھیل گیا ہے اور ڈاکٹروں نے بتایا صرف تین ماہ تک زندہ رہنے کے آثار ہیں۔

عمر ابوعرقوب صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب ان کی بیٹی کو اس خطرناک بیماری کا علم ہوا تو اس نے محترم محمد شریف عودہ صاحب سے جو کہ کبابیر سے لندن گئے ہوئے تھے بذریعہ ٹیلی فون رابطہ کیا اور انہوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں شفایابی کیلئے عاجزانہ درخواست دعا کی اور پیارے آقا نے میری شفایابی کیلئے دعا کی۔

ادھر ڈاکٹروں نے مجھے بمقام ظاہریہ فلسطین سے القدس کے ایک فرانسیسی ہسپتال میں کینسر سپیشلسٹ ڈاکٹر کے پاس بھجوا دیا۔ انہوں نے ضروری چیک اپ کروائے اور رپورٹ دیکھنے کے بعد کہا کہ آپ مکمل طور پر شفایاب ہو گئے ہیں اور کینسر کا کوئی نام ونشان باقی نہیں رہا۔

عمر ابوعرقوب صاحب نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کو میرے حق میں قبول فرمایا اور مجھے شفاء کامل وعاجل عطا فرمائی۔ الحمدللہ علی ذٰلک۔

افریقہ کے ملک نائیجر میں ہمارے مربی صغیر احمد صاحب قمر سخت بیمار ہو گئے۔ ان کے برین میں Clot آنے کی وجہ سے بیماری اس حد تک بڑھ گئی کہ قومہ میں چلے گئے۔ اسی حالت میں تین چار دن گزر گئے۔ ان کی صحت کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں روزانہ رپورٹ پیش ہوتی۔ حضور انور ان کی کامل شفایابی کیلئے دعائیں کر رہے تھے۔ ایک روز حضور انور نے فرمایا کہ ان کو ایک ہومیوپیتھی دوائی فوری طور پر دی جائے۔ چنانچہ ہمسایہ ملک بورکینا فاسو سے ہمارے ایک ڈاکٹر یہ دوائی لے کر وہاں پہنچے اور خود انتہائی نگہداشت وارڈ میں جا کر یہ دوائی ان کے ہونٹوں پر لگائی۔

ڈاکٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ جونہی دوائی ان کے ہونٹوں پر لگائی تو ان کے جسم نے حرکت کی۔ پھر کچھ دیر بعد انہوں نے آنکھیں کھول دیں اور اگلے روز پوری طرح ہوش میں آ گئے اور اٹھ کر بیٹھ گئے الحمد للہ۔ خلیفۂ وقت کی دعا سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔

مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد یہ عقیدہ رکھتی

ہے کہ عصر حاضر میں اللہ تعالیٰ دعائیں قبول نہیں کرتا۔ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو چاہئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلیفہ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے شفایاب ہونے والوں کے واقعات کا مطالعہ کریں تو انہیں علم ہو جائے گا کہ جن مریضوں کو ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ یہ چند دنوں کے مہمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ ایدہ اللہ کی دعاؤں کو ان کے حق میں قبول فرمایا اور ایک طرح سے مردوں کو دوبارہ زندگی عطا فرما دی۔

قبولیت دعا کا نشان

جلسہ سالانہ جرمنی میں بلغاریہ کے ایک مخلص نو احمدی دوست Etem صاحب اپنی فیملی کے ہمراہ شامل ہوئے۔ موصوف نے چند سال قبل عیسائیت سے اسلام قبول کیا تھا لیکن ان کی بیوی نے بیعت نہیں کی تھی۔ ان کی اہلیہ کا کہنا تھا کہ میری تین بیٹیاں ہیں اگر مجھے بیٹا مل جائے تو میں بھی احمدی ہو جاؤں گی۔ موصوفہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کیلئے لکھا۔ اگلے سال جب وہ دوبارہ جلسہ سالانہ میں آئیں تو سات ماہ کی حاملہ تھیں۔ ملاقات کے دوران انہوں نے بچے کا نام رکھنے کی درخواست کی تو حضور انور نے صرف لڑکے کا نام ”جاہد“ تجویز فرمایا۔

جلسہ سالانہ سے واپس جا کر موصوفہ نے مربی صاحب سے کہا کہ ڈاکٹرز نے بتایا ہے کہ لڑکی ہے اس لئے حضور انور کی خدمت میں دوبارہ درخواست کریں کہ لڑکی کا نام تجویز فرمائیں۔

اس پر مربی صاحب نے کہا کہ آپ نے تو کہا تھا کہ اگر بیٹا ہو تو احمدی ہو جاؤں گی اور حضور انور نے بھی صرف بیٹے کا نام تجویز فرمایا ہے۔ اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ بیٹا ہی ہوگا۔ ڈاکٹر جو چاہیں کہیں۔ ان کی مشین جو چاہیں ظاہر کریں لیکن اب آپ کو بیٹا ہی ہوگا کیونکہ خلیفۃ المسیح نے بیٹے کا نام رکھا ہے۔

چنانچہ جب بچہ کی پیدائش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹے سے ہی نوازا۔ وہ جلسہ سالانہ کے موقع پر اس بیٹے کو ساتھ لے کر آئی تھیں اور لوگوں کو بتا رہی تھیں کہ دیکھو یہ خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کا نشان ہے۔

(الفضل دعا نمبر، 28 دسمبر 2015ء صفحہ 43)

سامعین کرام! تقسیم ملک کے وقت مشرقی پنجاب سے جماعت احمدیہ کا بہت بڑا حصہ ہجرت کر کے مغربی پنجاب جانے پر مجبور ہو گیا، جس کی وجہ سے مشرقی پنجاب میں موجود جماعت کے بعض مقدس اور تاریخی مقامات احمدی آبادیوں سے عارضی طور پر خالی ہو گئے۔ انہی میں سے ایک دار البیعت لدھیانہ تھا۔ یہ وہ تاریخی مقدس مقام ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 23 مارچ 1889ء کو جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ تاریخی مکان صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملکیت تھی اور ہے۔ مگر جب وہاں کوئی احمدی آبادی نہ رہی تو یہ مکان بھی خالی رہ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک غیر مسلم دوست کو انکی درخواست پر دار البیعت معمولی کرائے پر رہائش کیلئے، اس شرط پر دے دیا گیا کہ وہ اپنی رہائش کا جلد از جلد کسی اور جگہ انتظام کر لیں اور دار البیعت کو خالی کر کے جماعت کے سپرد کر دیں، مگر انہوں نے وعدہ خلافی کی اور ایسا نہ کیا، وقت گزرتا گیا۔ مجبوراً صدر انجمن احمدیہ کو انخلاء کیلئے عدالت کی طرف رجوع کرنا پڑا اور کم و بیش تیس (30) سال سے یہ مقدمہ چل رہا تھا اور عدالت کی طرف سے فیصلہ نہ ہونے کی وجہ سے جماعت دار البیعت سے محروم تھی۔ دسمبر 2005ء کے آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان تشریف لائے حضور انور سے ایک ذاتی ملاقات کے دوران خاکسار (محمد حمید کوثر) نے دار البیعت کے انخلاء کیلئے دعا کی درخواست کی اور عرض کیا حضور! اب تو حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اس میں رہنے والے جماعت کے افراد کو بھی دعا کرنے کیلئے اندر جانے کی اجازت نہیں دیتے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے فرمایا مجھ سے پہلے بھی کچھ دوستوں نے اس سلسلے میں بات کی ہے۔ اسکے بعد حضور انور کچھ دیر خاموش رہے اور بعد ازاں فرمایا

”انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا“

حضور انور کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ دعائیہ کلمات بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوئے اور افضال الٰہیہ کے نزول کا سلسلہ شروع ہوا اور انخلاء کے راستے میں حائل روکاوٹیں ایک کے بعد دوسری دور ہونا شروع ہو گئیں۔ فریق مخالف مقدمہ ہار گیا۔ اس کے باوجود جماعت نے ان کے ساتھ احسان کا سلوک کیا اور ایک خطیر رقم ان کو دی تا کہ وہ کہیں اور اپنی رہائش کا انتظام کر لیں اور یہ کوشش کی کہ وہ ناراض ہو کر دار البیعت سے نہ نکلیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں اور توجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو صلح کی طرف مائل کیا اور وہ اپنی مرضی سے شکریہ ادا کرتے ہوئے دار البیعت سے چلے گئے اور ان کیلئے بھی اللہ تعالیٰ نے رہائش کا بہتر انتظام کر دیا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مؤرخہ 15 جنوری 2006ء میں قادیان سے روانہ ہوئے اور روانگی کے صرف ایک ماہ بعد 15 فروری 2006ء کو دار البیعت کا قبضہ لینے کیلئے بات شروع ہو گئی اور پھر جلد ہی صدر انجمن احمدیہ کو دار البیعت مل گیا۔ یہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کا ہی نتیجہ تھا کہ 59 سال کے بعد دار البیعت جماعت کو مل گیا اور اسے زائرین کیلئے دعائیں کرنے اور نمازوں کی ادائیگی کیلئے کھول دیا گیا اور الحمد للہ اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسند خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے قبولیت دعا کے بعد واقعات کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ میری عمر اس وقت سترہ سال کی ہوگی کہ مجھے اپنے والد حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم و مغفور سے کچھ چاہئے تھا لیکن میں براہ راست ان سے مانگنا نہیں چاہتا تھا لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ وہ میرے والد صاحب کے دل میں یہ خیال پیدا کر دے کہ وہ میرا مطالبہ پورا کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو قبول کیا اور بیس پچیس منٹ کے بعد میرے والد صاحب نے مجھے بلایا اور میری خواہش پوری کر دی۔ الحمد للہ علی ذلک۔

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے تو وہ یقیناً دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا ایک مرتبہ زمانۂ طالب علمی میں میرا حساب کے مضمون کا امتحان تھا اور میں نے اس میں کچھ اچھا نہیں کیا تھا اور امتحان ہال سے باہر آتے ہوئے مجھے خیال ہوا کہ شاید میں فیل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ میں نے خوب دعائیں کیں تا کہ کسی طرح پاس ہو جاؤں۔ ربوہ کی مسجد مبارک کے ایک کونے میں ایک روز میں نے بہت دعا کی وہ دعائیں میرے دل سے نکلی تھیں اور ان دعاؤں سے مجھے یقین ہو چکا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قبول کر لیا ہے اور میں امتحان میں پاس ہو جاؤں گا اور جب نتیجہ نکلا تو میں غیر متوقع طور پر امتحان میں پاس ہو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایجوکیشن بورڈ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ طلباء کو کچھ رعایتی نمبر دیئے جائیں اور یہی وہ زائد نمبرات تھے جن کی بدولت میں پاس ہو گیا۔

سامعین کرام! حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات تو بہت ہیں وقت کی رعایت سے چند واقعات ہی بیان کئے جا سکے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ **عصر حاضر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہی وہ وجود ہیں** جن کی اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ افراد جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”پس یاد رکھیں کہ دعا ایک زبردست ہتھیار ہے اور اس کی عظیم الشان برکات ہیں۔ اس لئے اپنے ہر کام میں کامیابی کیلئے دعاؤں پہ زور دیں اور اپنی دعاؤں کا دائرہ وسیع کریں۔ آپ اپنی دعاؤں میں اپنے اور اپنے عزیز و اقارب کیلئے دعائیں کریں۔ خلافت کے استحکام اور جماعت کی ترقی کیلئے دعائیں کریں۔ امت کیلئے دعائیں کریں اپنے ملک کی سلامتی اور ہر قسم کی خوشحالی کیلئے دعائیں کریں۔ اپنے اہل و عیال کو بھی دعا کی برکات سے آگاہ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو مقبول دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (روزنامہ الفضل ربوہ مؤرخہ 28 دسمبر 2015ء صفحہ 3)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

......☆......☆......☆......

اپنے آپ کو معاشرے کے رسم و رواج کے بوجھ تلے نہ لائیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اپنے آپ کو معاشرے کے رسم و رواج کے بوجھ تلے نہ لائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو آپ کو آزاد کروانے آئے تھے اور آپ کو ان چیزوں سے آزاد کی اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر آپ اس عہد کو مزید پختہ کرنے والے ہیں جیسا کہ چھٹی شرط بیعت میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائے گا یعنی کوشش ہوگی کہ رسموں سے بھی باز رہوں گا اور ہوا و ہوس سے بھی باز رہوں گا تو قناعت اور شکر پر زور دیں۔ یہ شرط ہر احمدی کیلئے ہے چاہے وہ امیر ہو یا غریب اپنے اپنے وسائل کے لحاظ سے اس کو ہمیشہ ہر احمدی کو اپنے مدنظر رکھنا چاہیے۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 25 نومبر 2005ء)

(شعبہ رشتہ ناطہ، نظارت اصلاح و ارشاد قادیان)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2011ء

خلافت خامسہ کا بابرکت دور اور تائیدات الٰہیہ کا نزول

(منیر احمد حافظ آبادی، سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورۃ النور:56)

ترجمہ ’’تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کیلئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کیلئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کو خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اسکے بعد بھی ناشکری کرے تو وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔‘‘

(سورۃ النور: 56 ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

آج سے قریباً 150 سال پہلے مسلمانوں کی حالت اس تیزی سے رو بزوال تھی کہ ایک طرف ہندوستان میں خصوصاً اور ساری دنیا میں عموماً اسلام پر دیگر مذاہب کے حملوں کی وجہ سے مسلمان تیزی سے اسلام کو ترک کر کے دیگر مذاہب اختیار کرنے لگ گئے تھے تو دوسری طرف نام نہاد مسلمانوں کی اخلاقی پستی اور روحانی گراوٹ کی وجہ سے امت کے علماء اسے امت مرحومہ کا لقب دے چکے تھے۔ ایسے وقت میں ایک ایسا دل تھا جو اس صورت حال کو دیکھ کر تڑپ رہا تھا اور اسی بستی قادیان میں بیٹھا اپنے آقا و مطاع کے دین کی تجدید کیلئے کوشاں تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب خدا کے فرشتے اسلام کیلئے ایک محیی یعنی زندہ کرنے والے کو تلاش کر رہے تھے اور خدا تعالیٰ نے اس بے قرار دل کو ایک خواب کے ذریعہ یہ سب نظارہ دکھایا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادۂ الٰہی احیاء دین کیلئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محیی کی تعین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا ھٰذَا رَجُلٌ يُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 598 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

جب خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس عہدۂ جلیلہ پر مامور کیا گیا تو آپ نے اپنے دن رات اعلائے کلمہ اسلام کیلئے وقف کر دیئے اور کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود آپ کو اس کام کیلئے چنا تھا اس لئے وہ خود ہی ہر قدم پر آپ کی تائیدات فرماتا رہا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا ہر روز تائیدات الٰہیہ کے نشانوں سے عبارت نظر آتا تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

پھر فرمایا:

اس قدر مجھ پر ہوئے تیرے عنایات و کرم
جن کا مشکل ہے کہ تا روز قیامت ہو شمار

آپ کی خدمت دین اور تائیدات الٰہیہ کا یہ سلسلہ آپ کی زندگی تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ اپنی وفات کے بعد بھی آپ نے اپنے جانشین خلفاء کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی ان تائیدات کے نزول کی خوشخبری دی اور فرمایا:

’’میں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اسکے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔‘‘

(الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 305)

نیز فرمایا: ’’مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن، جلد 20 صفحہ 67)

پھر ایک اور جگہ آپ اسی مضمون کو اس انداز سے بیان فرماتے ہیں:

’’رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو...... چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔‘‘

(شہادت القرآن، روحانی خزائن، جلد 6 صفحہ 353)

غرض خلافت احمدیہ نبوت کے انعامات کو دائمی بنانے کا ایک ذریعہ ہے اور خدا تعالیٰ کی تائیدات کو اسی طرح کھینچتی ہے جیسے خدا تعالیٰ کے فرستادہ کھینچتے ہیں۔ رسالہ ’’الفرقان‘‘ نے اپنے خلافت نمبر کیلئے جب ام المؤمنین حضرت اماں جانؓ سے پیغام بھجوانے کی سفارش کی تو آپ نے یہ پیغام دیا:

مَیں اپنی پیاری جماعت سے صرف اِس قدر کہنا چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر جمع کر رکھا ہے اور اسے مسیح موعودؑ کے پیغام کی تکمیل اور مضبوطی کا واسطہ بنایا ہے۔ پس اسکی قدر کرو کیونکہ یہی وہ چیز ہے جس کے ذریعہ آپ لوگ نبوت کے انعاموں کو اپنے لئے لمبا بلکہ دائمی بنا سکتے ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ اپنے موجودہ خلیفہ اور میرے پیارے بچے محمود اور اسکے بھائیوں اور بہنوں اور اُن کی اولاد کیلئے بھی خاص طور پر دُعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کی زندگیوں کو لمبا کرے اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدمتِ دین کی توفیق دے کہ اِسی میں میری ساری خوشی ہے۔

فقط والسلام
اُمّ محمود قادیان
14/3/1943

سامعین! خلافت کا یہ فیضان ہمیں گزشتہ سو سال سے زائد کی تاریخ میں پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔ کوئی ایک دن بھی ایسا نہیں آتا جب عالمگیر جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی کسی نہ کسی تائید کا نظارہ نہیں دیکھتی۔ خلافت کا انکار کرنے والے، خلافت کی مخالفت کرنے والے اور خلافت سے لوگوں کو دور کرنے کی کوششیں کرنے والے اپنی جوتیاں گھستے رہ جاتے ہیں، اپنی حسرتیں سینوں میں دبائے یا ان کا اظہار کر کے اپنے سینوں کو جلاتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کا قائم کردہ یہ پودا اپنی شاخیں پھیلاتا ہی چلا جاتا ہے اور شرق و غرب اور شمال و جنوب سے آنے والے ہزاروں پرندے تیزی سے اسے اپنا مسکن بنا رہے ہیں اور اپنا جینا اور مرنا اسی سے وابستہ کرتے جا رہے ہیں۔ خلافت احمدیہ کے گزشتہ سو سال، جن میں یہ پودا ایک تناور درخت بنا، اگر ان کی روئیداد جامع اور مختصر بیان کرنی ہو تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس اقتباس سے بہتر اور کوئی ذریعہ سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ فرماتے ہیں:

’’آپؑ نے ہمیں خوشخبریاں بھی دے دی تھیں کہ آپؑ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے انشاء اللہ خلافت دائمی رہے گی اور دشمن دو خوشیاں کبھی نہیں دیکھ سکے گا کہ ایک تو وفات کی خبر اس کو پہنچے اور اس پر خوش ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر ایسے بھی تھے جنہوں نے خوشیاں منائیں اور پھر یہ کہ وہ جماعت کے ٹوٹنے کی خوشی وہ دیکھ سکیں گے، یہ کبھی نہیں ہوگا۔ دشمن نے بڑا شور مچایا، بڑا خوش تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ تھا کہ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کا ہمیں نظارہ بھی دکھایا...... پھر دنیا نے دیکھا کہ آپؓ کے ان پرزور خطابات سے اور جو آپ نے اس وقت براہ راست انجمن پر بھی ایکشن لئے، جتنے وہ لوگ باتیں کرنے والے تھے وہ سب بھیگی بلّی بن گئے، جھاگ کی طرح بیٹھ گئے اور وقتی طور پر ان میں کبھی کبھی اُبال آتا رہتا تھا اور مختلف صورتوں میں کہیں نہ کہیں جا کر فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے لیکن انجام کار سوائے ناکامی کے اور کچھ نہیں ملا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد پھر انہیں لوگوں نے سر اٹھایا اور ایک فتنہ برپا کرنے کی کوشش کی، جماعت میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی اور بہت سارے پڑھے لکھے لوگوں کو اپنی طرف مائل بھی کر لیا، ...... جماعت نے خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو خلیفہ منتخب کیا اور آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس وقت بھی مخالفین کا یہ خیال تھا کہ جماعت کے کیونکہ پڑھے لکھے لوگ ہمارے ساتھ ہیں اور خزانہ ہمارے پاس ہے اس لئے چند دنوں بعد ہی یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی رحمت کا ہاتھ رکھا اور خوف کی حالت کو پھر امن میں بدل دیا اور دشمنوں کی ساری امیدوں پہ پانی پھیر دیا اور ان کی ساری کوششیں ناکام ہو گئیں۔ پھر خلافت ثانیہ میں 1934ء میں ایک فتنہ اٹھا اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دبا دیا اور جماعت کو مخالفین کوئی گزند نہیں پہنچا سکے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ہم پتہ نہیں کیا کر دیں گے۔ پھر 1953ء میں فسادات اٹھے۔ جب پاکستان بن گیا اس وقت دشمن کا خیال تھا کہ اب ہماری حکومت ہے یہاں انگریزوں کی حکومت نہیں رہی اب یہاں انصاف تو ہم نے ہی دینا ہے اور ان لوگوں کو انصاف کا پتہ ہی کچھ نہیں تھا اس لئے اب تو جماعت ختم ہوئی کہ ہوئی۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو ان سخت حالات اور خوف کی حالت سے ایسا نکالا کہ دنیا نے دیکھا کہ جو دشمن تھے وہ تو تباہ و برباد ہو گئے، وہ تو ذلیل و خوار ہو گئے لیکن جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نئی شان کے ساتھ پھر آگے قدم بڑھاتی ہوئی چلتی چلی گئی۔

غرض کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور 52 سال رہا اور ہر روز ایک نئی ترقی لے کر آتا تھا......

پھر خلافت ثالثہ میں ہی آپ دیکھ لیں، 74ء کا فساد ہوا اس وقت ان کا خیال تھا کہ اب تو احمدیت ختم

ہوئی کہ ہوئی، ایک قانون پاس کر دیا کہ ہم ان کو غیر مسلم قرار دے دیں گے تو پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔ کئی شہید کئے گئے، جانی نقصان کے ساتھ ساتھ مالی نقصان بھی پہنچایا گیا۔ کاروبار لوٹے گئے، گھروں کو آگیں لگا دی گئیں، دکانوں کو آگیں لگا دی گئیں، کارخانوں کو آگیں لگا دی گئیں۔ لیکن ہوا کیا؟ کیا احمدیت ختم ہوگئی۔ پہلے سے بڑھ کر اس کا قدم اور تیز ہوگیا، باپ کو بیٹے کے سامنے قتل کیا گیا، بیٹے کو باپ کے سامنے قتل کیا تو کیا خاندان کے باقی افراد نے احمدیت چھوڑ دی؟۔ ان میں اور زیادہ ثبات قدم پیدا ہوا، ان میں اور زیادہ اخلاص پیدا ہوا۔ ان میں اور زیادہ جماعت کے ساتھ تعلق پیدا ہوا۔ دشمن کی کوئی بھی تدبیر کبھی بھی کارگر نہیں ہوئی اور کبھی کسی کے ایمان میں لغزش نہیں آئی۔

پھر خلافت رابعہ کا دور آیا۔ پھر دشمن نے کوشش کی کسی طرح فتنہ وفساد پیدا کیا جائے لیکن جماعت ایک ہاتھ پر اکٹھی ہوگئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا۔ انتخاب خلافت کے ان حالات کے بعد جو بڑی سختی کے چند دن یا ایک آدھ دن تھے دشمن نے جب وہ سکیم ناکام ہوتی دیکھی تو پھر دو سال بعد ہی خلافت رابعہ میں، 84ء میں، پھر ایک اور خوفناک سکیم بنائی کہ خلیفۃ المسیح کو بالکل عضوِ معطل کی طرح کرکے رکھ دو۔ وہ کوئی کام نہ کرسکے۔ اور جب وہ کوئی کام نہیں کر سکے گا تو جماعت میں بے چینی پیدا ہوگی اور جب جماعت میں بے چینی پیدا ہو گی تو ظاہر ہے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتی چلی جائے گی، اس کا شیرازہ بکھرتا چلا جائے گا......

پھر آپ کی وفات کے بعد دشمنوں کا خیال تھا کہ اب تو یہ جماعت گئی کہ گئی اب بظاہر کوئی نظر نہیں آتا کہ اس جماعت کو سنبھال سکے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے سب نے دیکھے۔ بچوں نے بھی اور نوجوانوں نے بھی، مردوں نے بھی اور عورتوں نے بھی اپنے ایمانوں کو مضبوط کیا......

(21 مئی 2003ء بمطابق 21 ہجرت 1383 ہجری شمسی، بمقام بادکروزناخ، جرمنی)

جس طرح پہلی چار خلافتوں میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت کے سر پر رہا اسی طرح خلافت خامسہ میں بھی جماعت احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے پیار کا سلوک جاری ہے بلکہ جس طرح جماعت کی مخالفت میں اضافہ ہو رہا ہے اسی طرح یہ سلوک اور واضح ہوتا نظر آرہا ہے جیسے جب ایک ماں کے بچے کو جتنا زیادہ خوفزدہ کیا جائے وہ ماں اتنا ہی زیادہ اس بچے کو اپنے سینے سے چمٹا لیتی ہے بالکل اسی طرح خدا تعالیٰ کا سلوک بھی جماعت کے ساتھ نظر آرہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے انتخاب کے وقت کا وہ روح پرور نظارہ جب پہلی دفعہ عالمی سطح پر دکھایا گیا جب ایک ہاتھ پر اٹھنے اور بیٹھنے والی جماعت کے سربراہ کے ایک اشارہ پر 30,000 مرید سڑکوں پر ہی بیٹھ گئے۔ جب اپنے امام کی جدائی سے بیقرار دنیا بھر کی روحوں نے خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر روح کا قرار پالیا، جب تھکن سے چور آزردہ روحیں اور ٹوٹے ہوئے دلوں کو خلیفۃ المسیح نے اپنی باہوں میں سمیٹ لیا اور ان کے درد کا درماں بن گئے۔ یہ نظارہ جہاں فدائیان خلافت کیلئے ایک نعمت عظمیٰ تھا وہیں مخالفین احمدیت اور مخالفین خلافت خدا تعالیٰ کی ان تائیدات کو دیکھ کر جل بھن گئے اور جماعت کی مخالفت میں اور تیز ہوگئے اور خدا تعالیٰ کے جلائے ہوئے اس چراغ کو بجھانے کیلئے اور زیادہ سرگرم ہوگئے۔ وہ مخالفت جو کسی ایک ملک میں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے شدت اختیار کرتی تھی ایک دم تمام دنیا میں پھیل گئی اور مستقل صورت اختیار کرگئی۔ بھارت ہو یا بنگلہ دیش، پاکستان ہو یا انڈونیشیا مخالفت کی اس قدر تیز آندھیاں چلیں کہ مخالفین نے اپنا پورا زور جماعت احمدیہ کو مٹانے میں لگا دیا۔ کہیں 8 احمدیوں کو مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا تو کہیں ایک ہی دن میں سفاک دہشت گردوں نے 92 احمدیوں کو شہید کر دیا، کسی جگہ جماعت کی مساجد کو جلایا اور جماعت کو ban کرنے کی کوشش کی تو کسی جگہ درندہ صفت ظالموں نے مساجد سے لوگوں کو نکال کر ڈنڈے اور پتھر مار مار کر نہ صرف شہید کیا بلکہ لاشوں کو مسخ بھی کیا اور اس طرح اپنی درندگی کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ ایشیاء تو ایشیاء یورپ اور افریقہ میں بھی جماعت کی مخالفت عروج پر پہنچ گئی۔ جماعت کی مساجد کے خلاف جلوس نکالے جانے لگے حتیٰ کہ جرمنی میں تو جماعت کی مسجد پر حملہ کرنے کی بھی کوشش کی گئی لیکن دشمن کی تمام کارروائیاں اپنے مقصد کے حصول میں ناکام رہیں۔ بدقسمت ظالم نہ جانتے تھے کہ یہ جماعت کس خمیر سے بنی ہے اور ان کیلئے دعائیں کرنے والی وہی ہستی ہے جس کو خدا نے خود مامور کیا ہے۔ بلا شبہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی پُرسوز دعائیں ہی تھیں کہ آپ کے ایک فون نے شہداء کے ورثا کو ایسی تسلی دی کہ جو ساری دنیا کی عزا پرسی بھی ان کو نہ دے سکتی۔ ساری دنیا ان کی اس حوصلہ مندی اور برداشت پر حیران تھی لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ ان کی یہ حالت کیوں ہے؟ ہاں اسی لئے کہ ان کیلئے ایک شخص ان کا درد رکھنے والا اور اپنی راتوں میں ان کیلئے بےقرار ہو کر دعائیں کرنے والا ہے اور وہ وہ شخص ہے جس کی دعائیں آج رحمت الٰہی کو جذب کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔

حضور انور کی دعاؤں اور والہانہ قیادت نے ان مخالفتوں کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کو ترقی کی نئی شاہراہوں پر ڈال دیا۔ خدا تعالیٰ نے جماعت کی راہ میں پڑی تمام رکاوٹوں کے باوجود جماعت کو اس قدر ترقیات عطا کیں کہ انٹرنیشنل میڈیا نے بھی ان کو کوریج دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' اس ذریعہ سے بھی پورا ہوگیا۔ جماعت احمدیہ کو اس دوران مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ''بیت الفتوح، سرے'' بنانے کی توفیق ملی۔ اسکے علاوہ Scandanavia کی سب سے بڑی مسجد ''بیت النصر، اوسلو، ناروے''، کینیڈا کی سب سے بڑی مسجد ''بیت النور، کیلگری، کینیڈا'' اور مشرقی برلن جہاں مسجد بنانا ایک خواب سمجھا جاتا تھا وہاں ''مسجد خدیجہ'' بنانے کی توفیق ملی۔ جماعت احمدیہ کے چینل MTA کی نشریات جو دوسرے ممالک کیلئے تھیں اب وہ MTA3 کے ذریعہ عرب بھائیوں میں بھی انقلاب پیدا کرنے لگیں۔ عالمی بیعتوں کے ذریعہ دنیا بھر کے لوگ خلیفۃ المسیح سے عہد وفا باندھنے لگے۔ صرف گزشتہ ایک سال میں اللہ تعالیٰ نے جو افضال جماعت احمدیہ پر کئے ہیں انہیں سے چند کا تذکرہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔

گزشتہ ایک سال میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو 8 لاکھ 80 ہزار 822 افراد جماعت احمدیہ کو عطا فرمائے۔ گزشتہ سال دو نئے ممالک کے اضافے کے ساتھ جماعت احمدیہ اب تک دنیا کے 200 ممالک میں پھیل چکی ہے۔ گزشتہ ایک سال میں جماعت کے 121 تبلیغی مراکز کا اضافہ ہوا اس طرح اب تک 102 ممالک میں جماعت احمدیہ کے 2325 مشن ہاؤسز قائم ہو چکے ہیں۔ پھر گزشتہ صرف ایک سال میں 1118 نئے مقامات پر پہلی دفعہ احمدیت کا پودا لگا۔

غرض خدا تعالیٰ کی تائیدات ہر میدان میں اپنا زور دکھا رہی ہیں اور ان تمام حالات کو دیکھ کر ایک عام فہم کا آدمی بھی اقرار کرے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ آج بھی اس خلافت سے وابستہ جماعت کے حق میں پورے ہو رہے ہیں جو آپ نے فرمایا تھا:

''اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کیلئے دُعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کاذبوں کے اور مُنہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اسی کیلئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس میں سُستی کروں اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر کچلنا چاہیں۔ انسان کیا ہے محض ایک کیڑا۔ اور بشر کیا ہے محض ایک مضغہ۔ پس کیونکر میں حی وقیوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کیلئے ٹال دوں۔ جس طرح خدا نے پہلے ماموریں اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے ماموریں کے آنے کیلئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کیلئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔''

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17 صفحہ 50)

مخالفین احمدیت کی دشمنیوں اور ظالمانہ حرکات کے باوجود حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو امن، صلح پسندی اور ملکی قانون کی پاسداری کی تعلیم دی۔ حضور انور کے اس حکم نے جماعت کی نیک نامی میں اضافہ کیا اور دنیا کے ہر خطہ میں موجود اہل شعور طبقہ جماعت احمدیہ کے اس فعل سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ مثلاً بنگلہ دیش میں ہونے والے فسادات کے بعد جماعت احمدیہ کے امن پسندانہ رویہ نے جس انداز میں وہاں اہل شعور لوگوں کو حیران کیا اسکا تذکرہ ایک اخبار اس طرح کرتا ہے:

(انگریزی سے ترجمہ) حکومت نے جو ban جماعت احمدیہ پر لگایا ہے اس کے خلاف دباؤ ڈالنے کے لئے سڑکوں پر مہم چلانے کے امکان کو کلیتاً رد کرتے ہوئے ہمارے احمدی دوست نے ہمیں بتایا کہ ''آزادی کے بعد سے ہمیں کئی دفعہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا لیکن ہم نے کبھی پر تشدد احتجاج کا راستہ اختیار نہیں کیا۔'' انہوں نے مزید بتایا کہ ''ہمارے خلیفہ مرزا مسرور احمد صاحب نے جماعت کو تاکیدی نصیحت کی ہے کہ وہ ہرگز ملک کا قانون نہ توڑیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔''

(The Daily Star 11 january 2004)

امریکی اخبار The Baltimore Sun نے اپنے ایک مضمون میں عرب میں ہونے والے فسادات اور اس کے عالمی اثرات پر جہاں چند مفاد پرست متشدد مذہبی راہنماؤں کے تاثرات شائع کر کے ان کی مذمت کی وہاں جماعت احمدیہ کی تعریف کرتے ہوئے ایک احمدی کے یہ الفاظ درج کئے:

(انگریزی سے ترجمہ) ''میں ایک احمدی مسلمان ہوں اور میں اپنے لیڈر مرزا مسرور احمد صاحب کی ہدایات پر عمل کرتا ہوں۔ 11 اکتوبر 2010 کو انہوں نے عالمگیر جماعت احمدیہ کو یہ ہدایت دی ہے کہ کسی بھی ملک کا شہری ہونے کے ناطے، احمدی مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ملک سے کامل محبت اور وفا کا اظہار کرے۔ جب کبھی بھی ہمارا ملک ہم سے کسی بھی قسم کی قربانی مانگے تو قوم کی خاطر قربانی دینے کیلئے ایک احمدی کو ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔''

The Baltimore Sun, (USA) 10 nov 2010

مخالفین احمدیت نے جتنا زور جماعت کو کمزور اور بدنام کرنے کی مذموم سازشوں میں صرف کیا جماعت کی نیک نامی اس سے سوگنا تیزی سے پھیلنے لگی یہاں تک کہ بادشاہ خلیفۃ المسیح کے قدموں سے برکت ڈھونڈنے میں فخر محسوس کرنے لگے۔ برطانیہ کی پارلیمنٹ میں خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا معرکہ آراء خطاب ہو یا ناروے یا کینیڈا کے وزراء اعظم کی ملاقاتیں یا گھانا کے صدر مملکت کی حضور کی خدمت میں تشریف آوری۔ جو بھی آپ سے ملا آپ کی بلند نظری، اولوالعزمی، فکر رسا اور اعلیٰ اخلاق کا معترف نظر آیا۔

کینیڈا کے شہر کیلگری میں جماعت احمدیہ کی مسجد بیت النور کے افتتاح کے موقع پر کینیڈا کے وزیر اعظم نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو جن الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا اس کا بیان مشہور جریدے ٹیلی گرام کے ہفتہ وار ایڈیشن The Weekend Telegram نے ان الفاظ میں کیا:

’’جماعت احمدیہ عالمگیر کے روحانی سربراہ مرزا مسرور احمد صاحب بھی اس موقعہ پر اپنے دنیا بھر سے اکٹھے ہوئے مریدین کے ساتھ تھے۔ وزیر اعظم کینیڈا نے احمدیہ جماعت کے سربراہ کی تعریف ان الفاظ میں کی کہ وہ مذہبی آزادی اور امن کے بہادر Champion ہیں اور ساتھ ہی آپ کے اس بیان کو بہت سراہا کہ آپ نے ہر اس شخص کی مذمت کی ہے جو مذہب کو بگاڑ کر اسے تشدد کی وجہ بناتا ہے۔‘‘

(The weekend telegram 6 july 2008)

سری لنکا کے وزیر اعظم نے حضرت خلیفۃ المسیح کو جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر جس انداز میں تہنیتی پیغام بھجوایا اس کا ذکر کرتے ہوئے سری لنکا کا ایک اخبار لکھتا ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ) ’’وزیر اعظم نے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کرنے والے احباب کو اپنی طرف سے نیک تمناؤں کا تحفہ بھجوایا ہے۔ عالمگیر جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت اقدس مرزا مسرور احمد صاحب کو اپنے ایک پیغام میں انہوں نے کہا کہ ’’میری خوش قسمتی ہے کہ میں آپ کو اپنی نیک تمناؤں کا پیغام دے رہا ہوں اور جلسہ کے شرکاء کو بھی یہ تہنیتی پیغام پہنچا رہا ہوں۔ یہ جلسہ جماعت احمدیہ کو ایک اور موقعہ فراہم کر رہا ہے کہ وہ اپنی خدمت خلق کی پالیسی کا اعادہ کریں اور دنیا بھر میں امن کے قیام کیلئے اپنے ممبران کو دنیا بھر میں پھیلا دے۔

میں آپ کی ان خدمات کی تعریف کرنا چاہتا ہوں جو آپ دنیا کے مختلف حصوں میں بلا تفریق رنگ و نسل اور مذہب سرانجام دے رہے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ اللہ کرے کہ آپ کا یہ عالمی بھائی چارے کا پیغام دنیا کے ہر گوشے میں ہر گروہ تک پہنچے۔‘‘

(The Daily News Srilanka 31 july 2004)

اپنے دور خلافت میں جہاں آپ ایک طرف دنیا کو امن کا درس دیتے رہے اور انہیں اسلام کے حقیقی مفہوم سے آگاہ کرتے رہے وہیں آپ نے جماعت کی تربیت کیلئے مختلف تحریکیں بھی کیں۔ یہ تحریکات بھی کیونکہ خدا تعالیٰ کی خالص راہنمائی کے نتیجہ میں تھیں اس لئے ان ساری تحریکوں کے سر کامیابیوں کے سہرے بندھتے رہے۔ اپنے تو اپنے غیر بھی ان سے بے حد متاثر ہوئے جن کا اظہار دنیا بھر کی اخبارات نے بھی کیا۔ لیکن اس امر کو موجب طوالت سمجھتے ہوئے میں صرف حضور انور کی چند بابرکت تحریک آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جن کے نتائج آج ہم اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں:

دعاؤں کی تحریکات

آپ نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی سب سے پہلی جو تحریک فرمائی وہ دعا کی تحریک تھی۔

آپ نے فرمایا: ’’احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پر زور دیں، دعاؤں پر زور دیں، دعاؤں پر زور دیں۔ بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔‘‘ (الفضل 24/اپریل 2003ء)

آپ نے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: ’’میں دعا کی تحریک کرتا ہوں۔ میرے لئے بھی بہت دعا کریں۔ بہت دعا کریں۔ بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھ میں وہ صلاحیتیں اور استعدادیں پیدا فرمائے جن سے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیاری جماعت کی خدمت کر سکوں اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے بنیں۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 25 اپریل 2003ء)

پھر فرمایا: ’’آخر میں میں ایک دعا کی بھی تحریک کرنا چاہتا ہوں بنگلہ دیش کے حالات کافی Tense ہیں بڑے عرصہ سے بڑے خراب ہیں اور آج بھی مخالفین نے بڑی دھمکیاں دی ہوئی ہیں مسجدوں پر حملے کرنے کی۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح سے محفوظ رکھے۔ جماعت کو ہر شر سے بچائے اور درس کے دوران بھی میں نے دعا کی ایک تحریک کی تھی اب دوبارہ کرتا ہوں یہ دعا خاص طور پر اور دعاؤں کے ساتھ یہ بھی ضرور کیا کریں اور جیسا کہ میں نے کہا تھا ہر نئی خلافت کے بعد اسکی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور وہ دعا یہ ہے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو خواب کے ذریعہ سے اللہ نے سکھائی۔ حضرت مسیح موعودؑ خواب میں آئے تھے اور کہا تھا کہ یہ دعا جماعت پڑھے۔

’’رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ‘‘ (آل عمران:9)

یعنی اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر یقینا تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

یہ دعا بہت کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ (بدر، 2/مارچ 2004ء)

مساجد کی تعمیر کی تحریکات

جرمنی کے تمام شہروں میں خلافت خامسہ کے دور میں مساجد بنانے کی تحریک کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: ’’میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ یہ عہد کریں کہ سو مساجد کیا وہ تو ہم چند سالوں میں بنالیں گے اگر خدا توفیق دے تو خلافت خامسہ کے اس دور میں تو ہم جرمنی کے ہر شہر میں مسجد بنائیں گے تو یہ عہد آپ کریں تو اللہ تعالیٰ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی مدد بھی کرے گا اور اللہ تو کہتا ہے کوشش کرو اور مجھ سے مانگو اور میں دوں گا۔‘‘

امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ اپنے حوصلے بھی بڑھائیں گے اپنے ٹیلنٹ بھی بڑھائیں گے اور اپنی کوشش بھی بڑھائیں گے اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے۔ آمین۔ (خطاب بر موقع افتتاح مسجد الہدی 7 ستمبر 2004ء)

اسپین میں ویلنسیا کے مقام پر ایک اور مسجد بنانے کی عظیم الشان تحریک کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں: ’’میرے دل میں بڑی شدت سے یہ خیال پیدا ہوا کہ پانچ سو سال بعد اس ملک میں مذہبی آزادی ملتے ہی جماعت احمدیہ نے مسجد بنائی اور اب اسکو بنے بھی تقریباً 25 سال ہونے لگے ہیں اب وقت ہے کہ اسپین میں مسیح محمدی کے ماننے والوں کی مساجد کے روشن مینار اور جگہوں پہ نظر آئیں جماعت احمدیہ اب مختلف شہروں میں قائم ہے...... اور جماعت کے جو مرکزی ادارے میں یا دوسرے صاحب حیثیت افراد ہیں اگر خوشی سے کوئی اس مسجد کیلئے دینا چاہے گا تو دے دیں اس میں کوئی روک نہیں ہے لیکن تمام دنیا کی جماعت کو یا احمدیوں کو میں عمومی تحریک نہیں کر رہا کہ اس کیلئے ضرور دیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 14/جنوری 2005ء)

23/ستمبر 2005ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ اوسلو ناروے سے یہ تحریک فرمائی کہ ایک عرصہ سے یہ ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ اوسلو ناروے میں مساجد جماعت کی ضرورت کیلئے بہت کم ہیں اور حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ خدا کرے آپ کو بہت جلد اس جگہ پر جماعت کی ضرورت کے پیش نظر وسیع اور خوبصورت جامع مسجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا کرے اور یہ آپ کیلئے ایک حسین یادگار ہے تا کہ آپ کی آنے والی نسلیں آپ کو ہمیشہ یاد کرتی رہیں۔

(خطبہ جمعہ 23/ستمبر 2005ء)

پرتگال میں مسجد بنانے کی تحریک کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: ’’اسپین کے دورے کے دوران ایک یہ بھی فائدہ ہوا کہ پرتگال سے جو ساتھ ہی وہاں ملک ہے جماعت کے احباب چلے آئے ہوتے تھے ان کی عاملہ بھی تھی ان سے میٹنگ ہوگئی۔ ابھی تک وہاں بھی مسجد نہیں ہے اور مسجد نہ ہونے کی وجہ سے نو مبائعین کو سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے کیونکہ اکثر افریقن اور عرب ملکوں کے مسلمانوں میں سے احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ وہ مسجد نہ ہونے کی وجہ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ تو وہاں بھی میں نے ان کو کہا ہے کہ جلد از جلد مسجد بنائیں اور وہاں اللہ تعالیٰ نے ایسی صورت پیدا کر دی ہے مجھے امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی ہوگی کہ وہیں سے مسجد کے اخراجات کے سامان بھی مہیا ہو جائیں گے۔ ایک پرانا گھر ہے جس کو بیچ کر نئی جگہ خریدی جاسکتی ہے اور تعمیر بھی ہو سکتی ہے اور اگر تھوڑا بہت کچھ ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ مرکز سے پوری ہو جائے گی۔‘‘

مالی تحریکات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے طاہر فاؤنڈیشن کا قیام کیا اور فرمایا: ’’اب آخر میں اعلان کرنا چاہتا ہوں مختلف لوگوں نے توجہ دلائی خود بھی خیال آیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ تحریکات ہیں اور غلبہء اسلام کیلئے آپ کے مختلف منصوبے تھے۔ آپ کے خطابات ہیں، تقاریر ہیں، مجالس عرفان ہیں، ان کی تدوین اور اشاعت کا کام ہے تو سوچ کے بعد فیصلہ کیا کہ ایک ادارہ طاہر فاؤنڈیشن کے نام سے قائم کیا جائے اور اس کیلئے انشاء اللہ ایک مجلس ہوگی، بورڈ آف ڈائریکٹر ہوگا۔ 20 ممبران پر مشتمل ہوگا اور اس کی ایک سب کمیٹی لندن میں ہوگی۔ کیونکہ دنیا میں مختلف جگہوں میں پھیلے ہوئے مختلف زبانوں کے کام ہیں اور جہاں تک فنڈز کا تعلق ہے مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تینوں مرکزی انجمنیں مل کر یہ فنڈز مہیا کریں گی لیکن کچھ لوگوں کی بھی خواہش ہوگی تو اس میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ جو کوئی اپنی خوشی سے اپنی مرضی سے اس تحریک میں حصہ لینا چاہیں ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ان کو اجازت ہوگی۔ دے سکتے ہیں اس میں چندہ۔ تو دعا کریں جو کمیٹی بنے گی اس کو اللہ تعالیٰ کام کرنے کی توفیق بھی دے اور ہر لحاظ سے وہ کام جو

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریرات کے ہیں جو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے ان کو مکمل کرنے کی توفیق ملے۔‘‘ (بدر 7 تا 14 اکتوبر 2003ء)

حضور انور نے احباب جماعت کو نظام وصیت میں شمولیت کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: اس نظام کو قائم کئے 2005ء میں انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ 1905ء میں آپ علیہ السلام نے اسے جاری فرمایا تھا لیکن جیسا کہ متعدد جگہ حضرت مسیح موعودؑ اس نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کو خوشخبریاں دے چکے ہیں ...... لیکن جس رفتار سے جماعت کے افراد کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا نہیں ہو رہے ...... آج ننانوے سال کے پورے ہونے کے بعد بھی تقریباً 1905ء سے لے کر آج تک صرف اڑتیس ہزار کے قریب احمدیوں نے وصیت کی ہے۔ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کو قائم ہوئے سو سال ہو جائیں گے میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کیلئے اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کیلئے شامل ہوں آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم 15000 نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں......

لیکن میری خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہندہ ہیں ان میں سے کم از کم 50% تو ایسے ہوں جو حضرت مسیح موعودؑ کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔‘‘

(اختتامی خطاب فرمودہ یکم اگست 2004ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ انگلستان)

اس تحریک کا جو اثر ہوا اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب کہ ساری دنیا میں بحران چلا آ رہا ہے۔ جماعت احمدیہ مالی قربانی میں پہلے سے بڑھ رہی ہے اور ہر سال کی طرح اس دفعہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی طور پر بہت بڑی قربانی جماعت نے پیش کی ہے۔ اور مختلف واقعات ہیں اسکے بھی۔ نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ آخری مسل کا نمبر تھا اور ایک لاکھ کی جو میں نے خواہش ظاہر کی تھی اسکے مطابق اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور اب ایک لاکھ پانچ ہزار تین سو ستتر 105377 ہو چکی ہے۔

(جلسہ سالانہ برطانیہ 2009 دوسرے دن کا خطاب)

پھر حضور نے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کیلئے مالی قربانی کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: ’’میں آج تحریک کرتا ہوں خاص طور پر جماعت کے ڈاکٹرز کو اور دوسرے احباب بھی عموماً اگر شامل ہونا چاہیں تو حسب توفیق شامل ہو سکتے ہیں جن کو توفیق ہو گنجائش ہو یہ طاہر انسٹیٹیوٹ کیلئے مالی قربانی کی تحریک ہے......اس لئے میں احمدی ڈاکٹروں سے خصوصاً کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر بڑا فضل فرمایا ہے اور خاص طور پر امریکہ اور یورپ کے جو ڈاکٹر صاحبان ہیں اسی طرح پاکستان میں بھی بعض ایسے ڈاکٹرز ہیں جو مالی لحاظ سے بہت اچھی حالت میں ہیں۔ اگر آپ لوگ خدا کی رضا حاصل کرنے اور غریب انسانیت کی خدمت کیلئے اس ہارٹ انسٹیٹیوٹ کو مکمل کرنے میں حصہ لیں تو یقیناً آپ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن کو خدا بے انتہا نوازتا ہے......اس ادارے کو مکمل کرنے کی میری بھی شدید خواہش ہے کیونکہ میرے وقت میں شروع ہوا اور انشاء اللہ تعالیٰ اللہ سے امید ہے کہ وہ خواہش پوری کرے گا جیسا ہمیشہ کرتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 3 جون 2005ء)

حضور انور نے یتامیٰ اور مساکین سے حسن سلوک کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: ’’جماعت میں یتیموں کی خبر گیری کا بڑا اچھا انتظام موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سلسلے میں جماعت دل کھول کر امداد کرتی ہے‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف ممالک کے امراء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ’’اپنے ملک میں ایسے احمدی یتامیٰ کی تعداد کا جائزہ لیں جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں باقاعدہ سکیم بنا کر اس کام کو شروع کریں اور اپنے اپنے ملکوں کے یتامیٰ کو سنبھالیں مسکینوں میں ایسے تمام لوگ آ جاتے ہیں جن پر کسی قسم کی تنگی ہے پھر تمہارے بہت زیادہ حسن سلوک کے مستحق ہمسائے بھی ہیں۔‘‘

(الفضل 13 فروری تا 19 فروری 2004ء)

بنی نوع انسان کی خدمت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: ’’جماعتی سطح پر ہمیں دنیا بھر میں خدمت خلق کی توفیق مل رہی ہے میں دنیا کے تمام احمدی ڈاکٹرز، وکیلوں، ٹیچروں اور دوسرے پیشہ ور احباب سے تحریک کرتا ہوں کہ ضرورت مندوں کی خدمت کریں اس کے نتیجے میں اللہ آپ کے اموال اور اخلاص میں برکت ڈالے گا۔‘‘

(الفضل 3 تا 9 اکتوبر 2003ء)

ریلیف فنڈ ایران کے تعلق سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا: ’’گذشتہ دنوں ایران میں ایک خوفناک زلزلہ آیا بڑی تباہی پھیلی ہے ...... ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ ان کیلئے دعائیں بھی کی جائیں اور مالی مدد بھی۔ مختلف ملکوں میں میرا خیال ہے ایسے طریقہ کار رائج ہوں جو ان تک پہنچ سکیں بہر حال ہر ملک میں جو امراء ہیں وہ اپنے اپنے حالات کے مطابق جائزہ لے کر کوئی لائحہ عمل تجویز کریں اور ان...... آفت زدہ لوگوں کی خدمت کی کوشش کریں۔‘‘

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ قادیان 2003ء بحوالہ بدر 27 جنوری 2004ء)

متفرق تحریکات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کی تحریک کی اور فرمایا: ’’تعلیم حاصل کرنا ہمارے بچوں کا حق ہے اس کیلئے جتنی کوشش کی جائے کم ہے اس کیلئے میں والدین سے ماؤں سے باپوں سے کہتا ہوں خواہ وہ پڑھے ہوئے ہوں یا ان پڑھ ہوں بچوں کو تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ آئندہ اسکے بغیر گذارہ نہیں۔ بچے صرف اس لئے نہیں ہونے چاہئیں کہ وہ بڑے ہو کر ہاتھ بٹائیں گے Farming میں ہماری مدد کریں بلکہ بچوں کا جو حق ہے وہ ادا کریں کہ ان کی تربیت کریں اور تعلیم دلوائیں۔‘‘

(بحوالہ الفضل 23 اپریل 2004ء)

آپ نے افریقہ میں مساجد مشن ہاؤسز سکولوں اور ہسپتالوں کی تعمیرات کے سلسلہ میں خدمت کیلئے احمدی آرکیٹیکٹس اور انجینئرز کو آگے آنے کی تحریک کی اور فرمایا: ’’ہر احمدی کو ہر وقت اپنے ذہن میں رکھنا چاہئے کہ وہ اپنی تمام تر قابلیت اور صلاحیت کو جماعت کی بہتری کیلئے کام میں لائے اگر ہم میں سے ہر ایک اس قسم کی سوچ اپنے اندر تشکیل دے لے اور اس کے مطابق ہر انجینئر، کمپیوٹر سائنٹسٹ، ریسرچ ورکر اور ڈاکٹر جماعت کی خدمت کیلئے آگے آئے تو آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل نازل کرے گا اور آپ کی کوششوں کو پہلے سے زیادہ برکت دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جماعت کیلئے مفید بنائے۔‘‘

حضور انور نے فرمایا:

’’افریقی ممالک کے حالیہ دورے میں میں نے محسوس کیا ہے کہ صاف پانی کا مہیا نہ ہونا ایک سنگین مسئلہ ہے جس کیلئے آپ کی ماہرانہ خدمات کی ضرورت ہے ......اس مقصد کیلئے میں آرکیٹیکٹ اور انجینئرز ایسوسی ایشن کے یورپین چیپٹر کو خصوصی طور پر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ایک تفصیلی سروے کر کے ایک رپورٹ تیار کریں کہ ہم کس طرح سے کم قیمت پر ڈرلنگ کر کے افریقہ کے ان ممالک میں زیادہ ہینڈ پمپ لگا سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جماعت ان ممالک میں مختلف مقاصد کیلئے عمارات تعمیر کر رہی ہے مثلاً مساجد، مشن ہاؤسز، سکولز ہسپتال وغیرہ اس کیلئے بھی سول انجینئرز اور آرکیٹیکٹ کو ان ممالک میں خدمت کی غرض سے جانا چاہئے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ میں سے اکثر سفر کے تمام اخراجات آسانی سے خود برداشت کر سکتے ہیں......

مجھے امید ہے کہ آپ میں کچھ انجینئرز اور آرکیٹیکٹ اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے وقف عارضی کے تحت ان ملکوں میں جائیں گے اور ہمیں یہ مشورہ دیں گے کہ ہم کس طرح کم خرچ پر یہ عمارات بنا سکتے ہیں جو کہ کم خرچ کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی نظر آئیں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل، 4 تا 10 جون 2004ء)

اسلام سلامتی کا پیغام ہے ہر احمدی کو اس کو دنیا میں پھیلانا چاہئے اس پیغام کو عام کرنے کی تحریک کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: ’’پس ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے طفیل اللہ تعالیٰ کے اس سلام کو حاصل کرنے والے بنیں۔ یہ سلام حضرت اقدسؑ کے ساتھ آپؑ کی جماعت کو بھی ہے آپؑ کا مقصد ایک پاک جماعت کا قیام تھا اور نیک انجام اس جماعت کیلئے بھی ہے جیسا کہ اس میں بتایا گیا ہے لیکن ہر فرد جماعت کو سلامتی پھیلا کر انفرادی طور پر بھی ان برکات سے حصہ لینا چاہئے تا کہ فتح وظفر کی جو خوشخبری اللہ تعالیٰ نے دی ہے اسکی برکات سے ہر ایک حصہ لے سکے۔ اس لئے میں پھر کہتا ہوں کہ اس سلامتی کے پیغام کو دوسروں تک بھی پھیلائیں اور آپس میں بھی مومن بنتے ہوئے محبت اور پیار کی فضا پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ کی ابدی جنتوں کے وارث بنیں۔ جہاں سلامتی ہی سلامتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 ستمبر 2004ء بمقام زیورک)

آنحضرتؐ پر بیہودہ اعتراضات کرنے والوں کے جواب دینے کیلئے خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی خصوصی ٹیمیں تیار کرنے کی تحریک کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

’’بہرحال ایسے لوگ جو یہ لغویات، فضولیات اخبارات میں لکھتے رہتے ہیں اس کیلئے گذشتہ ہفتے میں نے کہا تھا کہ جماعتوں کو انتظام کرنا چاہئے۔ مجھے خیال آیا کہ ذیلی تنظیموں خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کو بھی کہوں کہ وہ بھی ان چیزوں پر نظر رکھیں کیونکہ لڑکوں، نوجوانوں کی آج کل انٹرنیٹ اور اخباروں پر توجہ ہوتی ہے دیکھتے بھی رہتے ہیں اور ان کی تربیت کیلئے بھی ضروری ہے کہ نظر رکھیں اور جواب دیں۔

اس لئے یہاں خدام الاحمدیہ بھی کم از کم 100 ایسے لوگ تلاش کرے جو اچھے پڑھے ہوں اور اسی طرح لجنہ اپنی 100 نوجوان بچیاں تلاش کر کے ٹیم بنائیں جو ایسے مضمون لکھنے والوں کے جواب مختصر خطوط کی صورت میں ان اخبارات کو بھجیں جن میں ایسے مضمون آتے ہیں یا خطوط آتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 18/فروری 2005ء)

آپ کے دور خلافت میں اسلام پر ہونے والے حملوں میں بھی تیزی آ گئی، لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں جماعت احمدیہ نے ہر محاذ پر دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا اور انہیں اپنے ارادوں میں ناکام رہنا پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے خلاف گستاخانہ خاکے بنانے کا پروگرام ہو یا قرآن مجید کو جلانے کے ناپاک عزائم، خواہ وہ ہالینڈ یا کسی اور ملک کے وزراء کے اسلام کے خلاف بیان ہوں یا پوپ کی طرف سے جاری کردہ گستاخانہ بیان۔ ہر محاذ پر جماعت احمدیہ ہی نے موثر انداز میں اسلام کا دفاع کیا۔ جہاں جہاں بھی ایسا واقعہ ہوا اخباروں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے ردعمل کو خصوصی اہمیت دی۔

چنانچہ نیویارک کے اخبار The Daily News نے اپنی 10 اپریل 2009 کی اشاعت میں لکھا:

(انگریزی سے ترجمہ) ’’احمدیہ مسلم جماعت جو ایک بہت تیزی سے ترقی کرنے والی اور تجدید دین کرنے والی جماعت ہے، اس کا دعویٰ ہے کہ اس وقت ان کے پاس حقیقی معنوں میں اسلامی خلافت موجود ہے۔ ان کے موجودہ خلیفہ حضرت اقدس مرزا مسرور احمد صاحب اسلام کی حقیقی تعلیم کے پرچار میں بہت زور وشور سے مصروف ہیں۔ مثلاً پچھلے جون میں انہوں نے ورجینیا امریکہ میں صحافیوں اور دانشوروں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’باغیانہ جہاد اسلام میں حرام اور ایک کبیرہ گناہ تصور کیا جاتا ہے۔‘‘ حضرت مرزا صاحب کی جماعت اسلامی جماعتوں میں سے صف اول کی جماعت ہے جو مسجد اور کاروبار ریاست کو علیحدہ علیحدہ رکھنے کے حق میں آواز اٹھاتی ہے۔ آپ بار بار لوگوں کو اسلام اور قرآن مجید کی غیر منصفانہ تشریحات کرنے سے منع کرتے رہتے ہیں۔ آپ کے پیغام کی عمدگی کے باوجود آپ کی جماعت کو بیشتر اسلامی ممالک میں ایذا رسانی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

بہت سارے لوگوں کی امیدیں اس بات سے وابستہ ہیں کہ احمد، یا کوئی اور خلیفہ مسلمانوں کو ایک مرکزی اور متحد کرنے والی قوت بن کر انتہا پسندی سے نجات دلائے اور ان میں برداشت اور امن کی خصوصیات پیدا کردے۔‘‘

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں توہین آمیز بیانات پر حضور انور کے ردعمل کا ذکر کرتے ہوئے ایک آن لائن جریدے PRNewswire نے اپنی 6 فروری 2006 کی اشاعت میں لکھا:

(انگریزی سے ترجمہ) حضرت مرزا مسرور احمد صاحب جو 200 ملین سے زیادہ پر مشتمل اور 182 سے زائد ممالک میں موجود ایک مضبوط جماعت احمدیہ مسلم جماعت کے روحانی سربراہ ہیں نے فرمایا کہ تمام مذاہب کے لیڈروں کو مذہبی احساسات پر ہونے والے حملوں کے خلاف متحد ہو جانا چاہئے۔

حضرت احمد نے فرمایا کہ وہ احترام جو مسلمانوں کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ہے اسکی شدت کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ اس لئے جس طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمسخر اڑانے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ مسلمانوں کیلئے قابل برداشت نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جس طرح بعض اخبارات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصاویر پیش کر رہے ہیں میں اس طریق کی سخت مذمت کرتا ہوں۔ یہ ایک بہت افسوسناک بات ہے کہ وہ میڈیا جو لوگوں میں امن اور آشتی پھیلانے والا ہونا چاہئے اور ان کو امن کی تعلیم دینے والا ہونا چاہئے وہ آج جان بوجھ کر بانئ اسلام کے متعلق لوگوں کے جذبات بھڑکا کر فتنہ پیدا کر رہا ہے۔‘‘

غرض خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں ہم نے ہر طرح جماعت احمدیہ کے حق میں خدا تعالیٰ کی تائیدات کا مشاہدہ کیا، ہر میدان میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار افضال نازل ہوئے اور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ خواہ وہ جماعتی ترقی کے میدان ہوں یا دنیا کی راہنمائی اور رہبری کے میدان، وہ میدان امن پھیلانے کے ہوں یا دشمنوں سے اسلام کا دفاع کرنے کے، وہ میدان جماعت کی قربانیوں کے ہیں یا دشمنوں کی ذلت اور خواری کے، ہر میدان میں ہمیں اسلام اور احمدیت کا جھنڈا فاتحانہ شان سے گڑا ہوا نظر آتا ہے۔

مندرجہ بالا تمام امور ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اقتباس کی طرف متوجہ کرتے ہیں جو حضور نے فرمایا کہ:

’’مردانِ خدا جو خدا تعالیٰ سے محبت اور مودّت کا تعلق رکھتے ہیں وہ صرف پیشگوئیوں تک اپنے کمالات کو محدود نہیں رکھتے ان پر حقائق اور معارف کھلتے ہیں اور دقائق و اسرار شریعت اور دلائل لطیفہ حقّانیت ملّت ان کو عطا ہوتے ہیں اور اعجازی طور پر ان کے دل پر دقیق در دقیق علومِ قرآنی اور لطائف کتاب ربّانی اتارے جاتے ہیں اور وہ ان فوق العادت اسرار اور سماوی علوم کے وارث کئے جاتے ہیں جو بلا واسطہ موہبت کے طور پر محبوبین کو ملتے ہیں اور خاص محبت ان کو عطا کی جاتی ہے اور ابراہیمی صدق وصفا اُن کو دیا جاتا ہے اور رُوح القدس کا سایہ اُن کے دلوں پر ہوتا ہے۔ وہ خدا کے ہو جاتے ہیں اور خدا اُن کا ہو جاتا ہے۔ ان کی دُعائیں خارق عادت طور پر آثار دکھاتی ہیں۔ اُن کیلئے خدا غیرت رکھتا ہے وہ ہر میدان میں اپنے مخالفوں پر فتح پاتے ہیں۔ اُن کے چہروں پر محبت الٰہی کا نُور چمکتا ہے۔ اُن کے در و دیوار پر خُدا کی رحمت برستی ہوئی معلوم ہوتی ہے وہ پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں ہوتے ہیں۔ خدا اُن کیلئے اس شیرِ مادہ سے زیادہ غصّہ ظاہر کرتا ہے جس کے بچے کو کوئی لینے کا ارادہ کرے۔ وہ گناہ سے معصوم۔ وہ دشمنوں کے حملوں سے معصوم۔ وہ تعلیم کی غلطیوں سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔ وہ آسمان کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ خدا عجیب طور پر اُن کی دعائیں سُنتا ہے اور عجیب طور پر اُن کی قبولیت ظاہر کرتا ہے یہاں تک کہ وقت کے بادشاہ اُن کے دروازوں پر آتے ہیں۔ ذو الجلال کا خیمہ اُن کے دلوں میں ہوتا ہے اور ایک رُعب خدائی اُن کو عطا کیا جاتا ہے اور شاہانہ استغنا اُن کے چہروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ دنیا اور اہلِ دنیا کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔ فقط ایک کو جانتے ہیں اور اُس ایک کے خوف کے نیچے ہر دم گداز ہوتے رہتے ہیں۔ دنیا اُن کے قدموں پر گِری جاتی ہے گویا خدا انسان کا جامہ پہن کر ظاہر ہوتا ہے وہ دنیا کا نُور اور اس ناپائیدار عالم کا ستون ہوتے ہیں وہی سچا امن قائم کرنے کے شہزادے اور ظلمتوں کے دُور کرنے کے آفتاب ہوتے ہیں۔ وہ نہاں در نہاں اور غیب الغیب ہوتے ہیں کوئی ان کو پہچانتا نہیں مگر خدا۔ اور کوئی خدا کو پہچانتا نہیں مگر وہ۔ وہ خدا نہیں ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ خدا سے الگ ہیں۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 176)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس خدا نما وجود سے بھرپور فیض اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

127 واں جلسہ سالانہ قادیان
23، 24 اور 25/دسمبر 2022ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 127 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 23، 24 اور 25/دسمبر 2022ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور اس کے بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

سالانہ اجتماعات 2022ء

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ذیلی تنظیمات مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماعات کیلئے مورخہ 21، 22، 23/اکتوبر 2022ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی ازراہ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شمولیت کی ہر ممکن کوشش کریں۔ (صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان

اصلاح اعمال اور ہماری ذمہ داریاں ۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ارشادات کی روشنی میں

(رفیق احمد بیگ، ناظر بیت المال آمد قادیان)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۝ (الاحزاب: 71-72)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف سیدھی بات کیا کرو۔ وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو یقیناً اس نے ایک بڑی کامیابی کو پالیا۔

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامان دمار

سامعین کرام! خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے **"اصلاح اعمال اور ہماری ذمہ داریاں حضور انور کے ارشادات کی روشنی میں"**

سامعین حضرات! خدا تعالیٰ نے انسان کو نیکی اور بدی کی استعداد و صلاحیت کے ساتھ پیدا کیا۔ لیکن راہ مستقیم اور راہ غاوین میں امتیاز کرنے کیلئے اسے عقل سلیم عطا فرمائی۔ انسان پر ہے کہ اگر اعمال صالحہ بجالا کر صراط مستقیم پر گامزن ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ اس جہان فانی میں بھی اس کو سرخرو کرتا ہے اور اسے اطمینان و انبساط سے نوازتا ہے اور آخرت میں بھی اس کا اعمال نامہ اسے داہنے ہاتھ میں تھما کر اصحاب المیمنہ میں شامل کر دیتا ہے یہ وہ خوش نصیب گروہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا اور جنت کا وارث ہوتا ہے۔ لیکن انسان جو کہ احسن تقویم میں پیدا ہوا ہے اپنی جبلی قوتوں اور صلاحیتوں کو غیر موقع اور غیر محل میں استعمال کر کے اعمال قبیحہ کا ارتکاب کرتا ہے بسا اوقات اسکی فطرت صحیحہ بالکل مسخ ہو جاتی ہے اور نفس امارہ کی رو میں بہہ کر وہ شرم و حیا کی تمام حدود کو پھلانگتا ہے۔ تبھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے منظوم کلام میں ہمیں یہ پیاری نصیحت کی ہے کہ

تم نے دنیا بھی جو کی فتح تو کچھ بھی نہ کیا
نفس وحشی و جفاکش اگر رام نہ ہو

قرآن کریم میں جا بجا ایمان کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ کا ذکر ملتا ہے۔ اور ایمان کو باغ سے تشبیہ دی گئی ہے اور اعمال صالحہ کو نہر سے یعنی ایمان کا باغ اسی وقت تک سرسبز و شاداب رہ سکتا ہے جب تک اعمال صالحہ کے پانی سے اسکی سینچائی کی جاتی رہے اعمال سیئہ سے ایمان کا باغ مرجھا جاتا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 19 ستمبر 2014 میں فرماتے ہیں:

"بغیر عمل کے انسان ایسا درخت ہے جس کی خوبصورت سرسبز شاخیں کاٹ کر اسے بدشکل بنا دیا گیا ہو۔ جس کے پھلوں کو ضائع کر دیا گیا ہو جس کی سایہ دار شاخوں سے خدا تعالیٰ کی مخلوق کو محروم کر دیا ہو تو ایسے شاخوں سے محروم اور کسی بھی قسم کا فائدہ دینے سے عاری درخت کی طرف کوئی بھی نہیں دیکھے گا کسی کی توجہ نہیں ہوگی۔ ہر ایک نظر اس خوبصورت پودے اور درخت کو دیکھے گی اور اسکی طرف متوجہ ہوگی جو ہرا بھرا ہو۔ جس کی خوبصورتی نظر آتی ہو۔ جو درخت وقت پر پھولوں اور پھلوں سے لد جائے۔ جو گرمی میں سایہ دینے والا ہو۔ اسی کو لوگ پسند کرتے ہیں۔ پس نرے ایمان کے دعوے اور اظہار اور اس کی جڑ کی مضبوطی کا اعلان کسی کام کا نہیں جب تک اعمال صالحہ کی سرسبز شاخیں اور پھل خوبصورتی نہ دکھا رہی ہوں اور فیض نہ پہنچا رہی ہوں۔"

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"آج آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کے غلاموں کا یہ فرض ہے کہ ایمان کی جڑوں کو مضبوط کرنے کے ساتھ اعمال صالحہ کے وہ خوبصورت پتے، شاخیں اور پھل بنیں جو اسلام کی خوبصورتی کی طرف دنیا کو کھینچنے والی ہو۔ جو دنیا کو فیض پہنچانے والی ہو اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے والے بھی ہم ہوں اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے والے بھی ہم ہوں۔ بنی نوع انسان سے محبت بھی ہماری ترجیح ہو اور بنی نوع انسان کی توجہ کھینچنے والے بھی ہم ہوں کیونکہ اسکے بغیر ہم حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آنے کے مقصد کو پورا کرنے والے نہیں بن سکتے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 ستمبر 2014)

مزید حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ہم احمدی ہونے کا حق اس وقت ادا کر سکتے ہیں جب ہم اپنے اعمال صالحہ کی طرف اعلیٰ اخلاق دکھانے کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔ جب ہم اپنے محلے اور شہر اور اپنے ملک میں اعمال صالحہ کی وجہ سے اسلام کی خوبصورتی دکھانے والے بنیں۔ ہر قسم کے فسادوں، جھگڑوں، چغلی کرنے کی عادتوں، دوسروں کی تحقیر کرنے، رحم سے عاری ہونے، احسان کر کے پھر جتانے والے لوگوں میں شامل نہ ہوں بلکہ ان چیزوں سے بچنے والے ہوں اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 ستمبر 2014)

پس اے مسیح محمدی کے درخت وجود کی سرسبز شاخو آج حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی پیاری جماعت کو اعمال کی اصلاح کی طرف بلا رہے ہیں۔ اس مقصد کی طرف بلا رہے ہیں جس مقصد کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے تھے، غلبہ اسلام و احمدیت کے اس عظیم الشان انقلاب میں حصہ دار بننے کی طرف بلا رہے ہیں جس کا برپا ہونا اعمال صالحہ کے ساتھ مشروط و مربوط ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب سے مسند خلافت پر متمکن ہوئے تب سے اصلاح اعمال اور تزکیہ نفوس کی طرف خصوصی توجہ دلا رہے ہیں۔ آپ نے اور مورخہ 29 نومبر تا 7 فروری 2014، 9 خطبات اصلاح اعمال پر ارشاد فرمائے۔ ہمارا یہ ایمان اور ایقان ہے کہ خلیفہ وقت جس بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں وہ وقت کی عین ضرورت اور اقتضاء ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ جب بھی کوئی تحریک جماعت احمدیہ کے کسی خلیفہ کے دل میں ڈالتا ہے۔ اس کے متعلق آپ کو پوری طرح مطمئن ہونا چاہئے کہ ضرور کوئی الٰہی اشارے ایسے ہیں جو مستقبل کی خوش آئند باتوں کا پتہ دے رہے ہیں اور وہ تحریک جو بظاہر معمولی سی آواز سے اٹھتی ہوئی نظر آتی ہے ایک عظیم الشان عمارت میں تعمیر ہو جاتی ہے۔ جس تحریک میں آپ اسلئے حصہ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ کی تحریک ہے اس میں عظیم الشان برکتیں پڑیں گی جو آپ کے تصور سے بالا ہونگی۔

(ماہنامہ خالد، ربوہ جون 1986ء، صفحہ 21)

قبل اسکے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اصلاح اعمال کے تعلق سے زریں ارشادات کو بیان کروں، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ وقت کی تحریک کے سلسلہ میں ایک ضروری ارشاد سامعین کے سامنے رکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:

"خلافت کے تو معنے ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اسوقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔" (روزنامہ الفضل قادیان، 31 جنوری 1936ء، صفحہ 9 کالم 3)

سامعین کرام! حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اصلاح اعمال کے متعلق تمام ضروری امور کو بیان فرمایا۔ آپ نے انفرادی اور اجتماعی اصلاح کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اصلاح میں حائل تمام موانع وعوائق کو بیان فرمایا۔ اصلاح پر مامور واعظین و مربیان اور عہدیداروں کو اصلاح کے تئیں انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور ایسے وجودوں کے واقعات کی رو سے ترغیب دلائی جو اصلاح اعمال کے سلسلہ میں ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ ہیں۔ غرض اصلاح اعمال کے تمام اساسی اور جزوی پہلوؤں پر نہایت ہی سیر کن بحث فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اصلاح اعمال کی طرف خصوصی توجہ اسلئے دلائی کیونکہ ہماری فتح وظفر کا راز اچھے اعمال کرنے میں مضمر ہے۔ مطہر اور مزکی وجود ہی دنیا میں انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن فی زمانہ ایسے اسباب کثرت سے پیدا ہو گئے ہیں جو اس ہدف اور نصب العین کے حصول میں مانع ہو سکتے ہیں۔ حضور انور نے ان کی نشاندہی کرتے ہوئے ہمیں ان سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا:

"آجکل جو عملی خطرہ ہے وہ معاشرے کی برائیوں کی بے لگامی اور پھیلاؤ ہے اس پر مستزاد یہ کہ آزادی اظہار اور تقریر کے نام پر بعض برائیوں کو قانونی تحفظ دیا جاتا ہے۔ اس زمانے سے پہلے برائیاں محدود تھیں۔ یعنی محلے کی برائی محلے میں یا شہر کی برائی شہر میں یا ملک کی برائی ملک میں ہی تھی۔ لیکن آج سفروں کی سہولتیں، ٹی وی، انٹرنیٹ اور متفرق میڈیا نے ہر فردی اور مقامی برائی کو بین الاقوامی برائی بنا دیا۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ ہزاروں میلوں کے فاصلے پر رابطے کر کے بے حیائیاں اور برائیاں پھیلائی جاتی ہیں۔ نوجوان لڑکیوں کو ورغلا کر ان کی عملی حالتوں کی کمزوری تو ایک طرف رہی دین سے بھی دور ہٹا دیا جاتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 دسمبر 2014)

اس صورتحال میں افراد جماعت کی جو ذمہ داری ہے اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

"پس ہر احمدی کیلئے یہ سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے۔ ہمارے بڑوں کو بھی اپنے نمونے قائم کرنے ہونگے تا کہ اگلی نسلیں دنیا کے اس فساد اور حملوں سے محفوظ رہیں اور نوجوانوں کو بھی بھرپور کوشش اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اپنے آپ کو دشمن کے حملوں سے بچانا ہوگا۔ وہ دشمن جو غیر محسوس طریق پر حملے کر رہا ہے وہ دشمن جو تفریح اور وقت گزاری کے نام پر ہمارے گھروں میں گھس گھس کر ہماری جماعت کے نوجوانوں اور کمزور طبع لوگوں کو متاثر کر رہا ہے۔"

(6 دسمبر 2014)

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ علیکم انفسکم یعنی تم اپنے نفوس کی اصلاح کرو۔ نفس امارہ جو کہ گناہوں کا منبع اور مصدر ہے اس کو مارنا اور اسکی تعدیل ایک بہت بڑا جہاد ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار ارشاد فرماتا ہے کہ اقتلوا انفسکم یعنی اپنی ہوا و ہوس کی بیخ کنی کرو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنے ایک منظوم

کلام میں فرماتے ہیں:

نفس امارہ کی باگیں تھام کے رکھیو
گرادیگا ورنہ یہ سیخ پا ہوکر

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفۡسَ عَنِ الۡہَوٰی○ فَاِنَّ الۡجَنَّۃَ ہِیَ الۡمَاۡوٰی○(النازعات:41،42) اور جس نے اپنے رب کی شان سے خوف کیا اور اپنے نفس کو گری ہوئی خواہشات سے روکا یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے۔قرآن کریم کی یہ تعلیم ہے کہ انفرادی اصلاح کا اثر اجتماعی اور قومی اصلاح پر پڑتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ یعنی اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت تب تک نہیں بدلتا جب تک اس قوم کے افراد اپنی حالت خود نہ تبدیل کریں۔اس لئے حضور انور نے جہاں ہمیں انفرادی اصلاح کی طرف توجہ دلائی وہاں اجتماعی اصلاح کی طرف بھی آپ نے خصوصی توجہ دلائی چنانچہ حضور انور نے فرمایا:

’’ہمیں بہرحال حقائق پر نظر رکھنی چاہئے اور نظر رکھنی ہوگی۔ہم اس بات پر خوش نہیں ہو سکتے کہ پچاس فیصد کی اصلاح ہوگئی ہے یا اتنے فیصد کی اصلاح ہوگئی ہے بلکہ اگر ہم نے دنیا میں انقلاب لانا ہے تو سو فیصد کے ٹارگٹ رکھنے ہونگے۔میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر عملی اصلاح میں ہم سو فیصد کامیاب ہوجائیں تو ہماری لڑائیاں اور جھگڑے اور مقدمے بازیاں اور ایک دوسرے کو مالی نقصان پہنچانے کی کوششیں، مال کی ہوس، ٹی وی اور دوسرے ذرائع پر بیہودہ پرگراموں کو دیکھنا ایک دوسرے کے احترام میں کمی، ایک دوسرے کو نیچے دکھانے کی کوشش، یہ سب برائیاں ختم ہوجائیں۔محبت، پیار اور بھائی چارے کی ایسی فضا قائم ہو جو اس دنیا میں بھی جنت دکھا دے۔یہ ایسی برائیاں ہیں جو عملاً ہمارے سامنے آتی رہتی ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6؍دسمبر 2013)

اعمال کی اصلاح میں رکاوٹ کے اسباب

کسی بھی چیز کی اصلاح تبھی ممکن ہوسکتی ہے جب اس میں پیش آمدہ موانع کے اسباب معلوم ہوں اور جب اسباب معلوم ہوجاتے ہیں تو ان کو ختم کرنا آسان ہوجاتا ہے۔اور اعمال کی اصلاح جلدی ہوجایا کرتی ہے۔اسلام خالی گناہ سے ہی نہیں روکتا بلکہ گناہ کے اسباب اور عوامل کی نشاندہی کرتے ہوئے ان اسباب سے رکنے کی ترغیب دلاتا ہے۔چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریرات کے حوالہ سے اعمال کی اصلاح میں رکاوٹوں کے گیارہ اسباب کی نشاندہی فرمائی۔

(1)اعمال کی اصلاح کے بارے میں جو چیزیں روک بنتی ہیں یا اثر انداز ہوتی ہیں، اُن میں سے سب سے پہلی چیز لوگوں کا یہ احساس ہے کہ کوئی گناہ بڑا ہے اور کوئی گناہ چھوٹا، یعنی لوگوں نے خود ہی یا بعض علماء کی باتوں میں آکر ان کے زیر اثر یہ فیصلہ کرلیا کہ بعض گناہ چھوٹے ہیں اور بعض بڑے ہیں اور یہی بات ہے جو عملی اصلاح میں روک بنتی ہے۔اس سے انسان میں گناہ کرنے کی دلیری پیدا ہوجاتی ہے، جرات پیدا ہو جاتی ہے۔ (خطبات محمود، جلد 17، صفحہ 339)

حضور انور ایدہ اللہ فرماتے ہیں: پس جب تک یہ خیال رہے کہ فلاں بدی بڑی ہے اور فلاں چھوٹی ہے اور فلاں نیکی بڑی ہے اور فلاں نیکی چھوٹی ہے، اس وقت تک انسان نہ بدیوں سے بچ سکتا ہے نہ نیکیوں کی توفیق پاسکتا ہے۔ہمیشہ ہمارے سامنے یہ بات رہنی چاہئے کی بڑی بدیاں وہی ہیں جن کے چھوڑنے پر انسان قادر نہ ہو۔بہت مشکل پیش آتی ہے اور وہ انسان کی عادت میں داخل ہوگئ ہوں اور بڑی نیکیاں وہی ہیں جن کو کرنا انسان کو مشکل لگتا ہو۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13؍دسمبر 2013)

(2)پھر اعمال کی اصلاح میں رکاوٹ کی جو دوسری وجہ ہے وہ ماحول ہے یا نقل کا مادّہ ہے۔انسان کی فطرت میں نقل کا مادہ اللہ تعالیٰ نے ودیعت کیا ہوا ہے اور یہ نقل کا مادہ بچپن میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔بچہ نقل کر کے اچھی چیزیں بھی اپنے والدین کے دیئے ہوئے ماحول سے سیکھتا ہے اور بری باتیں بھی گھر سے ہی سیکھتا ہے۔گھر کے اسی ماحول کے مطابق پھر بچے کی سیرت اور اخلاق بنتے ہیں۔اس ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

اسلئے میں والدین کو بار بار توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے بچوں کے باہر کے ماحول پر بھی نظر رکھا کریں اور گھر میں بچوں کے جو پروگرام ہیں، جو ٹی وی پروگرام وہ دیکھتے ہیں یا انٹرنیٹ وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں ان پر بھی نظر رکھیں۔بچہ گھر میں ماں باپ سے اور بڑوں سے سیکھتا ہے اور ان کو دیکھتا اور انکی نقل کرتا ہے۔ماں باپ کو کبھی یہ خیال نہیں ہونا چاہئے کہ ابھی بچہ چھوٹا ہے، اسے کیا پتہ؟ اُسے ہر بات پتہ ہوتی ہے اور بچہ ماں باپ کی حرکت دیکھ رہا ہوتا ہے اور لاشعوری طور پر وہ اسکے ذہن میں بیٹھ رہی ہوتی ہے اور ایک وقت میں آکے وہ انکی نقل کرنا شروع کر دیتا ہے۔بچیاں ماؤں کی نقل میں اپنی کھیلوں میں اپنی ماؤں جیسے لباس پہننے کی کوشش کرتی ہیں انکی نقالی کرتی ہیں۔لڑکے باپوں کی نقل کرتے ہیں۔اسی طرح ہمسائیوں، ماں باپ کی سہیلیوں اور دوستوں کے غلط عمل کا بھی بچے پر اثر پڑ رہا ہوتا ہے۔پس اگر اپنی نسل کی، اپنی اولاد کی حقیقی عملی اصلاح کرنی ہے تاکہ آئندہ عملی اصلاح کا معیار بلند ہو تو ماں باپ کو اپنی حالت کی طرف بھی نظر رکھنی ہوگی اور اپنی دوستیاں ایسے لوگوں سے بنانے کی ضرورت ہوگی جو عملی لحاظ سے ٹھیک ہوں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13؍دسمبر 2013)

(3)عملی اصلاح میں روک کے تیسرے سبب کے بارے میں حضور فرماتے ہیں:

عملی اصلاح میں روک کا تیسرا سبب فوری یا قریب کے معاملات کو مدنظر رکھنا ہے۔جبکہ عقیدے کے معاملات دور کے معاملات ہیں، ایسے معاملات ہیں جنکا تعلق زیادہ تر بعد کی زندگی سے ہے۔جیسا کہ میں نے بتایا کہ عملی حالت کے معاملات فوری نوعیت کے ہوتے ہیں۔یا بظاہر انسان سمجھ رہا ہوتا ہے کہ یہ ایسی باتیں ہیں جنکا عقیدے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اگر میں کوئی غلط کام کرلوں تو اس سے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا جو عقیدہ ہے وہ متاثر نہیں ہوتا۔مثلاً سنار ہے، وہ سمجھتا ہے کہ میں سونے میں کھوٹ ملالوں تو اس سے میری ایک خدا کو ماننے کے عقیدے پہ کوئی حرف نہیں آتا لیکن میری کمائی زیادہ ہوجائے گی۔جلد یا زیادہ رقم حاصل کرنے والا میں بن جاؤنگا۔

(4)چوتھا سبب عملی اصلاح کی کمزوری کا یہ ہے کہ عمل کا تعلق عادت سے ہے اور عادت کی وجہ سے کمزوریاں پیدا ہوجاتی ہیں اور خصوصاً ایسے وقت میں جب مذہب کے ساتھ حکومت نہ ہو۔جہاں مذہب اور حکومت کی عملی اصلاح کی تعریف ایک ہے اور عملی اصلاح اس کے مطابق ہے وہاں عادتیں قانون کی وجہ سے ختم کی جاسکتی ہے ہیں۔

عادت کی قباحت کو حضور انور نشے کی عادت کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ساری عمر کے عقیدے کو تو ایک شخص چھوڑ سکتا ہے، مگر نشہ کی عادت جو چند مہینوں یا چند سالوں کی عادت ہے اس میں ذرا سی نشے کی کمی ہوجائے تو وہ اسے بے چین کر دیتی ہے سگریٹ پینے والے بھی بعض ایسے ہی ہیں جو اپنے خاندانوں کو چھوڑ کر، اپنے بہن بھائیوں کو چھوڑ کر، اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر، اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر جماعت میں داخل ہوئے انہوں نے قربانی دی اور احمدی ہوگئے لیکن اگر سگریٹ چھوڑنے کو کہو تو سو بہانے تلاش کرینگے۔کسی کا پیٹ پھول جاتا ہے۔کسی کو نشہ نہ کرنے سے نیند نہیں آتی، کسی کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں اسکے خیال میں ختم ہوجاتی ہیں اور اس کیلئے وہ پھر بے چین رہتے ہیں۔اسی طرح یہ صرف ان کیلئے نہیں جو احمدیت میں داخل ہوئے ہیں، ہر ایک شخص کیلئے ہے۔بعض نیک کام کر رہے ہوتے ہیں بڑی قربانی کر رہے ہوتے ہیں لیکن چھوٹی سی عادت نہیں چھوڑ سکتے۔

(5)عملی اصلاح میں روک کا پانچواں سبب بیوی بچے بھی ہیں۔یہ عملی اصلاح کی راہ میں حائل ہو جاتے ہیں۔

(6)چھٹا سبب عملی اصلاح میں روک کا یہ ہے کہ انسان اپنی مستقل نگرانی نہیں رکھتا۔یعنی عمل کا خیال ہر وقت رکھنا پڑتا ہے تبھی عملی اصلاح ہوسکتی ہے۔ (خطبات محمود، جلد 17، صفحہ 180)

(7)ساتواں سبب اعمال کی اصلاح میں روک کا یہ ہے کہ انسانی تعلقات اور رویے جو ہیں وہ حاوی ہوجاتے ہیں اور خشیت اللہ میں کمی آجاتی ہے۔

(خطبات محمود، جلد 17، صفحہ 383)

حضور انور نے اس ضمن میں فرمایا کہ ’’بسا اوقات لالچ، دوستانہ تعلقات، رشتے داریاں، لڑائی، بغض اور کینے ان اعمال کے اچھے حصوں کو ظاہر نہیں ہونے دیتے۔‘‘

(8)آٹھواں سبب عملی اصلاح میں روک کا یہ ہے کہ عمل کی اصلاح اس وقت تک بہت مشکل ہے جب تک خاندان کی اصلاح نہ ہو۔

(خطبات محمود، جلد 17، صفحہ 384)

اس کی مثال دیتے ہوئے حضور انور فرماتے ہیں کہ دیانتداری اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی یا اس کا معیار قائم نہیں رہ سکتا جب تک بیوی بچے بھی پورا تعاون نہیں کرتے۔گھر کا سربراہ کتنا ہی حلال مال کمانے والا ہو لیکن اگر اسکی بیوی کسی ذریعہ سے ہمسائیوں کو لوٹتی ہے یا کسی اور ذریعہ سے کسی کو نقصان پہنچاتی ہے مال غصب کرنے کی کوشش کرتی ہے یا اسکا بیٹا رشوت کا مال گھر میں لاتا ہے۔تو اس گھر کی روزی حلال نہیں بن سکتی۔

حضور انور فرماتے ہیں ان آٹھ باتوں کے علاوہ بھی بعض وجوہات عملی اصلاح میں روک کی ہوسکتی ہیں۔یہ چند اہم باتیں جیسا کہ میں نے کہی ہیں لیکن اگر ان پر غور کیا جائے تو تقریباً تمام باتیں انہی آٹھ باتوں میں آجاتی ہیں۔

عملی اصلاح کیلئے تین باتوں کی ضرورت

عملی اصلاح کیلئے رکاوٹوں کا ذکر کرنے کے بعد حضور انور نے عملی اصلاح میں مدو معاون تین امور کو بیان فرمایا۔اول قوت ارادی اور دینی نقطہ نگاہ سے قوت ارادی کا مطلب ایمان لانا ہے عرب کے لوگ ہر قسم کی برائی میں مبتلاء تھے لیکن آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے کی وجہ سے انہوں نے اعمال میں غیر معمولی تبدیلی پیدا کی، دوم۔قوت علمی، سوم۔قوت عملی ان تینوں امور میں انسان کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔حضور انور فرماتے ہیں:

گویا اصلاح اعمال کیلئے تین چیزوں کی مضبوطی ضروری ہے۔ایک قوت ارادی، ایک علم کی زیادتی کی ضرورت ہے اور قوت عملیہ میں طاقت کا پیدا کرنا، یہ بھی ضروری ہے۔یہ بھی یاد رہے کہ علم کی زیادتی درحقیقت قوت ارادی کا حصہ ہوتی ہے کیونکہ علم کی زیادتی کے ساتھ قوت ارادی بڑھتی ہے یا کہہ سکتے ہیں عمل کرنے پر آمادہ ہوجاتی ہے۔ان سب باتوں کا خلاصہ یہ بنے گا کہ عملی اصلاح کیلئے ہمیں تین چیزوں کی ضرورت ہے پہلے قوت ارادی کی طاقت کہ وہ بڑے بڑے کام کرنے کی اہل ہو۔علم کی زیادتی کہ ہماری قوت ارادی اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتی رہے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے اور صحیح کی تائید کرنی ہے اور اس پر عمل کرنے کیلئے پورا زور لگانا ہے۔غفلت میں رہ کر انسان مواقع نہ گنوا دے۔تیسرے قوت عملیہ کی طاقت کہ ہمارے اعضاء ہمارے ارادے کے تابع چلیں، بد ارادوں کے نہیں، نیک ارادوں کے، اور اسکا حکم ماننے سے انکار نہ کرے۔

یہ باتیں گناہوں سے نکالنے اور اعمال کی اصلاح کا بنیادی ذریعہ ہیں۔اپنی قوت ارادی کو ہمیں اس زبردست افسر کی طرح بنانا ہوگا جو اپنے حکم کو اپنی طاقت اور قوت اور اصولوں کے مطابق منواتا ہے اور کسی مصلحت کو اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیتا ہمیں چھوٹے بڑے گناہوں کی اپنی من مانی تعریفیں بنا کر

اپنے اوپر غالب آنے سے روکنا ہوگا۔

عملی اصلاح کیلئے چار سہاروں کی ضرورت

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ عملی اصلاح کو دو سہاروں کی ضرورت ہے ایک نگرانی دوسرا جبر۔ نگرانی عملی اصلاح کیلئے ضروری ہے اور بہت سے غلط کاموں سے انسان اس وجہ سے بچ رہا ہوتا ہے کہ معاشرہ اسکی نگرانی کر رہا ہوتا ہے۔ ماں باپ اپنے دائرے میں نگرانی کر رہے ہوتے ہیں۔ مربیان کا یہ نگرانی کرنا اپنے دائرے میں کام ہے اور باقی نظام کو بھی اپنے اپنے دائرے میں نگران بننا ضروری ہے اور جب اسلام کی یہ تعلیم بھی سامنے ہو کہ ہر نگران اپنی نگرانی کے بارے میں پوچھا جائے گا تو نہ صرف انکی اصلاح ہوگی جنکی نگرانی کی جارہی ہے بلکہ نگرانوں کی بھی اصلاح ہو رہی ہوگی۔ تو بہر حال عملی اصلاح کیلئے نگرانی بھی ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 جنوری 2014)

دوسری بات جو اصلاح کیلئے ضروری ہے جبر ہے۔ جبر دین کے اختیار کرنے میں نہیں ہے۔ یہاں جبر یہ ہے کہ دین کی طرف منسوب ہو کر پھر اسکے قوائد پر عمل نہ کرنا اور اسے توڑنا، ایک طرف تو اپنے آپ کو نظام جماعت کا حصہ کہنا اور پھر نظام کے قوائد کو توڑنا، یہ بات اگر ہو رہی ہو تو پھر بہر حال سختی ہوگی اور یہی یہاں جبر سے مراد ہے۔ نظام کا حصہ بن کر رہنا ہے تو پھر تعلیم پر بھی عمل کرنا ہوگا۔ ورنہ سزا مل سکتی ہے، جرمانہ بھی ہو سکتا ہے، بعض پابندیاں بھی عائد ہو سکتی ہیں اور ان سب باتوں کا مقصد اصلاح کرنا ہے تاکہ قوت عملی کی کمزوری کو دور کیا جاسکے۔ جماعت میں بھی نظام جماعت سزا دیتا ہے تو اصل مقصد اصلاح ہوتا ہے۔ کسی کی سبکی یا کسی کو بلاوجہ تکلیف میں ڈالنا نہیں ہوتا۔ یہ جبر حکومتی قوانین میں بھی لاگو ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

یہ چار چیزیں ہیں جن کے بغیر اصلاح مشکل ہے۔ جب ہم گہرائی میں جائزہ لیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں ایک طبقہ ایسا ہے جو ایمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتا یعنی وہ معیار نہیں رکھتا جو اصلاح عمل کیلئے ایک انسان میں ہونا ضروری ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اگر ایمانی قوت بھر دی جائے تو ان کے اعمال درست ہو جاتے ہیں۔ اور ایک طبقہ ایسا ہوتا ہے جو عدم علم کی وجہ سے گناہوں کا شکار ہوتا ہے۔ اس کیلئے صحیح علم کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک طبقہ جو نیک اعمال لانے کیلئے دوسروں کا محتاج ہوتا ہے یہ تین قسم کے لوگ ہیں اور انکی احتیاج دو طرح سے ہے۔ یا ان کی مدد دو طرح سے ہوگی۔ ایک تو نگرانی کر کے ..... لیکن جو طبقہ بالکل ہی گرا ہوا ہو، جو نگرانی سے باز آنے والا نہ ہو، اسے جب تک سزا نہ دی جائے اسکی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 جنوری 2014)

مربیان اور علماء کی ذمہ داریاں

اصلاح اعمال کی عمل میں اصلاح پر مامور افراد کا ایک اہم کردار ہوتا ہے۔ اگر مصلحین ہی باعمل نہ ہوں تو لوگوں کی اصلاح میں کافی رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسلئے حضور انور نے جماعتی مربیان و عہدیداران کو اپنی اصلاح کی طرف خاص طور توجہ دلائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشادات کے حوالے سے فرمایا:

باوجود اس ایمان کے (یعنی مسیح موعود نے جو ہمیں ایمان عطا کیا) اور باوجود ان تازہ اور زندہ معجزات کے کیوں ہماری جماعت کے اعمال میں کمزوری ہے؟ اسکے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے خیال کا اظہار یوں فرمایا ہے کہ وجہ یہ ہے کہ سلسلے کے علماء مربیان اور واعظین نے اسکو پھیلانے کی طرف خاص توجہ نہیں دی۔ یہ مصلح موعود کی بات آج سے پچھتر چھہتر سال پہلے صحیح تھی آج بھی صحیح ہے اور اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جنوری 2014)

پس جب تک اس طرف ہماری جماعت کے علماء، مربیان اور وہ تمام امراء اور عہدیداران جن کے ذمہ جماعت کے سامنے اپنے نمونے پیش کرنے اور اصلاح کے کام ہیں، اس بات کی طرف ویسی توجہ نہیں کرتے جیسی کرنی چاہئے اور جماعت کے ہر فرد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کے ساتھ جوڑنے کی کوشش نہیں کرتے جو کوشش کرنے کا حق ہے، اس وقت تک جماعت کا وہ طبقہ جو قوت ارادی کی کمزوری کی وجہ سے عملی اصلاح نہیں کر سکتا، جماعت میں کثرت سے موجود رہیں گے...... ہمارے علماء، ہمارے مربیان، ہمارے عہدے داران اپنے اپنے دائرے میں افراد کے سامنے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کی کوشش کیلئے بار بار ذکر نہیں کرتے یا اس طرح ذکر نہیں کرتے جس طرح ذکر ہونا چاہئے یا ان کے اپنے نمونے ایسے نہیں ہوتے جن کو دیکھ کر ان کی طرف توجہ پیدا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کا بار ہا ذکر کر کے اس بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت اور نشانات کے واقعات جو ان بزرگوں کے ساتھ ہوئے شدت سے نہیں دہرائے جاتے اور یہ یقین پیدا نہیں کرواتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کو کسی خاص وقت اور اشخاص کیلئے مخصوص نہیں کر دیا بلکہ آج بھی اللہ تعالیٰ اپنی صفات کا اظہار کرتا ہے۔ اگر ان باتوں کا بار بار ذکر ہو اور یہ تعلق پیدا کرنے کے طریقے بتائے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعودؑ سے کے گئے وعدوں کا ذکر کیا جائے تو پھر دعا کی قبولیت کے فلسفے کی سمجھ بھی آجاتی ہے اور نشانات بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جنوری 2014)

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ:

عجیب بات ہے کہ ہمارے علماء حضرت عیسیٰؑ کو مارنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کو زندہ کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ وہ روح پیدا نہیں کرتے جس سے اللہ تعالیٰ کا فہم اور ادراک پیدا ہو۔ ہماری اصل کوشش خدا تعالیٰ کو زندہ کرنے کی اور اس سے زیادہ تعلق پیدا کرنے کی ہونی چاہئے۔ اگر خدا سے ہمارا زندہ تعلق ہے تو چاہئے عیسیٰ کو زندہ سمجھنے والے جتنا بھی شور مچاتے رہیں، ہمارے ایمانوں میں کبھی بگاڑ پیدا نہیں ہوگا کیونکہ خدا ہر قدم پر ہمیں سنبھالنے والا ہوگا۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 31 جنوری 2014)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا کہ:

اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود سے جوڑ کر پھر خلافت سے کامل اطاعت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنے گی ...... خلافت کا صحیح فہم و ادراک پیدا کرنا بھی مربیان کے کاموں میں سے اہم کام ہے۔ اور پھر عہدیداران کا کام ہے کہ وہ بھی اس طرف توجہ دیں۔ ایسی مثالیں بھی سامنے آجاتی ہیں کہ کہتے ہیں کہ خلیفہ وقت نے یہ غلط کام کیا اور یہ غلط فیصلہ کیا یا فلاں فیصلہ اس طرح ہونا چاہئے تھا۔ بعض قضاء کے فیصلوں پر اعتراض ہوتے رہتے ہیں یا فلاں شخص کو فلاں کام پر کیوں لگایا گیا؟ اسکی جگہ تو فلاں شخص ہونا چاہئے تھا۔ خلیفہ وقت کی فلاں فلاں کے بارے میں بڑی معلومات ہیں، علم ہے اور فلاں شخص کے بارے میں اس نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں باوجود علم ہونے کے۔ تو اس طرح کی باتیں کرنے والے چند ایک ہی ہوتے ہیں لیکن ماحول کو خراب کرتے ہیں۔ اگر مربیان اور عہدے داران، ہر سطح کے عہدیداران پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں، ہر تنظیم کے اور جماعتی عہدیداران اپنی اس ذمہ داری کو بھی سمجھیں تو بعض دلوں میں جو شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں کبھی پیدا نہ ہوں اور خاص طور پر یہ مربیان کا کام ہے کہ بتائیں کہ تمام برکتیں نظام میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو جب کسی قوم پر لعنت ڈالنا چاہتا ہے تو نظام اٹھا لیتا ہے۔ پس جب یہ باتیں ہر ایک کے علم میں آجائیں گی تو بعض لوگ جن کو ٹھوکر لگتی ہے وہ ٹھوکر کھانے سے بچ جائیں گے۔

(خطبہ جمعہ 31 جنوری 2014)

حضور انور نے حضرت مصلح موعودؓ کا ایک بہت ہی دلکش ارشاد اس بارے میں بیان کیا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اگر وہ یعنی علماء اور مربیان قلوب کی اصلاح کریں گے اور لوگوں کے دل میں عرفان اور اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کریں تو کروڑوں کروڑ لوگ احمدیت میں داخل ہونے لگ جائیں۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ۝ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا۝ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا۝ اگر تبلیغ کے ذریعہ تم اپنے مذہب کی اشاعت کرو گے تو ایک ایک دو دو کر کے لوگ تمہاری طرف آئینگے لیکن اگر تم استغفار اور تسبیح کرو اور اپنے اندر سے گناہ دور کر دو تو پھر فوج در فوج لوگ آئینگے اور تمہارے اندر شامل ہو جائینگے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 جنوری 2014)

جماعت احمدیہ کا یہ خاصہ ہے کہ اسکا ایک خلیفہ ہے جو اسکا نگران و نگہبان ہے جو نور فراست سے کام لیتے ہوئے بصیرت افروز خطبات و خطابات کے ذریعہ ہماری اصلاح فرماتا ہے اور افراد جماعت کا بھی یہ طرہ امتیاز ہے کہ اپنے آقا کی آواز پر والہانہ لبیک کہتی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے جب اصلاح اعمال کی طرف توجہ دلائی تو افراد جماعت کی ایک کثیر تعداد نے اپنے اعمال کی اصلاح کی طرف توجہ دی جیسا کہ حضور انور نے خود بھی فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بھی فضل و احسان ہے کہ جب خلیفہ وقت کی کسی مضمون کی طرف توجہ ہوتی ہے تو اگر وہ اصلاحی پہلو ہے تو جماعت کا ایک بڑا حصہ اصلاح کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس کا اندازہ مجھے خطوط سے بھی ہو رہا ہے۔

(خطبہ جمعہ 7 فروری 2014)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اعمال میں غیر معمولی تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضور انور کی خواہشات کے مطابق زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک روح پرور اقتباس سے اس تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجے تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقتہ نماز کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل، بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ 220، اشتہار نمبر 191)

وَاٰخِرُ دَعۡوٰنَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2018ء

تیسری عالمی تباہی سے بچنے کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی درمندانہ نصائح

(شیراز احمد، سابق ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند قادیان)

انشاء اللہ آج میں تیسری عالمی جنگ کے تعلق سے آسان زبان میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔حضور انور نے اس حوالہ سے جو ہماری ذمہ داری بتائی ہے اُس کا بھی ذکر کروں گا تا کہ ہم سب خلیفہ وقت کی نصائح پر چل کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرسکیں۔انشاء اللہ۔

سب سے پہلے مَیں مختصراً کچھ اعداد وشمار پیش کرنا چاہتا ہوں:

اس وقت دنیا میں 23,000 نیوکلیئر ویپن موجود ہیں ۔ یہ اتنے طاقتور ہیں کہ ہیومن پاپولیشن (انسانی آبادی) جواب ساری دنیا میں موجودہ ہے انہیں کئی بار مٹاسکتے ہیں۔ان 23,000 نیوکلیئر ویپن میں سے 2500 ہائی الرٹ میں ہیں یعنی کچھ لمحے کے اندر انہیں لانچ کیا جاسکتا ہے۔میزائل جو نیوکلیئر ہتھیار کو اپنے ٹارگیٹ تک پہنچانے کا کام کرتا ہے اُس کی رفتار بہت زیادہ ہے، 1000 میل کا سفر چار منٹ میں کرتا ہے۔

Armed Forces کو نیوکلیئر حملہ کا علم Electronic Early Warning System سے پتا چلتا ہے۔ دوسرے الیکٹرانک سسٹم کی طرح اس میں بھی خرابیاں ہوسکتی ہیں۔ جب یہ الارم سسٹم کا سگنل ہوتا ہے کہ نیوکلیئر حملہ ہورہا ہے تو ملٹری چیف کے پاس صرف کچھ منٹ ہوتے ہیں کہ یہ فیصلہ کریں کہ یہ وارننگ صحیح ہے یا غلط ہے۔اگر آرمی چیف اپنے Prime Minister یا President کو اطلاع دے کہ نیوکلیئر حملہ ہونے والا ہے پھر صدر مملکت یا وزیر اعظم کے پاس بھی کچھ ہی منٹس ہوتے ہیں کہ وہ فیصلہ کریں کہ اُس نے اپنے ملک کا نیوکلیئر ہتھیار لانچ کرنے کیلئے بٹن دبانا ہے یا نہیں۔ یہ الیکٹرانک وارننگ سسٹم کبھی کبھی خرابی کی وجہ سے غلط سگنل بھی دے دیتا ہے۔

1938ء میں روس کے Stanislav Petrov نے اپنے اعلیٰ افسران کو اطلاع نہیں کی کہ روس کے الیکٹرانک سسٹم میں سگنل آرہا ہے کہ امریکہ کی طرف سے روس پر نیوکلیئر حملہ شروع ہوگیا ہے۔اگر بتا دیتا تو شاید روس کی طرف سے نیوکلیئر ہتھیار لانچ ہو گیا ہوتا اور عالمی نیوکلیئر جنگ شروع ہوگئی ہوتی۔اچھا ہوا اُس نے نہیں بتایا اپنے بالا افسران کو، کیوں کہ بعد میں پتا چلا وہ سگنل الارم سسٹم کی خرابی کی وجہ سے تھا۔ تو Nuclear Warfare کا خطرہ غلط الارم سگنل کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے۔

آج کی ایک Submarine میں جو نیوکلیئر ویپن کی طاقت ہے وہ ہیروشیما میں گرائے جانے والے بم کے مقابلہ میں 300 گنا زیادہ تباہی کی طاقت رکھتی ہے اور ایک سب مرین میں جو نیوکلیئر بم کی طاقت ہے وہ 4 کروڑ انسان کو ختم کرسکتی ہے۔

بڑے ممالک کے پاس اتنا نیوکلیئر ہتھیار ہے کہ صرف ایک بڑے ملک کا نیوکلیئر ہتھیار اقوام متحدہ (UNO) کے 195 ممبر ممالک کی Capital Cities کی 80 فیصد آبادی کو برباد کرسکتے ہیں۔

William J Perry جو سیکرٹری فار ڈیفنس امریکہ رہے ہیں 1994-1997ء میں، انہوں نے ایک کتاب My Journey at the Nuclear Brink لکھی ہے۔اس کتاب کا ذکر حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے یو.کے کہ جلسہ سالانہ 2016 کے آخری خطاب میں کیا تھا۔اس کتاب میں سے مَیں نے کچھ پوئنٹس لئے ہیں جو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

رشین بہت تیزی سے Massive Rebuilding Program in Nuclear Weapon کررہا ہے۔روس نئی Generation کی نیوکلیئر سب مرین بنارہا ہے اور ٹیسٹ کررہا ہے۔ پہلے میں نے بتایا تھا کہ ایک سب مرین کے ذریعہ 4 کروڑ انسانوں کی تباہی ہوسکتی ہے۔ یو.ایس.اے بھی اپنے نیوکلیئر ہتھیار کو Modernize کرنے کا سوچ رہا ہے۔

وہ مزید لکھتے ہیں:

دوسری جنگ عظیم میں ہتھیاروں نے شہروں کی تباہی کی ۔آج کے نیوکلیئر ہتھیار civilization (تہذیب) کو تباہ کر سکتے ہیں۔ ایک Signal Nuclear Detonation سو گنا زیادہ تباہی پھیلا سکتا جو 9/11 کی تباہی ہوئی تھی اسکے بالمقابل۔ اس 100 گنا زیادہ تباہی کے علاوہ اقتصادی، سیاسی، سماجی مشکلات بھی ہوں گی جسکے ذریعہ بہت نقصانات ہوں گے۔

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پیس سمپوزیم 2012 کی تقریر میں بڑی تفصیل سے Nuclear Warefare میں جو تباہی ہوگی اُس کا ذکر کیا ہے۔حضور اقدس فرماتے ہیں:

آج کے نیوکلیئر ہتھیار اتنے خطرناک ہیں کہ اس اثر نسلاً بعد نسل رہے گا اور جو بچے پیدا ہوں گے وہ Severe Genetics اور Physical Defects کے ساتھ پیدا ہوں گے۔ جاپان ایک ایسا ملک ہے جسے نیوکلیئر بم کے نقصانات کا تجربہ ہے۔ آج جب آپ جاپان کے باشندوں سے ملاقات کریں گے اُن کی آنکھوں میں ایک ڈر سا اور نیوکلیائی جنگ سے ایک نفرت ہے۔ اُس وقت جو نیوکلیئر بم استعمال کیا گیا تھا آج کے نیوکلیئر بم کی طاقت کے مقابلے میں وہ کچھ بھی نہیں تھے۔ جاپان میں 70 سال کے بعد بھی (ہیروشیما اور ناگاساکی کے بم گرانے کے بعد) جو بچے پیدا ہورہے ہیں اُن پر وہ Atomic بم کا اثر آج بھی ہے نیوکلیئر ریڈیشن کا اثر پانی میں کھانے میں سبزیوں میں بھی پڑے گا۔ یہ سارے contaminate ہوجائیں گے اور اس آلودگی کی وجہ سے بیماریاں بھی پھیلیں گی۔ اس وجہ سے آنیوالی نسلوں کو بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اگر آج یہ طاقتور نیوکلیئر ہتھیار کا استعمال ہوتا ہے تو یہ امکان ہے کہ کچھ ممالک مکمل طور پر برباد ہوجائیں۔ دوسری عالمی جنگ میں چھ کروڑ بیس لاکھ لوگوں کی موت ہوئی جس میں سے چار کروڑ عام لوگ تھے۔ ہندوستان میں 16 لاکھ لوگوں کی موت ہوئی۔ جو سب سے بڑا خطرہ ہے وہ یہ ہے کہ یہ نیوکلیئر ویپن اُن لوگوں کے ہاتھ میں آجائے جو نہ سوچتے ہیں نہ انہیں اس کے نقصانات کا کوئی فکر ہے۔

وقف نو کلاس 31 رجنوری 2016 میں حضور اقدس فرماتے ہیں: چھوٹے لیول میں تو جنگ شروع ہو چکی ہے۔ ترکی میں، سیریا میں ، یمن ،عراق میں بلاک بن چکے ہیں ۔امریکہ اور روس کے۔آج کل کے جو حالات ہیں دوسری عالمی جنگ سے پہلے بھی وہی حالات تھے۔

(الف)

Great Depression

Economic Crisis (1932-33)

(ب)

پھر سے Economic Crisis

(1973-38)

(ج)

WW II (1939-1945)

ہماری ذمہ داریاں

ہم سب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں جو کہ رحمت للعالمین تھے ۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ہی چل کر دنیا کو تیسری عالمی جنگ سے بچانے کیلئے بہت دعا کررہے ہیں اور ہر جگہ پہنچ کر نصیحت بھی کررہے ہیں کہ کیسے تیسری عالمی جنگ سے بچا جائے۔ پیس سمپوزیم کے ذریعہ، پارلیمنٹ میں خطاب کے ذریعہ، لیڈرز سے مل کر، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ۔

ہمیں بھی خلیفہ وقت کی سنت پر چلتے ہوئے بہت دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دنیا کو تیسری عالمی جنگ سے بچالے۔ ہمیں اس سلسلہ میں پہلے سے بڑھ کر تبلیغ کرنی چاہئے۔اس ضمن میں حضور اقدس ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تیسری عالمی جنگ سے پہلے خوب تبلیغ کریں۔ لوگوں تک پہنچیں اور انہیں جماعت کا تعارف کرائیں۔ جماعت کا تعارف امن کے نام پہ۔ Stopping Nuclear Holocaust کے نام پہ یا Existence of God کے نام پہ۔

حضور اقدس مزید فرماتے ہیں اگر WW III (تیسری عالمی جنگ) ہوجاتی ہے اسکے بعد بہت محنت تو کرنی پڑے گی لیکن اگر WW III سے پہلے جماعت کا صحیح رنگ میں تعارف کرادیں گے، WW III کی وارننگ دے دیں گے، انہیں بتائیں کہ کیونکہ لوگ خدا سے دُور، مذہب سے دُور جا چکے ہیں، عدل اور انصاف سے دُور جا چکے ہیں اس لئے تیسری عالمی جنگ آئیگی۔

پھر جب WW III ہوگی اسکے بعد پھر دوبارہ آپ اُن سے رابطہ کریں گے جن کو پہلے آپ نے وارننگ دے دی تھی WW III کی جب اُن کو احساس ہوگا کہ ہاں یہ لوگ ہیں، اس جماعت نے ہمیں پہلے سے ہی WW III کی وارننگ دے دی تھی۔

حضور اقدس فرماتے ہیں: احمدیوں کو چاہئے اپنے اندر پاک تبدیلی لائیں۔ نیک بنیں، اگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے کلمہ پڑھ لیا، مسلمان ہیں، مسیح موعودؑ کی بیعت کرلی، ہم احمدی مسلمان ہیں بچائے جائیں گے ۔صرف یہ کافی نہیں ہے۔ ہمیں اللہ سے ایک ذاتی محبت ایک ذاتی تعلق پیدا کرنا چاہئے۔

حضور اقدس فرماتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے: آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار۔ یہ تیسری عالمی جنگ ایک آگ ہی ہے۔

22 رجنوری 2017ء کو واقفات نو یو.کے کی کلاس میں ایک سوال کیا گیا تھا کہ حضور اقدس! آپ کا سب سے بڑا ڈر کیا ہے؟ حضور اقدس نے فرمایا:

میرا ڈر یہ ہے کہ تیسری عالمی جنگ کے بعد جب لوگ خدا کو ڈھونڈیں گے مذہب کی طرف رجوع کریں گے کیا ہم احمدیوں کی اتنی ٹریننگ ہوگئی ہے، کیا ہمارا تعلق اللہ سے قائم ہو گیا ہے؟ کیا ہم لوگ نماز صحیح وقت میں پانچ وقت پڑھ رہے ہیں؟ کیا جب لوگ تیسری عالمی جنگ کے بعد ہماری طرف رجوع کریں گے، ایک بریک تھرو ہوگا تو کیا ہم تیار ہیں انہیں اللہ سے جوڑنے کیلئے؟ کیا ہمارے عمل ایسے ہیں جو اُن کیلئے نمونہ بن سکیں۔ کیا ہمارا دینی علم اتنا ہے کہ ہم آنے

والوں کو دین کا صحیح راستہ دکھاسکیں۔ یہ میرا ڈر ہے۔

26 / اکتوبر 2018ء کے خطبہ جمعہ میں حضور اقدس نے فرمایا:

مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں قہر الٰہی نازل ہو رہا ہے۔ حضور اقدس فرماتے ہیں اب دیکھیں یہ باقاعدہ اعداد وشمار ہیں کہ دنیا میں جتنے زلزلے، طوفان اور آفت گزشتہ 100 سال میں آئے ہیں پہلے نہیں آئے۔ یہ کیا ہے؟ سمجھنے کی ضرورت ہے۔ دنیادار نہیں سمجھتے۔ ہمیں سمجھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اظہار ہے یہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وارننگ دی ہے کھل کے ان باتوں کیلئے، اس لئے ہمیں اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے اور دنیا کو بھی بتانا چاہئے۔ یہ آفت معمولی آفت نہیں ہے۔ ان کی پیشگوئیاں 100 سال پہلے ہو چکی ہیں اور اس سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرف آئے۔ اگر ابھی بھی ہوش نہیں کیا گیا تو پھر بچنا محال ہے۔ اسی طرح انسان نے خود اپنے لئے مشکلات پیدا کر لی ہیں۔ جنگیں ہیں، ظلم کئے جارہے ہیں، ایک دوسرے پر اور اس کا پھر آخری نتیجہ یہی نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جب ظلم کی انتہا ہو جاتی ہے تو پھر اُن ظلم کرنے والی قوموں کی بھی تباہی ہے اور اُس وقت صرف وہی لوگ بچ سکتے ہیں جن کے بارے میں مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

پس اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے اپنے آپ کو بچانے کیلئے بھی دنیا کو بچانے کیلئے بھی بہت کوشش کی ضرورت ہے اور اس کیلئے اپنی پوری طاقت اور استعدادیں استعمال کرنی ہوں گی کہ اللہ تعالیٰ کو ہم کس طرح حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ کو حاصل کرنے کیلئے ہم لوگوں نے کیا کرنا ہے؟

حضور اقدس نے اپنے خطبہ جمعہ 26 / اکتوبر 2018ء میں فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ اُس نے اپنے فضل سے ہمیں مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ آنحضرت ﷺ کے اس غلام صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جسے آنحضرت ﷺ نے ہمارے مہدی کے الفاظ سے یاد فرمایا۔ یہ پیار اور قرب کے اظہار کا اعلیٰ مقام ہے جو آنحضرت ﷺ نے ہمارا کہہ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کیا۔ جہاں مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لٹریچر میں اسلام کے اعلیٰ ترین مذہب ہونے کا ثبوت دیا وہاں آپ نے احمدیوں کی تربیت کے بھی بہت سے سامان کئے۔

آپ نے اپنے ماننے والوں کو بڑے درد کے ساتھ بیعت کا حق ادا کرنے اور حقیقی مومن بننے کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ ہمیں ان ارشادات کو باقاعدہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور یہی ہماری روحانی تربیت کا ذریعہ ہے۔

یہی طریقہ ہے جس کے ذریعہ ہم دین کا ادراک بھی حاصل کر سکتے ہیں اور یہی ذریعہ ہے جس سے ہم خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا راستہ بھی تلاش کر سکتے ہیں اور یہی ذریعہ ہے جس سے ہم قرآن کریم کے اسرار اور معارف تک پہنچ سکتے ہیں اور یہی ذریعہ ہے جس سے ہم آنحضرت ﷺ کے مقام اور مرتبہ کو پہنچان سکتے ہیں اور یہی ذریعہ ہے جس سے ہم اپنی اعتقادی حالتوں کو درست کر سکتے ہیں اور یہی ذریعہ ہے جس سے ہم اپنی عملی حالتوں میں بہتری لاسکتے ہیں۔

یہ بڑی بدقسمتی ہوگی اگر ہم اس خزانے کے ہوتے ہوئے اس سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ میں جو طاقت اور قوت قدسی ہے اُس کا اثر کسی اور کے الفاظ میں نہیں ہوسکتا اور کیوں نہ ہو؟ یہی تو وہ امام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اسلام کی نشاتِ ثانیہ اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے اس زمانے میں بھیجا ہے۔ پس جو مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ کو پڑھیں، سنیں اور اس پر عمل کریں۔ اپنی حالتوں کو اس معیار پر لیکر آئیں جس کی مسیح موعودؑ نے ہم سے توقع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

بنصرہ العزیز نے اپنے پیغام میں فرمایا :

خدا کرے کہ آپ سب اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنے اور اس کی عبادت کا حق ادا کرنے کی توفیق پانے والے ہوں۔ آپ وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کو اس زمانہ کے امام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق ملی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر بڑا احسان فرمایا کہ آپ کو خلافت کی نعمت سے نوازا ہے جس کے ذریعہ آپ کے تزکیہ نفس کے سامان پیدا کئے ہیں۔ پس اس عظیم نعمت کی قدر کریں اور خلافت کے ساتھ ہمیشہ وفا اور اخلاص کا تعلق قائم رکھیں اور دین کو دنیا پر غالب کرنے کا جو عہد کیا ہوا ہے اس عہد کو نبھائیں۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں۔

(اخبار بدر 1 / اپریل 2021 صفحہ 18)

خلافت کے ساتھ چمٹے رہیں
اور اس کی محبت اپنے بچوں کے دلوں میں بھی راسخ کریں

صد سالہ جلسہ جماعت احمدیہ ڈھاکہ (بنگلہ دیش) 2020 کے موقع پر سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خصوصی پیغام میں فرمایا :

خلافت احمدیہ کے مختلف ادوار میں افراد جماعت کو کئی قسم کے ابتلاؤں سے گزرنا پڑا ہے۔ ان کے کاروبار برباد ہو گئے، ان کی جائیدادیں لوٹی گئیں، ان کو اپنے گھروں سے نکالا گیا، اپنے پیاروں سے جدا کیا گیا اور آج شہادتوں کی ایک نئی تاریخ رقم کی جارہی ہے۔ جو لوگ اپنی جانیں خلافت احمدیہ کی خاطر قربان کرنے کو تیار تھے انہیں سلاخوں کے پیچھے سالہا سال بند کر دیا گیا اور ان سے نہایت اذیت ناک سلوک روا رکھا گیا۔ مختلف طریقوں سے انہیں احمدیت چھوڑنے کی لالچ دی گئی اور ہر لحاظ سے دھمکایا اور ڈرایا گیا اور ان کیلئے انتہائی خوف اور مایوسی کا ماحول بنا دیا گیا ہے۔ تاہم اس لمبے عرصے کے دوران مخالفین کبھی بھی اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت احمدیہ کی قیادت میں (افراد) جماعت کے خوف کی حالت کو امن میں بدلا اور ان ابتلاؤں کے دوران ان کے ایمانوں کو قائم اور مضبوط رکھا۔ الٰہی تائید یافتہ خلافت کے زیر سایہ جماعت کو ختم کرنے کی نیت سے بھڑکائی جانے والی آگ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکی۔ یہ ایک ایسا تماشا تھا جس کی شہادت آسمان نے دی اور زمین نے اس کا مشاہدہ کیا اور کرتی چلی جائے گی۔

خلافت احمدیہ کی مدد کرنے والے خدا نے مخالفین احمدیت کو تباہ کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ ہمیشگی والا حی و قیوم قادر اور کامل غلبہ والا خدا ہے جو الٰہی جماعتوں کی خاطر اپنی عظیم قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ اسی مدد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''دنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا......اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 49 تا 50)

آج خدا تعالیٰ کے فضل سے افراد جماعت اور خلافت کے درمیان باہمی للّٰہی محبت کا ایک نہ ٹوٹنے والا رشتہ قائم ہے۔ احمدی مرد، عورتیں بچے بوڑھے سب کے سب خلافت سے اس طرح جڑ گئے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر ممکن ہی نہ تھا۔ خلافت کے محبّ دُنیا بھر میں پائے جاتے ہیں۔ وہ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں جو خلافت کی شکل میں انہیں عطا ہوئی ہے اور وہ اسلام کی امن اور پیار کی خوبصورت تعلیم کا عَلَم دنیا میں بلند کیے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ذریعہ جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع کیا ہوا ہے اور انہیں اس بابرکت رسی کے ساتھ مضبوطی سے باندھا ہوا ہے۔

یہ ایک الٰہی جماعت ہے جو جدید مواصلاتی ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے اسلام کا پیغام ہر مذہب، قوم، رنگ و نسل کے لوگوں تک پہنچا رہی ہے۔ جو لوگ بے نفس ہو کر خلافت سے محبت کرتے ہیں وہ ہمیشہ اسلام کی اشاعت میں مصروف رہتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ہر چڑھنے والا دن احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ترقی اور فتح کی خوشخبری لاتا ہے۔ یہی دوسرے لفظوں میں دین کی تمکنت اور مضبوطی کا نام ہے۔ پس جماعت احمدیہ اپنی ذات میں خدا تعالیٰ کے اس وعدے کے ایفا کا ثبوت ہے جو اس نے مومنین سے کیا کہ وہ خلافت کا قیام کرے گا، ان کے خوف کی حالت کو امن میں بدلے گا اور دین کو تمکنت عطا کرے گا۔

پس خلافت کے ساتھ چمٹے رہیں تا آپ ہمیشہ اس کی برکات سے حصہ پاتے رہیں اور اپنی آئندہ نسلوں کی حفاظت کر سکیں۔ اس کے ساتھ ہمیشہ جڑے رہیں اور اس کی محبت اپنے بچوں کے دلوں میں بھی راسخ کریں۔ اسی طرح ہمیشہ اخلاص، وفا اور دعاؤں کے ذریعہ سے خلیفۂ وقت کی مدد کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (اخبار بدر 8 / اپریل 2021 صفحہ 16)

خلافت کی نعمت کا اظہار ہمارے ہر قول اور فعل سے ہونا چاہئے
خلافت سے کامل اطاعت کا عہد آخری سانس تک نبھانے کیلئے ہمیں ہر قربانی کیلئے تیار رہنا چاہئے تبھی ہم قیامت تک اپنی نسلوں کو خلافت کا مطیع بنانیکا حق ادا کرسکتے ہیں

خلافت کی اہمیت و برکات کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ 28 مئی 2021، میں فرمایا :

پھر الٰہی تقدیر کے مطابق اپریل 2003ء میں خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا وصال ہوا تو پھر جماعت کیلئے ایک بہت بڑا دھچکا تھا اور دشمن کے خیال میں ان کیلئے احمدیت کو ختم کرنے کا ایک بہت بہترین موقع تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے اس نے ایک دفعہ پھر جماعت کو سنبھالا اور ایسا سنبھالا کہ مخالف مولوی بھی کہنے لگے کہ باوجود اس کے کہ ہم تمہیں سچا نہیں سمجھتے لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔ لیکن یہ ماننے کے باوجود کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہمارے ساتھ ہے پھر بھی ماننے کو تیار نہیں۔ مومنین کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے سنا اور خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا اور اسلام کی تاریخ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خلافتِ خامسہ کا دور شروع ہوا۔

اسلام کے ابتدائی دور میں اگر خلافتِ راشدہ چار خلافتوں تک محدود تھی تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق تھی اور اب جو خلافتِ خامسہ کا دور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے شروع ہوا تو یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد جس طرح اسلام کی تاریخ میں بہت سے نئے باب کھلے ہیں خلافت خامسہ بھی انہی کا ایک حصہ ہے۔ دشمن سمجھتا تھا کہ اب تو جماعت کی قیادت اتنے مضبوط ہاتھوں میں نہیں ہے لیکن ان کو کیا پتہ کہ اصل ہاتھ تو خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے جو جس کی تائید میں اور جس کے ساتھ ہو اسے مضبوط کر دیتا ہے۔ آج دشمن کی حسد کی آنکھ پہلے سے بڑھ کر جماعت کی ترقیات کو دیکھ رہی ہے۔ جماعت کا جو تعارف اور دنیا میں اس کا غیر معمولی طور پر اظہار اس دور میں، ہر طبقے میں اور ہر سطح پر ہوا ہے یہ غیر معمولی ہے۔ مَیں تو ایک بہت کمزور انسان ہوں میری کسی خوبی کی وجہ سے یہ ترقی نہیں ہو رہی۔ دنیا کی حکومتوں کے سرکردہ لوگوں اور ایوانوں میں جماعتِ احمدیہ کا تعارف ہو رہا ہے تو یہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے گئے وعدوں کی وجہ سے ہو رہا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہو رہا ہے۔ ہر روز اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے ہم دیکھ رہے ہیں۔ اشاعتِ قرآن اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا کام مختلف زبانوں میں بہت بڑھ چکا ہے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا کے تمام ممالک میں اسلام کا حقیقی پیغام پہنچ رہا ہے۔ پہلے ایک زبان میں تھا اور ایک چینل تھا۔ اس وقت دنیا میں ایم ٹی اے کے آٹھ مختلف چینل کام کر رہے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں ایم ٹی اے سٹوڈیوز بن گئے ہیں جہاں سے ایم ٹی اے کے پروگرام جاری رہتے ہیں۔ اب ایک جگہ سٹوڈیو نہیں ہر جگہ بن چکے ہیں، ہر جگہ تو نہیں لیکن کئی جگہ افریقہ میں بھی اور نارتھ امریکہ میں بھی اور یورپ میں بھی بن چکے ہیں۔ اگر ہم اپنے وسائل کو دیکھیں تو یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ بھی اسلام کا حقیقی پیغام پہنچ رہا ہے۔ پاکستان کی حکومت نے اس پر مختلف طریقوں سے پابندی لگائی ہے تو دنیا کے دوسرے ممالک میں پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے راستے کھول دیے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خلافت سے تعلق قائم کرنے کیلئے ایک نیا رستہ بھی سمجھا دیا ہے جو آن لائن (online) ملاقات یا ورچوئل (virtual) ملاقات کے ذریعہ سے اس کووِڈ کی بیماری کی وجہ سے سامنے آیا۔ اس ذریعہ سے میٹنگیں بھی ہو رہی ہیں۔ ملاقاتیں بھی ہو رہی ہیں جس سے براہِ راست جماعتوں سے رابطہ ہو رہا ہے۔ لوگ خلیفۂ وقت سے براہ راست راہنمائی لے رہے ہیں۔ میں یہاں لندن سے کبھی افریقہ کے کسی ملک سے، کبھی انڈونیشیا سے، کبھی آسٹریلیا سے، کبھی امریکہ سے ملاقات کر لیتا ہوں تو یہ سب خدا تعالیٰ کی تائیدات کے نظارے ہیں۔ پس ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جو اپنے فضلوں کے نظارے دکھا رہا ہے اور خلافت کے انعام سے جو ہمیں نوازا ہوا ہے اس کا ہم نے ہمیشہ حق ادا کرنے والا بننا ہے تا کہ قیامت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہم اس نعمت سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو اللہ تعالیٰ نے ترقیات کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا لیکن ہمیں اس سے فیض پانے کیلئے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ بنتے ہوئے اُس کے آگے جھکنا ہوگا۔ خلافت کی نعمت کا اظہار ہمارے ہر قول اور فعل سے ہونے کی ضرورت ہے۔ خلافت سے کامل اطاعت کا عہد آخری سانس تک نبھانے کیلئے ہمیں ہر قربانی کے لیے تیار رہنا چاہیے تبھی ہم قیامت تک اپنی نسلوں کو خلافت کا مطیع بنانے کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ (خطبہ جمعہ 28 مئی 2021، بدر 17 جون 2021، صفحہ 6)

اپنی اولاد میں خلافت کیساتھ ایک مضبوط اور خاص تعلق پیدا کرنیکی ضرورت کا احساس پیدا کریں

جلسہ سالانہ آئرلینڈ منعقدہ 3/اکتوبر 2021ء کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خصوصی پیغام میں فرمایا :

آپ کی اولاد کی تربیت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ آپ کو چاہئے کہ اُن میں خلافت کے ساتھ ایک مضبوط اور خاص تعلق پیدا کرنے کی ضرورت کا احساس پیدا کریں اور یہ کہ وہ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کے ساتھ اخلاص و وفا کے ساتھ وابستہ رہیں اور خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے کا بہترین ذریعہ، میں دوبارہ کہوں گا، آپ سب کا ایم ٹی اے بار بار دیکھنا ہے اور میرے خطبات جمعہ، تقاریر اور نصائح کو سنتے رہیں اور کی گئی نصائح پر عمل کرنے کی کوشش کریں......آپ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے نظام کے استحکام کے لئے کوشاں رہیں۔

(بدر 17 فروری 2022 صفحہ 7)

یاد رکھیں معاشرے کی ترقی، اسلام کا پھیلاؤ، عالمی امن کا قیام یہ سب بنیادی طور پر خلافت احمدیہ کے قیام سے جڑے ہوئے ہیں

برازیل کے 27ویں جلسہ سالانہ منعقدہ مورخہ 24 تا 26/ستمبر 2021ء کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی پیغام میں فرمایا :

خلافت کے ساتھ مضبوط اور ذاتی تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اپنے بچوں کو بھی اس الٰہی نظام کی بنیادی اہمیت کی تعلیم دیں۔ اس سلسلے میں آپ ایم ٹی اے کو کثرت سے دیکھیں اور خاص طور پر میرے جمعہ کے خطبات کو اور ایسے ہی دیگر مواقع پر دیے گئے میرے خطابات کو سنیں۔ یاد رکھیں کہ معاشرے کی ترقی، اسلام کا پھیلاؤ اور درحقیقت عالمی امن کا قیام، یہ سب بنیادی طور پر خلافت احمدیہ کے قیام سے جڑے ہوئے ہیں۔ اس لیے برازیل کی جماعت کے ارکان کو ہمیشہ خلافت کیلئے وقف اور اس کا وفادار رہنا چاہیے۔

(بدر 14/اپریل 2022 صفحہ 10)

یہ پیغام صرف برازیل کیلئے یا گوئٹے مالا یا ہنڈوراس کیلئے یا آئرلینڈ کے احمدیوں کیلئے نہیں بلکہ پوری دُنیا کے احمدیوں کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور انور کے تمام ارشادات واحکامات پر دل وجان سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (منصور احمد مسرور) ☆☆

اخبار بدر خود بھی پڑھیں اور اپنے دوست احباب کو بھی اسکے پڑھنے کی ترغیب دیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخبار بدر کے خصوصی شمارہ دسمبر 2014 کے لئے اپنا پیغام ارسال کرتے ہوئے فرمایا :

''یہ بات بدر کے ادارہ اور قارئین کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ اخبار احباب جماعت کی روحانی اصلاح اور ترقی کیلئے جاری کیا گیا تھا اور ہمارے بزرگوں نے باوجود نامساعد حالات کے پوری جانفشانی سے اسے ہمیشہ جاری رکھنے کی سعی کی اور ان کی دعاؤں اور پاک کوششوں کی برکت سے ہی آج تک یہ جاری ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی اسے پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہندوستان کے احمدیوں کو بالخصوص اور باقی دُنیا میں بسنے والے احمدیوں کو بالعموم اس کے مطالعہ کی اور اس سے وابستہ برکتوں کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔''

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس نہایت اہم اور بصیرت افروز ارشاد کے پیش نظر احباب جماعت احمدیہ کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ ہر گھر میں اخبار بدر کے مطالعہ کو یقینی بنایا جانا بہت ضروری ہے۔ اخبار بدر میں قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کے علاوہ حضور انور کے خطبات جمعہ، خطابات، نیز حضور انور کے مختلف ممالک کے بابرکت دوروں کی نہایت دلچسپ اور ایمان افروز رپورٹیں باقاعدگی سے شائع ہوتی ہیں جس کا مطالعہ ہر احمدی کیلئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت سے اب یہ اخبار اردو کے علاوہ ہندی، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم، اُڑیہ، کنڑ زبانوں میں بھی شائع ہو رہا ہے۔ جن احمدی دوستوں نے اب تک اخبار بدر اپنے نام جاری نہیں کروایا ہے، ان سے درخواست ہے کہ اخبار بدر اپنے نام جاری کروا کر خود بھی اس کا مطالعہ کریں اور اپنے بچوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی اس کے مطالعہ کا موقع فراہم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیّدنا حضرت امیر المومنین کے ارشادات پر من وعن ان کی حقیقی روح کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اخبار بدر کے وقت پر نہ پہنچنے نیز چندہ جات کی ادائیگی یا کسی بھی طرح کی معلومات کیلئے دفتر مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر سے رابطہ کریں۔ جزاکم اللہ (مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر قادیان)

❁ اپنے ذہن سے ہر طرح کا احساس کمتری مٹا دیں ❁ اپنی ذات میں خود اعتمادی پیدا کریں ❁ اپنی پنجوقتہ نمازوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا بھی کریں ❁ ایک سجدہ اس مقصد کیلئے مختص کر دیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عصر حاضر کے معاشرے کی برائیوں سے بچنے کی طاقت عطا کرے ❁ اپنی صحتیابی کیلئے دعا کریں، ایک سجدہ یا ایک یا دو رکعتیں اس کیلئے مختص کریں ❁ درود شریف پڑھیں ❁ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بھی جس قدر ہو سکے ضرور پڑھیں ❁ استغفار بھی کثرت سے کریں، اسکے گہرے معانی سمجھنے کی کوشش کریں، یہ آپ کو بری چیزوں سے بھی بچائے گی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ناصرات الاحمدیہ یو.کے ساؤتھ کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

26/جون 2021ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ناصرات الاحمدیہ یو.کے ساؤتھ کی ممبرات (بعمر 13 تا 15 سال) کے ساتھ آن لائن ملاقات فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ملاقات میں اپنے دفتر اسلام آباد (ٹلفورڈ) رونق افروز ہوئے جبکہ ناصرات الاحمدیہ کی 370 ممبرات نے مسجد بیت الفتوح لندن سے شرکت کی۔

اس پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، جس کے بعد ناصرات الاحمدیہ کی ممبرات کو حضور انور سے چند سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

ایک ناصرہ نے حضور انور کی خدمت میں سوال کیا کہ جب اسلام عورتوں کو مساوی حقوق دیتا ہے تو پھر بعض معاشروں میں ایسا کیوں نہیں ہوتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم ہر معاشرے اور ملک کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ مرد اور عورت برابر ہیں اور مسلمانوں کو عورتوں کے ساتھ برابری کا سلوک کرنا چاہیے۔ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ وہ دونوں حقوق کی حد تک مساوی ہیں لیکن کچھ ایسے حقوق ہیں جن کا اطلاق مختلف طریق پر ہوتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورتوں کو ان کے حقوق سے محروم کیا جائے۔ اس لیے ایک حقیقی اسلامی معاشرے میں مردوں اور عورتوں، لڑکوں اور لڑکیوں کے ساتھ مساوی برتاؤ کیا جائے گا۔ جو ایسا نہیں کر رہے وہ اسلامی تعلیم پر عمل نہیں کر رہے۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ یہ آج کے دور کے معاشرے اور ترقی یافتہ دنیا کا دعویٰ ہے کہ وہ مردوں اور عورتوں کے ساتھ مساوی برتاؤ کرتے ہیں۔ لیکن نوکریوں کے معاملے میں مردوں اور عورتوں کے ساتھ مساوی سلوک نہیں کیا جاتا۔ معاوضہ کے حوالہ سے، اگر مردوں اور عورتوں کو ایک جیسی نوکری دی جائے تو عورتوں کو مردوں کی نسبت کم معاوضہ دیا جاتا ہے۔ یہ امتیازی سلوک ہے اور اسلام ہر طرح کے امتیازی سلوک کے خلاف ہے۔

ایک اور ناصرہ نے حضور انور کی خدمت اقدس میں سوال کیا کہ ایسے معاشرے میں رہتے ہوئے جہاں وہ اپنے خیالات کے اظہار سے خوفزدہ ہو کہ کہیں لوگ اس کو بدتمیز یا پسماندہ نہ سمجھیں، اپنے ایمان پر کیسے قائم رہا جا سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پہلی چیز تو یہ ہے کہ آپ میں احساس کمتری نہیں ہونا چاہیے۔ اگر آپ اسلام پر ایمان لائی ہیں اور آپ کا خیال ہے کہ آپ کا مذہب ہی سچا مذہب ہے اور یہ جملہ مذاہب میں آخری مذہب ہے اور ایسا کامل مذہب ہے جس میں سابقہ انبیاء کی جملہ اچھی تعلیمات یکجا کر دی گئی ہیں، تو پھر کوئی احساس کمتری نہیں ہونا چاہیے۔ دوسرے ایسے لوگ جو محض دنیاوی لوگ ہیں اور آپ کے مذہبی امور کے بارے میں سننا ہی نہیں چاہتے، انہیں سننے پر کیوں مجبور کیا جائے؟ کچھ اچھے لوگ تلاش کریں، ان سے ہلکی پھلکی بات کریں اور جب آپ کو لگے کہ وہ خدا، مذہب اور عقائد کے بارے میں بات سننے کو تیار ہیں تو پھر آپ انہیں اسلام کی حقیقی تعلیم سے روشناس کروائیں۔

حضور انور نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ کبھی بھی بلا توقف یہ نہ کہیں کہ اسلام ہی سب سے اعلیٰ مذہب ہے اور دیگر مذاہب سے بہتر ہے۔ اگرچہ ہم اسلام کی بالا دستی کا ثبوت فراہم کر سکتے ہیں لیکن دوسروں کو براہ راست یہ بات بتا کر پریشان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب وہ آپ سے مذہب کے بارے میں بات کرنا چاہیں، تو پھر آپ انہیں اسلام کے حق میں ثبوت دے سکتی ہیں۔ انہیں مذہب اور ہستی باری تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کے متعلق اپنے عقائد بتائیں۔ پھر آہستہ آہستہ سے اور حکمت کے ساتھ اور دوستانہ ماحول میں آپ ان سے بات کر سکتی ہیں اور وہ آپ کی بات سنیں گے۔ بصورت دیگر اگر آپ بے باک ہوں گی تو یقینی طور پر وہ آپ کو بدتمیز اور پسماندہ ہی کہیں گے۔ اس لیے بے باک ہونے کی بجائے حکمت سے کام لیں۔

ایک ناصرہ نے حضور انور سے دریافت کیا کہ اگر اس کی کلاس فیلوز کی طرف سے سکول میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دی جارہی ہوں اور آپ کی طبعی وفات کے بارے میں جھوٹے الزامات لگائے جا رہے ہوں تو کیا کرنا چاہیے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مخالف اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس طرح علم ہوا؟ انہیں بتائیں کہ میں اپنے بارے میں، اپنے والدین کے بارے میں، اپنے بہن بھائیوں کے بارے میں اور چاہنے والوں کے بارے میں آپ سے زیادہ جانتی ہوں۔ تم یہ کس طرح کہہ سکتے ہو کہ تم ان کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہو؟ تو ہمیں اس طرح سے رویہ اختیار کرنے کا کہا گیا ہے، اس لیے جیسا وہ پسند کریں انہیں کرنے دو۔ ان کے اخلاق ان کے ساتھ ہیں۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو ہر وقت ناگوار باتوں اور گالیوں سے کام لیتے ہیں۔ کیا انہوں نے احمدیوں کے بارے میں پاکستان میں یہ قانون نہیں بنایا کہ احمدی مسلمان، مسلمان نہیں ہیں؟ پھر ان سے آپ کو مزید کیا امید ہے؟ اس لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو اپنے مذہب کی تاریخ کا علم ہونا چاہیے پھر آپ کو پتہ ہوگا کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ اور کسی بھی احساس کمتری کے بغیر آپ ان کو بتا سکتی ہیں کہ وہ جو بھی کہہ رہے ہیں وہ جھوٹ ہے اور ان کے ملاؤں کی من گھڑت کہانی ہے۔

ایک اور ناصرہ نے حضورِ انور سے سوال کیا کہ بسا اوقات چھوٹے بچے اپنے والدین کی کسی نصیحت پر عمل نہیں کرتے اور بعد میں احساس ہوتا ہے کہ وہ بات ان کے فائدہ میں تھی، تو ایسی غلطیوں سے بچنے کے لیے انہیں کیا کرنا چاہیے؟

حضور انور نے فرمایا کہ جب آپ خود ماں باپ بنتے ہیں تو پھر آپ کو پتہ چلتا ہے کہ یہ آپ کے فائدے کی بات تھی۔ کسی بھی فیصلہ میں جلدی نہ کریں۔ جب آپ اپنے والدین سے کچھ سنیں تو فوری طور پر اکتاہٹ کا اظہار کرنے کی بجائے اور اس کا انکار کرنے کی بجائے، آپ کو اس بارے میں سوچنا اور غور کرنا چاہیے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اور اپنے آپ سے سوال کرنا چاہیے کہ جو وہ کہہ رہے ہیں وہ آپ کے فائدے میں ہے یا نقصان میں۔ اس لیے عقلمند ہوتے ہوئے اور بالغ ہوتے ہوئے، جیسا کہ اب آپ کی عمر 12، 13، 14 یا 15 سال کی ہے تو آپ کو اپنے والدین کی نصیحت کے فوائد اور بات نہ ماننے کے نقصانات کا پتہ ہونا چاہیے۔ اگر آپ کو اس نصیحت کے بارے میں کوئی شک ہے تو آپ اپنے والدین سے دوبارہ پوچھ سکتی ہیں اور یہ آپ کے والدین کی ڈیوٹی ہے کہ وہ آپ کو تفصیل سے آگاہ کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا کہ آپ کو کوئی بھی کام کرنے سے پہلے دو مرتبہ سوچنا چاہیے اور اسی طرح انکار کرنے سے پہلے بھی۔ تحمل سے کام لیں اور اللہ سے دعا کریں کہ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں، اس لیے اگر یہ بات کسی طرح سے بھی میرے فائدہ میں ہے تو مجھے اس کا فہم عطا فرما اور اس پر عمل کی توفیق دے۔ اس طرح سے آپ میں بہتری آسکتی ہے۔ ہر کام سے پہلے دو مرتبہ سوچیں اور فیصلہ کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

ایک اور ممبر نے سوال پوچھا کہ دماغی صحت کے لیے کون سی دعائیں فائدہ مند ہیں خاص کر جب معاشرے کی طرف سے دباؤ اور امیدوں کا سامنا ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنے ذہن سے اپنے مذہب، اپنے عقائد، اپنی شخصیت اور اپنے خاندانی پس منظر کے حوالہ سے ہر طرح کا احساس کمتری مٹا دیں۔ اپنی ذات میں خود اعتمادی پیدا کریں۔ پھر اپنی پنجوقتہ نمازوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا بھی کریں۔ ایک سجدہ اس مقصد کے لیے مختص کر دیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عصر حاضر کے معاشرے کی برائیوں سے بچنے کی طاقت عطا کرے۔ تو بہترین طریقہ تو یہی ہے کہ اپنی پنجوقتہ نمازوں میں دعا کریں۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ اپنی صحتیابی کے لیے دعا، ایک سجدہ یا ایک یا دو رکعتیں مختص کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ کی راہنمائی فرمائے گا پھر اس کے علاوہ درود شریف پڑھیں اور یہ دعا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بھی جس قدر ہو سکے ضرور پڑھیں۔ اس دعا کا ترجمہ یاد کریں اور پھر پڑھیں۔ پھر استغفار بھی کثرت سے کریں۔ اس کے گہرے معانی سمجھنے کی کوشش کریں۔ یہ آپ کو بری چیزوں سے بھی بچائے گی اور آپ میں خود اعتمادی بھی پیدا ہوگی۔

ایک بچی نے بتایا کہ نسل پرستی تو عام ہو چکی ہے اور حضور انور سے دریافت کیا کہ نسل پرستی سے کس طرح نپٹا جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ نسل پرستی پیدا کیوں ہوئی ہے؟ جب آپ تالی بجاتی ہیں تو ایک ہاتھ سے نہیں بجتی، آپ کو دونوں ہاتھ استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ اس لیے دونوں طرف خامیاں ہیں۔ بعض مہاجرین جو مغربی ممالک کی طرف آتے ہیں وہ اس معاشرے میں آکر integrate نہیں ہوتے اور اس سے ہٹ کر بہت سے ایسے ہیں جو کام بھی نہیں کرتے۔ یا اگر وہ کام بھی کرتے ہیں تو ٹیکس ادا نہیں کرتے اور خود کو مقامی لوگوں سے الگ رکھتے ہیں۔ جب مقامی باشندے دیکھتے ہیں کہ یہ معاشرے کا حصہ نہیں بن رہے جبکہ یہ گورنمنٹ سے benefits بھی حاصل کر رہے ہیں جو ان مقامی لوگوں کے ٹیکسز سے ادا ہوتے ہیں تو یہ بات انہیں غصہ دلاتی ہے۔ اور ایسے لیڈرز جو مہاجرین کے لیے نفرت رکھتے ہیں وہ عوام الناس کو ان کے خلاف اکساتے ہیں۔ اسی لیے نسل پرستی بڑھ رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا کہ اگر مہاجرین خود کو لوکل معاشرے کے ساتھ integrate کرنے کی کوشش کریں تو وہ مقامی لوگوں کے شبہات دور کر سکتے ہیں۔ Integration کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ مقامی لوگوں کی طرح کا لباس پہنیں یا کلبز میں جائیں یا الکوحل والے مشروبات پینا شروع کر دیں۔ نہ ہی اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ ان کے کلبز میں جا کر ڈانس کریں۔ نہ ہی اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ اپنے اخلاق سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اگر مقامی لوگوں کو یہ یقین دہانی ہو جائے کہ مہاجرین ان کے لیے مفید وجود ہیں اور وہ ملک کی بہتری کیلئے سرگرم ہیں اور ملک کی اقتصادی ترقی میں اپنا حصہ ڈال رہے ہیں تو وہ ایسے سوال نہیں اٹھائیں گے۔ پھر جب ہم مقامی لوگوں سے بات چیت کریں تو ہم ان کے شبہات کو دور کر سکتے ہیں۔

احمدی مسلمانوں کے اپنے عقائد کے حوالہ سے (مقامی لوگوں کو) آگاہ کرنے اور مہاجرین کی مثبت شرکت جو نسل پرستی پر قابو پانے میں مددگار ہو سکتی ہے کے بارے میں حضورِ انور نے فرمایا کہ اپنی سہیلیوں کو بتاؤ کہ ہم ملک کا حصہ بننا چاہتے ہیں اور انہیں بتاؤ کہ یہ ہمارا ایمان ہے کہ جس ملک میں ہم رہ رہے ہیں وہی ہمارا وطن ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ وطن کی محبت جزوِ ایمان ہے۔ اس لیے ہم اپنے ملک سے پیار کرتے ہیں۔ اس لیے آپ کو محنت کرنی ہوگی اور ہر بات کی تفصیل اپنے ساتھ پڑھنے والوں کو بتانی چاہیے۔ ان کے ساتھ مل جل کر رہیں لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ اپنے اخلاق، اپنی تعلیمات اور اپنا ایمان کبھی ہاتھ سے نہیں دینا۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 20/اگست 2021ء)

......☆......☆......☆......

چاند، سورج اور دیگر سیاروں اور ستاروں کی تاثیرات کا زمین اور اہل زمین پر اثر انداز ہونا تو ثابت ہے لیکن گرہن کے وقت حاملہ عورت کے چاقو چھری وغیرہ استعمال کرنے یا اسکے اس وقت میں سونے یا نہ سونے سے اس کا کوئی تعلق نہیں، یہ محض توہمات ہیں

علاج کے طور پر جان بچانے کیلئے انسانی جسم میں سؤر کے دل کی ٹرانسپلانٹیشن کرنا جو دراصل ایک اضطراری کی حالت ہے، جائز ہے اور اس میں کوئی ممانعت نہیں

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 33)

سوال ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ تفسیر میں سے حاملہ عورتوں پر چاند گرہن کے اثرات کے بارے میں ایک اقتباس بھجوا کر دریافت کیا کہ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس وقت حاملہ عورت نہ سوئے اور نہ ہی کوئی چھری چاقو وغیرہ استعمال کرے، اس کی کیا حقیقت ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 10/مارچ 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اس نے اپنے حکم سے چاند، سورج، سیاروں اور ستاروں کو انسان کی خدمت پر مقرر فرمایا ہے۔ اس لیے ان اجرام فلکی سے نکلنے والی شعاعیں اور ذرات مختلف انداز سے زمین اور زمین پر موجود اشیاء پر کئی طریقوں سے اثر انداز ہوتے ہیں۔ عام زندگی میں سورج کی طرف دیکھنے سے ہماری بینائی پر کوئی بہت زیادہ بُرا اثر نہیں پڑتا لیکن سورج گرہن کے وقت بعض صورتوں میں سورج کی طرف دیکھنا انسانی بینائی کے ضائع ہونے کا باعث ہو جاتا ہے۔

اسی طرح ہمارے مشاہدہ میں یہ بات بھی ہے کہ سورج کی روشنی کئی قسم کی زمینی بیماریوں کو دور کرنے کا موجب ہوتی ہے اور پھل، پھول، سبزیوں اور فصلوں پر مختلف طور پر اثر انداز ہوتی ہے۔ نیز چاند کی روشنی بھی پھلوں میں مٹھاس پیدا کرنے اور کئی قسم کی سبزیوں اور پھل پھولوں پر اثر ڈالتی ہے۔

اگرچہ سائنس کی اب تک کی تحقیق چاند گرہن کے حاملہ عورتوں پر اثر انداز ہونے کی نفی کرتی ہے لیکن سائنسدان اس بات کے بہر حال قائل ہیں کہ چاند کی روشنی انسانی نیند پر اثر انداز ہوتی ہے، اسی طرح سورج سے نکلنے والے خاص قسم کے Neutrinos نامی لاکھوں ذرات انسانی جسم میں داخل ہوتے ہیں اور جسم میں موجود ایٹم ان ذرات کو جذب کرنے کی وجہ سے ایک نئی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ لیکن اس تغیر کا کوئی بد اثر انسانی جسم پر یا حاملہ عورت کے جنین پر نہیں ہوتا ہے۔

انسانی علم اور سائنسی تحقیقات اللہ تعالیٰ کے لامحدود علم کے مقابلہ پر بہت ہی معمولی حیثیت رکھتا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ خود سائنسی تحقیقات بھی مختلف زمانوں میں بدلتی رہی ہیں اور اب بھی ان میں ردّو بدل ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”گو رات اور دن ان اجرام فلکی کی تاثیرات کے ظہور کا نام ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ بھی سورج اور چاند اور ستاروں کے اثرات ہیں۔ اور ان سے ایسی تاثیرات بھی دنیا پر پڑتی ہیں جو آنکھوں سے نظر آنے والی شعاعوں کے علاوہ دوسرے ذرائع سے انسان پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ جیسے برقی یا مقناطیسی اثرات اور ان کے سوا اور کئی قسم کی تاثیرات ہیں جو سائنس روز بروز دریافت کر رہی ہے اور کئی وہ شاید کبھی بھی دریافت نہ کر سکے۔“

(تفسیر کبیر، جلد چہارم، صفحہ 138)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی مختلف تصانیف میں قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں چاند، سورج، ستاروں اور سیاروں کی زمین اور اہل زمین پر تاثیرات کے مضامین کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ تحفہ گولڑویہ میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ”یہ ستارے فقط زینت کیلئے نہیں ہیں جیسا عوام خیال کرتے ہیں بلکہ اِن میں تاثیرات ہیں۔ جیسا کہ آیت وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِمَصَابِيۡحَ وَ حِفۡظًا (حٰم السجدۃ: 13) سے، یعنی حفظًا کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ یعنی نظام دنیا کی محافظت میں ان ستاروں کو دخل ہے اُسی قسم کا دخل جیسا کہ انسانی صحت میں دوا اور غذا کو ہوتا ہے جس کو الوہیت کے اقتدار میں کچھ دخل نہیں بلکہ جبروت ایزدی کے آگے یہ تمام چیزیں بطور مردہ ہیں۔ یہ چیزیں بجز اذن الٰہی کچھ نہیں کر سکتیں۔ ان کی تاثیرات خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ پس واقعی اور صحیح امر یہی ہے کہ ستاروں میں تاثیرات ہیں جن کا زمین پر اثر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس انسان سے زیادہ تر کوئی دنیا میں جاہل نہیں کہ جو بنفشہ اور نیلوفر اور تربد اور سقمونیا اور خیار شنبر کی تاثیرات کا تو قائل ہے مگر اُن ستاروں کی تاثیرات کا منکر ہے جو قدرت کے ہاتھ کے اوّل درجہ پر تجلی گاہ اور مظہر العجائب ہیں جن کی نسبت خود خدا تعالیٰ نے حفظًا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ لوگ جو سراپا جہالت میں غرق ہیں اس علمی سلسلہ کو شرک میں داخل کرتے ہیں۔ نہیں جانتے جو دنیا میں خدا تعالیٰ کا قانونِ قدرت یہی ہے جو کوئی چیز اس نے لغو اور بے فائدہ اور بے تاثیر پیدا نہیں کی جبکہ وہ فرماتا ہے کہ ہر ایک چیز انسان کیلئے پیدا کی گئی ہے تو اب بتلاؤ کہ سماء الدنیا کو لاکھوں ستاروں سے پُر کر دینا انسان کو اس سے کیا فائدہ ہے؟ اور خدا کا یہ کہنا کہ یہ سب چیزیں انسان کیلئے پیدا کی گئی ہیں ضرور ہمیں اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ ان چیزوں کے اندر خاص وہ تاثیرات ہیں جو انسانی زندگی اور انسانی تمدّن پر اپنا اثر ڈالتی ہیں۔ جیسا کہ متقدمین حکماء نے لکھا ہے کہ زمین ابتدا میں بہت ناہموار تھی خدا نے ستاروں کی تاثیرات کے ساتھ اس کو درست کیا ہے۔“ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 282 تا 283، حاشیہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”یاد رہے کہ سائنس کی موجودہ تحقیق نے سپکٹرم کے ذریعہ سے جو ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعہ سے روشنی کی شعاعوں کو پھاڑ کر الگ الگ کر لیا جاتا ہے، یہ معلومات حاصل کی ہیں کہ فلاں ستارے میں فلاں قسم کی دھاتیں ہیں اور فلاں میں فلاں قسم کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف روشنی ہی نہیں بلکہ روشنی کے ساتھ مختلف دھاتوں کی تاثیرات بھی دنیا پر اُترتی رہتی ہیں اور ان سے اہل دنیا کے دماغ اور قویٰ پر مختلف اثرات نازل ہوتے رہتے ہیں۔ چاند کی شعاعوں کی تاثیرات تو کئی رنگ میں دنیا پر ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ عام طور پر ہمارے ملک میں مشہور ہے کہ چاند گرہن جب مکمل ہو تو حاملہ عورتوں پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ ایسے وقت میں حاملہ عورتیں کمروں سے باہر نہیں نکلتیں۔ گو عام طور پر اسے وہم سمجھا جاتا ہے مگر میں نے اس سوال پر خاص طور پر غور کیا ہے اور معلوم کیا ہے کہ جب چاند گرہن مکمل ہو تو اس کے بعد بہت سی عورتوں کی زچگی سخت تکلیف دہ ہوتی ہے اور ان میں بکثرت موتیں ہوتی ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ تکلیف اٹھانے والی عورتیں وہ ہوتی ہیں جو ایسے وقت میں چاند کو دیکھتی ہیں۔ یا اس کے بغیر بھی ان پر یہ تاثیر عمل کرتی ہے۔ مگر بہر حال میں نے کئی دفعہ اس کا تجربہ کیا ہے اور دوسروں کو بھی بتایا ہے جنہوں نے اپنے تجربہ سے اس کی تصدیق کی ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 138 تا 139)

پس چاند، سورج اور دیگر سیاروں اور ستاروں کی تاثیرات کا زمین اور اہل زمین پر اثر انداز ہونا تو ثابت ہے لیکن گرہن کے وقت حاملہ عورت کے چاقو چھری وغیرہ استعمال کرنے یا اس کے اس وقت میں سونے یا نہ سونے سے اس کا کوئی تعلق نہیں، یہ محض توہمات ہیں۔

سوال سنت اور نفل نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعات میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھنے کے بارے میں ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے راہنمائی چاہی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 10/مارچ 2021ء میں اس بارے میں درج ذیل راہنمائی فرمائی:

جواب احادیث میں جس طرح فرض نمازوں کی صرف پہلی دو رکعات میں سورہ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھنے کی بابت صراحت پائی جاتی ہے اس طرح کتب احادیث خصوصاً صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں کہیں یہ وضاحت نہیں ملتی کہ سنت اور نفل نمازوں کی چاروں رکعات میں سورہ فاتحہ کے ساتھ قرآن کا کچھ حصہ ضرور پڑھا جائے۔

فقہاء کا بھی اس بارے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ مالکی اور حنبلی مسالک والے سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعات میں سورہ فاتحہ کے ساتھ قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھتے ہیں جبکہ حنفی اور شافعی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کا کوئی حصہ نہیں پڑھتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جیسا کہ آپ نے بھی اپنے خط میں ذکر کیا ہے اس معاملے میں فرض اور سنت نماز میں کوئی فرق نہیں۔ جس طرح فرض نمازوں کی صرف پہلی دو رکعات میں سورہ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھا جاتا ہے اسی طرح سنت اور نفل نمازوں کی بھی صرف پہلی دو رکعات میں ہی سورہ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کا کچھ حصہ پڑھا جائے گا اور تیسری اور چوتھی رکعات میں صرف سورہ فاتحہ پر ہی اکتفاء کیا جائے گا۔ اور یہی میرا موقف ہے۔

سوال ایک دوست نے آنحضور ﷺ کے ارشاد کہ ”میں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب حضرت آدم ابھی اپنی پیدائش کے بالکل ابتدائی مراحل میں تھے“ کی ایک تشریح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کر کے اس بارے میں راہنمائی چاہی نیز اس مضمون کے حوالے سے اس دوست نے دو حدیثوں کا حوالہ بھی حضور سے دریافت کیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 10/مارچ 2021ء میں اس بارے میں درج ذیل ارشادات فرمائے:

جواب آنحضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے

غیر معمولی اور بلند مرتبہ مقام کے حوالے سے حضور ﷺ کے ارشاد: إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفضائل باب فضائل سید المرسلین ﷺ) کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں جب آدم (علیہ السلام) ابھی اپنی گندھی ہوئی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔ نیز حدیث قدسی لَوْ لَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ (روح المعانی از علامہ آلوسی جزو اوّل صفحہ 70 تفسیر سورۃ الفاتحہ۔ داراحیاء التراث العربی بیروت ایڈیشن 1999ء) کہ اے محمد (ﷺ) اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا، کی تشریح میں آپ نے جو نکتہ بیان کیا ہے کہ ان احادیث سے پتا چلتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھی حضور ﷺ کے مقام خاتم النبیین کے بعد آئے اور زمین و آسمان بھی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اس مقام پر فائز کرنے کے بعد بنائے، ٹھیک ہے۔ جس کا پرانے علماء نے بھی ذکر کیا ہے اور یہ جماعتی لٹریچر میں بھی بیان ہوا ہے۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بانیٔ دیو بند حضرت محمد قاسم نانوتوی کا ایک حوالہ کہ ’’اوّل معنیٰ خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تأخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی......اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔‘‘ بیان کر کے اس مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے حضورؒ فرماتے ہیں: ’یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ حضرت اقدس محمد ﷺ تو اس وقت بھی خاتم تھے کہ جبکہ انسان کا ابھی Blue Print تھا۔ ابھی وہ تخلیق کے تشکیلی مراحل سے گزر رہا تھا۔ تخلیق کو تشکیل دی جارہی تھی۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں مَیں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جبکہ آدم ابھی اپنی تخلیق کی مٹی میں لت پت تھا۔ کتنا عظیم الشان مضمون ہے۔ خاتمیت زمانہ سے بالا ہے۔ زمانہ کے ماتحت نہیں ہے۔ خاتم سے پہلے بھی کوئی نبی اس کی نبوت کا مقابلہ نہیں کرسکتا، نہ بعد میں کوئی نبی ایسا آسکتا ہے جو اس کے مقابل پر ہو۔ لیکن بعد میں ایک لازم شرط ہے کہ مطیع ہوگا تو ہوگا ورنہ بالکل نہیں ہوگا۔ غلام آسکتا ہے غیر غلام نہیں آسکتا۔ اور پہلے بھی وہی نبی ہیں جن پر آپ کی مہر تصدیق ہے۔ اس مضمون کو سمجھنے کی لوگ کوشش نہیں کرتے، بہت عظیم الشان مضمون ہے۔ آنحضرت ﷺ کو مسلمان خاتم کہہ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں بہت عظیم الشان ایک منفرد مرتبہ ہے جو کسی نبی کو حاصل نہیں۔ پوچھو کہ ثبوت کیا ہے؟ تو ان علماء سے پوچھ کے دیکھ لیجئے، کچھ ثبوت ان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ کیسے پتہ چلا، کیسے دنیا پہ ثابت کر سکتے ہو؟ یہاں جب مغربی دنیا میں مجالس میں لوگ مجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تم لوگوں کے پاس کیا ثبوت ہے؟ میں کہتا ہوں میں تمہیں ثبوت دکھاتا ہوں۔ اس کا جواب نکال کے دکھاؤ۔ ساری دنیا میں جتنے انبیاء آئے ہیں ایک بھی نبی ایسا نہیں جس نے اپنے سلسلہ کے علاوہ دنیا کے دوسرے نبیوں کی تصدیق کی ہو۔ چراغ لے کے ڈھونڈو، تلاش کر کے مجھے دکھاؤ۔ ایک بھی نہیں۔ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ...... وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ میں تمام انبیاء پر اور سب رسولوں پر جو ایمان کو لازم قرار دیا ہے وہ ایک ہی تو ہے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ۔ تو تصدیق کی مہر کس کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت اقدسؐ کے سوا کوئی ہاتھ دکھاؤ تو سہی۔ یہ خاتمیت ہے۔ اس خاتمیت کے اعلیٰ اور ارفع مضمون کو چھوئے بغیر تم زمانی ختم کے اوپر آ پڑے ہو اور کچھ پتہ نہیں کہ باتیں کیا کر رہے ہو۔ زمانی ختم مقام مدح میں نہیں ہے۔ مگر یہ ختم جو قرآن بیان فرما رہا ہے یہ ایسی مدح ہے کہ جس کی کوئی مثال دنیا میں دکھائی نہیں جاسکتی۔ تجربہ کر کے دیکھ لیجئے۔ میں تو سب دنیا کو بتا رہا ہوں۔ کسی دنیا کے مذہب کو چیلنج دے دیں آپ کہ تمہارا اگر نبی کوئی بھی نبی صاحب خاتم تھا تو اس کی دوسرے نبیوں پہ تصدیق تو دکھاؤ۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا ایک بھی نہیں جو خاتم النبیین ہو۔ تمام نبیوں کا مصدق ہو۔ پس آئندہ بھی اگر کوئی آئے تو آپ کی تصدیق کے بغیر نہیں آسکتا۔ اسی لیے ہم حقیقت میں جب کہتے ہیں کہ امتی نبی تو مراد امام مہدی اور وہ مسیح موعود ہیں جن کی پیشگوئی کی گئی ہے، اس کے سوا ہماری کوئی مراد نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ اس پر مہر تصدیق ثبت ہے۔ امام مہدی کے سوا ہم نے کب کسی کو نبی کہا ہے۔ پس وہی امام مہدی ہے اسی کو ہم امتی نبی کہتے ہیں۔‘‘ (ملاقات پروگرام مورخہ 31/جنوری 1994ء غیر مطبوعہ)

باقی جو آپ نے حدیثوں کے حوالے پوچھے ہیں تو مشکوٰۃ میں درج حدیث اور اس کا حوالہ اس طرح ہے: عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ: إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ: خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ وَسَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِيْ دَعْوَةُ إِبْرَاهِيْمَ وَبَشَارَةُ عِيْسَى وَرُؤْيَا أُمِّيَ الَّتِيْ رَأَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِيْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ أَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ (مشکوۃ المصابیح کتاب الفضائل باب فضائل سید المرسلین ﷺ) یعنی حضرت عرباض ابن ساریہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں جب آدم (علیہ السلام) اپنی گندھی ہوئی مٹی میں پڑے تھے۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میرا امر (یعنی میری پیدائش کے معاملے کی ابتدا) حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی بشارت اور میری والدہ کا خواب ہے جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا کہ میری والدہ کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا تھا جس نے شام کے محلات کو ان پر روشن کر دیا تھا۔

اور حدیث قدسی لَوْ لَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کو علامہ آلوسی اور علامہ اسماعیل حقی نے اپنی تفاسیر میں درج کیا ہے۔ جبکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے اِنِّیْ مَعَ الْاِکْرَامِ۔ لَوْ لَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کے الفاظ میں اسے الہام فرمایا۔ نیز حضور علیہ السلام نے اس کا اپنی کتب میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ تفاسیر اور حضور علیہ السلام کی ان کتب کے حوالے حسب ذیل ہیں:

(1) (روح المعانی از علامہ آلوسی جزو 29 صفحہ 306 تفسیر سورۃ النبا زیر آیت 38، داراحیاء التراث العربی بیروت ایڈیشن 1999ء)

(2) (روح البیان از علامہ حقی بروسوی جلد 6 صفحہ 24 تفسیر سورۃ النور زیر آیت 36، دارالکتب العلمیۃ بیروت ایڈیشن 2004ء)

(3) (تذکرہ صفحہ 525 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

(4) (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 102)

سوال: ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ حال ہی میں امریکہ کے ڈاکٹروں نے انسانی جان بچانے کیلئے سؤر کے دل کو بیمار انسان کے جسم میں ٹرانسپلانٹ کیا ہے۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 02/فروری 2022ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: میں پہلے بھی کسی موقع پر اس بارے میں بتا چکا ہوں کہ جہاں انسانی جان بچانے کا سوال ہو، وہاں اس قسم کے طریق علاج میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ شراب کو بھی اسلام نے حرام قرار دیا ہے لیکن دوائیاں جو انسانی جان بچانے کا موجب ہوتی ہیں، ان میں اس کا استعمال جائز ہے کیونکہ یہ سب اضطرار کی حالتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں سؤر کے گوشت کی حرمت بیان فرمائی ہے وہاں اضطراری حالت میں اس کے استعمال کی اجازت بھی دی ہے۔

پس علاج کے طور پر جان بچانے کیلئے انسانی جسم میں سؤر کے دل کی ٹرانسپلانٹیشن کرنا جو دراصل ایک اضطرار ہی کی حالت ہے، جائز ہے اور اس میں کوئی ممانعت نہیں۔

پرانے علماء وفقہاء میں سے بعض کا کہنا ہے کہ سؤر کا گوشت کھانا منع ہے لیکن اس کے بال اور کھال وغیرہ کا استعمال جائز ہے اور بعض نے تو یہاں تک کہا ہے کہ اس کی چربی کھانا بھی جائز ہے۔ اگرچہ ہمارے نزدیک عام حالات میں سؤر کی کسی بھی چیز کا ایسا استعمال جو کھانے کے مفہوم میں شامل ہو جائز نہیں۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت 174 کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ’’اس آیت میں جو لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ فرمایا اس کے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے کہ لحم میں چربی بھی شامل ہے یا نہیں۔ جہاں تک لغت کا سوال ہے شُحم یعنی چربی کو لَحم سے الگ قسم کا خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن مفسرین کہتے ہیں کہ لحم کے نام میں شحم شامل ہے۔ گو مفسرین کی دلیل ذوقی ہے اور لغت والوں کی بات اس مسئلہ میں زیادہ قابل اعتبار ہے۔ مگر اسکے باوجود میرے نزدیک سؤر کی شحم یعنی چربی جائز نہیں اور اسکی دلیل میرے پاس یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مردہ جانور کی چربی حرام ہے اور سؤر کی حرمت اور مردہ کی حرمت ایک ہی آیت میں اور ایک ہی الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ پس دونوں کا حکم ایک قسم کا سمجھا جائے گا۔ لیکن سؤر کی جلد کا استعمال جائز ہوگا کیونکہ وہ کھائی نہیں جاتی۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد چہارم، تفسیر سورۃ النحل، صفحہ 260)

اسی طرح اس سوال کہ ٹوتھ برش (tooth brush) کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے، یہ برش اکثر سؤر کے بالوں سے بنائے جاتے ہیں؟ کا جواب دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ’’ہماری تحقیقات تو یہ ہے کہ سب کے سب برش سؤر کے بالوں کے نہیں ہوتے۔ باقی رہا سؤر کے بالوں کا استعمال۔ یہ شرعی لحاظ سے جائز ہے۔ کیونکہ سؤر کا گوشت حرام کیا گیا۔ جو کھانے کی چیز ہے۔ اور بال کوئی کھاتا نہیں۔ ایک بڑے بزرگ نے تو یہاں تک کہا ہے کہ سؤر کی چربی بھی جائز ہے کیونکہ سؤر کا لحم حرام کیا گیا ہے نہ کہ چربی۔ دوسرے فقہاء نے کہا ہے یہ فتویٰ دینے والے کی بزرگی میں تو کلام نہیں مگر اُن کا یہ استدلال غلط ہے۔ ان کو زبان کے لحاظ سے غلطی لگی ہے کیونکہ چربی لحم میں شامل ہوتی ہے۔ انہوں نے علیحدہ سمجھی ہے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان دارالامان نمبر 5 جلد 16، مورخہ 17/جولائی 1928ء صفحہ 7)

یہودی مذہب میں بھی سؤر کی افزائش اور اس کا کھانا حرام ہے لیکن انسانی جان بچانا چونکہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے اس لیے عصر حاضر کے یہودی علماء کے نزدیک سؤر سے دل کا حصول یہودی ضوابط خوراک کی کسی بھی طرح خلاف ورزی نہیں ہے۔

اسی طرح عصر حاضر کے بعض مسلمان علماء نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے کہ اگر مریض کی زندگی ختم ہونے، اس کے کسی عضو کی ناکامی، مرض کے پھیلنے اور شدید تر ہونے، یا جسم کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو سؤر کے دل کے Valve انسان کو لگائے جاسکتے ہیں۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 6/مئی 2021)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 16 فروری 2022ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم چودھری محمد اشرف سندھی صاحب (لندن، یو.کے)

13 فروری 2022ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کا تعلق گورداسپور سے تھا۔ آپ نے 11 سال کی عمر میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی اور پھر اپنے خاندان کے باقی افراد کو بھی جماعت میں شامل کیا۔ پارٹیشن کے بعد سندھ میں جماعت کی اراضی پر کام کیا۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کی تحریرات اور کلام پڑھ کر ہمیشہ اشکبار ہوجاتے تھے۔ 2006ء میں پاکستان سے ڈبلن آئرلینڈ منتقل ہوگئے۔ گزشتہ سال اپنے بیٹے کے پاس ٹوٹنگ (لندن) آگئے اور یہیں پر وفات پائی۔ آپ کو اسیر راہ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور آٹھ بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ ممتاز بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری شبیر احمد صاحب (فیصل آباد)

8 جنوری 2022ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی نرم مزاج، ملنسار، مہمان نواز، غریبوں کی ہمدرد، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ عقیدت رکھتی تھیں۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم چودھری سلطان احمد صاحب گھمن (ڈگری گھمناں، ضلع سیالکوٹ)

23 جنوری 2022ء کو 102 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، دعا گو، خوش اخلاق، ہنس مکھ، نیک، مخلص اور ہردلعزیز انسان تھے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(3) مکرمہ نذیر بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ملک بہاول بخش صاحب (کھوکھر غربی ضلع گجرات)

26 دسمبر 2021ء کو 93 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ لجنہ کی فعال رکن تھیں اور مختلف عہدوں پر بڑی دیانت داری اور اخلاص کے ساتھ خدمت کرتی رہیں۔ دعوت الی اللہ کا بھی بہت شوق تھا اور چار بیعتیں کروانے کی بھی توفیق پائی۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی، بہت ملنسار، غریب پرور، ہمدرد اور نیک خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ وفا اور اخلاص کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(4) مکرم ملک سراج دین صاحب ابن مکرم ملک جان محمد صاحب (ربوہ)

16 دسمبر 2021ء کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے 1963ء میں بیعت کرکے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، ہمدرد، غریب پرور، ایک دیندار اور مخلص انسان تھے۔ چندہ جات بڑی باقاعدگی سے ادا کرتے اور خلافت اور نظام جماعت کا بہت احترام کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(5) مکرم عبدالعزیز خان صاحب (سٹن، یو.کے)

26 جون 2021ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم عبدالحئی خان صاحب (آف صوابی، مردان) کے بیٹے اور مکرم مولوی محمد الیاس خان صاحب کے پوتے تھے۔ مرحوم کو جماعت میں مختلف عہدوں پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ مرحوم کو اپنے پشاور قیام کے دوران بطور صدر جماعت اور جنرل سیکرٹری اور جرمنی قیام کے دوران ممبر مجلس شوریٰ اور MTA جرمنی کی انتظامیہ میں خدمت کرنے کا موقع ملا۔ آپ انتہائی نیک، جماعت کی خدمت کرنے والے، خلافت کے گرویدہ اور ایک فدائی احمدی تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ مکرمہ پروین سعید صاحبہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(6) مکرمہ خورشید بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمود احمد سراء صاحب (چک نمبر 6/11L ضلع ساہیوال)

27 دسمبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ ایک نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں اور اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ مکرم محمد آصف سراء صاحب (مربی سلسلہ ضلع ملتان) کی والدہ تھیں۔

(7) مکرم مبشر احمد کلیم صاحب (لندن، یو.کے)

3 فروری 2022ء کو 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کا تعلق چک مراد ضلع بہاولپور سے تھا۔ آپ ایک سیکنڈری سکول ٹیچر تھے اور 2005ء میں ریٹائر ہوئے۔ دو سال سے یوکے میں اپنے بیٹوں کے پاس رہ رہے تھے۔ آپ کے دادا مکرم حاجی کریم بخش صاحب آف قادیان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دستی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ مرحوم کو چک مراد بہاولپور میں مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا اور توکل علی اللہ میں بھی بہت بڑھے ہوئے تھے۔ کینسر کی تکلیف دہ بیماری کے دوران مرحوم نے بہت صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(8) مکرم ڈاکٹر ماجد حامد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر عبدالمغنی صاحب (کینیڈا)

جنوری 2022ء میں 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم حضرت بابو عبدالغنی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ مرحوم نماز باجماعت کے پابند تھے۔ روزانہ صبح بآواز بلند تلاوت قرآن کریم کرتے اور اپنے بچوں کو بھی پابند کیا ہوا تھا کہ وہ صبح تلاوت قرآن کریم کیے بغیر گھر سے باہر نہیں جاسکتے۔ پاکستان قیام کے دوران مسجد سے دور رہنے کی وجہ سے روزانہ نماز مغرب وعشاء بچوں کے ساتھ باجماعت ادا کرتے تاکہ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ہو۔ ہمیشہ بچوں کو دعا کرنے اور نظام جماعت کے ساتھ منسلک رہنے کی تلقین کرتے۔ آپ کو 6 سال بطور ناظم دار القضاء کینیڈا خدمت کی توفیق ملی۔

(9) مکرمہ کے پی Kunjamina صاحبہ (کیرلہ، بھارت)

7 فروری 2022ء کو 97 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ مولانا بی عبداللہ صاحب مرحوم کی اہلیہ تھیں جو Ceylon اور ساؤتھ انڈیا کے پہلے مشنری تھے۔ آپ خلافت کی بے حد فرمانبردار اور وفادار خاتون تھیں۔ آخری عمر میں بینائی سے محروم ہونے کے بعد بھی ایم ٹی اے پر حضور کے خطبات سننے کیلئے ٹی.وی کے سامنے بیٹھتی تھیں۔ مسکراتے چہرے کے ساتھ ہر ملنے والے شخص سے ملتیں اور ان کے گھر والوں کیلئے بھی دعا کرتی تھیں۔ مرحومہ نماز اور قرآن پاک کی تلاوت کی بہت پابند تھیں۔ مرض کی حالت میں بستر پر ہوتے ہوئے بھی حافظے سے قرآن مجید کی آیات اور کلمہ شہادت پڑھتی رہتیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں جبکہ ایک بیٹی وفات پاچکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح : فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 7 مئی 2022ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد (ٹلفورڈ، یو.کے) میں درج ذیل 5 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

(1) عزیزہ فرحانہ عامر (واقفہ نو) بنت مکرم عبد المجید عامر صاحب (مربی سلسلہ، مرکزی عربک ڈیسک) ہمراہ عزیزم عبد الرافع خان ابن مکرم عبد الحفیظ خان صاحب (مانچسٹر، یو.کے)

(2) عزیزہ فضہ شیخ بنت مکرم طارق احمد شیخ صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم عمیر احمد ابن مکرم منیر احمد منور صاحب (مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ)

(3) عزیزہ مہوش نقوی بنت مکرم سید اظہر حسین نقوی صاحب (ساؤتھال، یو.کے) ہمراہ عزیزم طلعت صیام (متعلم جامعہ احمدیہ یو.کے) ابن مکرم محمد صیام صاحب

(4) عزیزہ نحل محمود بنت مکرم خالد محمود صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم سفیر احمد بٹ (متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم محمد پرویز بٹ صاحب

(5) عزیزہ درثمین احمد بنت مکرم سعید احمد صاحب (بلجیم) ہمراہ عزیزم عامر نذیر ابن مکرم افضل احمد صاحب (بلجیم)

......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10590: مَیں نظیر احمد ولد مکرم ارون کمار صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، ساکن ملک پور ضلع حصار صوبہ ہریانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17/اپریل 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر احمد خان　　العبد: نظیر احمد　　گواہ: سرور احمد خان

مسل نمبر 10591: مَیں جاویدہ زوجہ مکرم جاوید احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 30 سال تاریخ بیعت 2001ء، ساکن جیند شہر، ضلع جیند صوبہ ہریانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17/اپریل 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/11,000 روپئے بذمہ خاوند، زیور طلائی 2 تولہ 20 کیریٹ، زیور نقرئی 100 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر احمد خان　　الامۃ: جاویدہ　　گواہ: علی نواز احمد

مسل نمبر 10592: مَیں امین خان ولد مکرم وید پرکاش صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 36 سال تاریخ بیعت 1997، ساکن حسن گڑھ ضلع حصار صوبہ ہریانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13/اپریل 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک پلاٹ اندازاً قیمت ڈیڑھ لاکھ روپئے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/20,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: طاہر احمد خان　　العبد: امین خان　　گواہ: محمد سلیم مبشر

مسل نمبر 10593: مَیں مسعود احمد فضل ولد مکرم منصور احمد فضل صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 49 سال پیدائشی احمدی، ساکن نزد مسجد بیت الغالب (کھرنی محلہ) رسول پورہ ڈاکخانہ عثمان آباد صوبہ مہاراشٹرا، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3/اپریل 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: شیخ عبد العلیم عبد العظیم　　العبد: مسعود احمد فضل　　گواہ: احمدی وجاہت احمد

مسل نمبر 10594: مَیں شیخ راغب علیم ولد مکرم عبد العلیم صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 22 سال پیدائشی احمدی، ساکن ایوان احمدیت (کھرنی محلہ) ڈاکخانہ عثمان آباد صوبہ مہاراشٹرا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4/اپریل 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/28,425 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: شیخ عبد العلیم عبد العظیم　　العبد: شیخ راغب علیم عبد العلیم　　گواہ: احمدی وجاہت احمد

مسل نمبر 10595: مَیں انیس فاطمہ زوجہ مکرم عبد الصمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 45 سال پیدائشی احمدی، ساکن مجید ویلہ (کھرنی محلہ) رسول پورہ ڈاکخانہ عثمان آباد صوبہ مہاراشٹرا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4/اپریل 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: زنجیر 9.070 گرام، منکے اور زنجیر 11.190 گرام، چین 1.660 گرام، پھول ٹاپس 1.580 گرام، چھ انگوٹھیاں 13.400 گرام، کان کی دو بالیاں 3 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: سکہ 19.650 گرام، سکہ 7.860 گرام، حق مہر -/25,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: امۃ القدیر　　الامۃ: انیس فاطمہ　　گواہ: کوثر جہاں

مسل نمبر 10596: مَیں امۃ العلیم زوجہ مکرم عبد النعیم صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 17 سال پیدائشی احمدی، ساکن ایوان احمدیت (کھرنی محلہ) ڈاکخانہ عثمان آباد صوبہ مہاراشٹرا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3/اپریل 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور نقرئی 35 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: امۃ القدیر　　الامۃ: امۃ العلیم　　گواہ: طیبہ مبارکہ

مسل نمبر 10597: مَیں شیخ طاہرہ مسعود احمد بنت مکرم مسعود احمد فضل صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن نزد بیت الغالب (کھرنی محلہ) ڈاکخانہ عثمان آباد صوبہ مہاراشٹرا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3/اپریل 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور نقرئی 37 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: امۃ القدیر　　الامۃ: شیخ طاہرہ مسعود　　گواہ: طیبہ مبارکہ

مسل نمبر 10598: مَیں شیخ ندیم احمد ولد مکرم عبد العلیم صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی، ساکن ایوان احمدیت (کھرنی محلہ) ڈاکخانہ عثمان آباد صوبہ مہاراشٹرا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3/اپریل 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ عبد العلیم　　العبد: شیخ ندیم احمد　　گواہ: احمدی وجاہت احمد

مسل نمبر 10599: مَیں عبد الصمد عبد المجید ولد مکرم شیخ عبد المجید صاحب، قوم احمدی مسلمان ریٹائرڈ عمر 58 سال پیدائشی احمدی، ساکن مجید ویلہ (کھرنی محلہ) رسول پورہ ڈاکخانہ عثمان آباد صوبہ مہاراشٹرا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4/اپریل 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 44sqmtr اور ایک مکان۔ میرا گزارہ آمد از جائیداد وتجارت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: احمدی طارق احمد　　العبد: عبد الصمد عبد المجید　　گواہ: ڈاکٹر بشارت احمد

مسل نمبر 10600: مَیں سازیہ پروین زوجہ مکرم مرزا صفی العالم صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 37 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہرہاری (ساگردی گھی) ضلع مرشد آباد صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6/مارچ 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 20 گرا، 22 کیریٹ، حق مہر -/48,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/924 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مرزا صفی العالم　　الامۃ: سازیہ پروین　　گواہ: رستم احمدی

مسل نمبر 10601: مَیں رتن شیخ ولد مکرم نعمت شیخ صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 29 سال پیدائشی احمدی، ساکن ابراہیم پور (بھرتپور) ضلع مرشد آباد صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/اپریل 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کرامت شیخ　　العبد: رتن شیخ　　گواہ: رستم احمدی

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان Weekly BADAR Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 19 - 26 May - 2022 Issue. 20-21

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (WEIGHT : 100 - 200 Gms/Issue)

ماہِ جہاں تاب سے تُو مجھ کو ملا دے

(مبارک احمد عابد)

مجھ کو مرے آقا کی جھلک ایک دکھا دے
پیاسا ہوں مری پیاس خدارا تُو بجھا دے

اے دوست تو دربارِ خلافت میں لئے چل
اُس ماہِ جہاں تاب سے تُو مجھ کو ملا دے

میں بھی ہوں اسی حُسن وفا کیش کا عاشق
’’دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھا دے‘‘

یہ ایک حقیقت ہے دعا ہے وہ سراپا
میری بھی تمنا ہے کہ وہ مجھ کو دعا دے

جتنے بھی ہیں سب کام سنور جائیں گے میرے
اک نگہِ کرم وہ جو مری سمت اٹھا دے

جاتا ہی نہیں خالی کوئی بزم سے اُس کی
ہر ایک کو وہ تحفۂ صد مہر و وفا دے

اس مہ کا دل و سینہ ہے چاہت کا خزینہ
آدابِ محبت وہ جہاں بھر کو سکھا دے

وہ بولے تو عرفان کے بہنے لگیں جھرنے
لکھے تو جواہرات وہ کاغذ پہ سجا دے

اس شجر خلافت کے گھنے سائے میں جو ہو
ہر اِک کو یہ اثمارِ گُلِ صِدق و صفا دے

سر سبز اسے تا بہ ابد رکھ مرے مولا
سیراب اسے کرنے کو تُو آبِ بقا دے

(آمین)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 22 مئی 2020ء صفحہ 21)

......☆......☆......☆......

بن جاؤں خلافت کے حسین در کا بھکاری
سارے زمانے کو اسی در پہ جھکا دے

(اعظم نوید، کینیڈا)

برکت سے خلافت کی ملے رفعت وعظمت
اک آبِ بقا ایسا مجھے اس سے پلا دے

اس نعمت عظمیٰ سے ضیا بار ہو دنیا
سچائی کے سورج سے جہالت کو مٹا دے

جس چاند کے ہے چاروں طرف نور کا ہالہ
اس شمع خلافت کا پتہ سب کو بتادے

اک مردہ دلی چھائی ہے اب سارے جہاں میں
عرفان کی دولت سے انہیں زندہ خدا دے

مدت سے ہے یہ سویا ہوا سارا زمانہ
اے میرے خدا نیند سے اب اس کو جگا دے

سیراب ہوں اس چشمے سے اب ساری ہی قومیں
ان گم شدہ بھیڑوں کی حسیں بگڑی بنادے

ہر سمت چلے پھر سے ہوا امن وسکوں کی
اے نور مجسم تو کوئی ایسی دعا دے

انوار خلافت سے ہے دل جاں سے محبت
اک اوج فلک اس سے مجھے روز جزا دے

بن جاؤں خلافت کے حسین در کا بھکاری
’’دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھا دے‘‘

ہوتی ہے دعا لب پہ میرے ایک ہی اعظم
اب سارے زمانے کو اسی در پہ جھکا دے

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 22 مئی 2020ء، صفحہ 88)

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad